لَن یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلاً

قران شریف الجزو پنجم

ترجمہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنیکے لئے راہ پاسکین

کتاب لاجواب

شحنۂ حق

جسکا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی کسیقدر خدمت

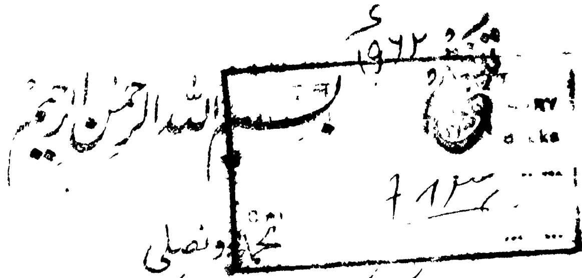
اور

اُنکے ویدوں اور نکتہ چینیوں کی کچھ ماہیت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صاحب مولف براہین احمدیہ مین سے ہے اُس پر افترا رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوٴن کیطرف سے با مداد واعانت لیکھرام پشاوری چشمہ نور امرتسر مین چھپا تھا عوام فایدہ کیلئے مرزا صاحب موصوف کیطرف سے

مطبع ریاض ہند امرتسر مین باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع طبع ہوا

قیمت فی جلد بلا محصول ۶ر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آج کل مذہبی تحریکوں کی ایک پرجوش ہوا کے چلنے سے اکثر ہی مناظرہ ومباحثہ کا خیال ہو گیا ہے جن کی کھوپری مین بجز بخارات تعصب وعناد کے اور کسی قسم کی لیاقت نہین۔ یہ لوگ جب دیکھتے ہین کہ ایک بندہ خدا فضل ایزدی سے قوت پاکر بدمذہبی اور بدعقیدگی کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے اور تائید ربانی نے اُس کی تقریر اُس کی تحریر اُس کی زبان اُس کے بیان مین کچھ ایسی تاثیر و برکت رکھی ہے کہ وہ ایک تیز آگ کی طرح جھوٹ کو بھسم کرتی جاتی ہے تب ان کی جانوں پر لرزہ پڑتا ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ حق کا شعلہ ایسی ترقی پکڑ جائے کہ ہمارے ناپاک اصولوں اور عقیدوں کو جو مذہب کی بنیاد سمجھے جاتے ہین بالکل نیست و نابود کردے۔ تب یہ لوگ اوّل تو یہ سوچتے ہین کہ کسی طرح گالیوں اور بدزبانیوں سے اُس سچے ریفارمر اور مصلح کا مونہہ بند کیا جائے اور جب یہ اُس پر کچھ اثر مترتب نہین ہوتا تو پھر بہتانوں اور بیجا الزاموں سے یہ مطلب نکالنا چاہتے ہین تا اگر وہ اپنے کام سے باز نہین آتا تو لوگوں کو ہی اُس پر بداعتقاد کرین اور اس طرح اُس کی کارروائی مین خلل انداز ہو جائین پھر اگر یہ تدبیر بھی بے سود جاتی ہے تو آخر اُس کی جان پر حملہ کرتے ہین اور صفحہ تواریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ صدہا صدّیق اور راستباز ایسے ہی کور باطنوں کے ہاتھ سے تکالیف مذکورہ بالا اُٹھا کر آخر کسی بدکار کے ہاتھ سے شہادت کے درجہ کو پہنچے اور جسکے اظہار جلال کے لئے بیڑا اُٹھایا تھا آخر اُس کی راہ مین جان دے دی۔ پس جس حالت مین قدیم سے جاہلوں کی یہ عادت چلی آئی ہے کہ جب وہ معقول باتوں سے ملزم اور لاجواب ہو جاتے ہین تو آخر اُنہین یہی تدبیر سوجھتی ہے کہ اُس شخص کو ہر قسم کا دُکھ اور تکلیف پہنچاویں یا اُس کی زندگی کا ہی خاتمہ کر دین اس صورت مین ہمین حضرات آریوں پر جو ہماری نسبت ایسی ہی کارروائیاں کر رہے ہین† کچھ افسوس نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہم ہر ایک قسم کا دُکھ اُٹھانے کو ہر وقت

---

†نوٹ جس شخص نے آریوں کی بدزبانی اور سخت کلامی ہماری نسبت سُنی ہو وہ لیکھرام پشاوری کی تحریرین اور تقریرین سُنین۔ اور ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کا اشتہار جو آریوں کی طرف سے مطبع چشمہ نور امرتسر مین ہماری

مستعد ہیں کیونکہ ہم جانتے ہین کہ اس سے بڑہکر دنیا مین اور کوئی وسیلہ سعادت اندوزی کا نہین کہ گمراہون کو عذاب الیم سے چہوڑانے کے لئے اپنے نفس کو مصیبتون مین ڈالا جائے لیکن اگر ہمین کچہہ افسوس یا تعجب ہے تو بس یہی کہ اگر ہم بقول انکی بالکل انکے مذہب سے بیخبر اور امی اور جاہل محض اور شہوات مین ڈوبے ہوئے ہین تو ہماری نسبت اس قدر انکے دلوں کو کیوں دہڑکا شروع ہوگیا کہ ہماری قتل کی ہی فکر پڑ گئی کیا جو شخص ایسا نادان اور نفس امارہ کے پیچوں مین پہنسا ہوا ہے اُس کے مارنے کے لئے بہی کوئی جلتا اور دانت پیستا ہے پر سچ تو یہہ ہے کہ جس قدر ہمنے اُنکے عقائد کی بیخ کنی کی ہے جس قدر ہمنے اُن کے ناراست اصولوں کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلا ہے۔ جس قدر ہمنے قرآنی صداقتوں کو اُن پر ظاہر کیا ہے حقیقت مین یہہ ایسی ہی کارروائی ہے جس سے ایک گروہ دروغ بیفروغ کو ایسے ایسے خیال اور جوش دل مین پیدا ہونے چاہئیں اور اگر ہم مر گئے یا کسی آریہ کے ہاتہہ سے مارے گئے تو اس سے ہمارا نقصان کیا ہے ہماری کامل اور پاک تحریرین ہمیشہ آریوں کے بدخیالات کا استیصال کرتی رہین گی۔ اور اگر ایک بہی اُن مین سے راہ پر آگیا تب بہی ہم اُس کا اجر پائیں گے۔ اس وقت ہم کو آریوں کی ذاتی اعمال پر ہرگز بحث نہیں بلکہ صرف یہہ دکہانا منظور ہے کہ کس قدر یہہ لوگ جہوٹ

نسبت چہپا ہے وہ دیکہے اور نیز ایک اشتہار اُن کا مسمی بہ بیل نہ کودا کودی گون مطالعہ کرے اور نیز وہ رسالہ آریوں کا جسکا عنوان یہہ ہے کہ سُرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن فریب غلام احمد کی کیفیت ضرور اس ہمارے رسالہ کے ساتہہ دیکہنے کے لائق ہے۔ اس لیکہرام پشاوری کا ہر جگہ اور ہر جلسہ مین یہی طریق ہو رہا ہے کہ گند بکنا اور گالیاں دینا اور بہتان لگانا اس نے اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ مین بہت سی توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکہی ہے اور ایک گندہ نامعقول سے مقدس رسول کی زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے مگر شکر ہے کہ آریہ دہرمن کے پرچوں اور راندرمن کے اشتہاروں اور پنڈت شیو نراین صاحب کی پوست کندہ تحریروں نے اس مقابلہ کی حاجت نہیں رہنے دی۔ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جو آریوں کی طرف سے مطبع چشمہ نور مین چہپا ہے ہمیں موت کی ہی دہمکی دی گئی ہے کہ تین سال کے اندر اندر تمہارا خاتمہ ہو جائیگا اور پہر ایک خط جو تین دسمبر ۱۸۸۶ء کو ایک گمنام آریہ نے بکر کسی معلوم الحقیقت آریہ صاحب کے بصیغہ بیرنگ روانہ کیا ہے اُس مین صاف صاف قتل کر دینے کا اعلان ہے لیکن یہہ معلوم نہیں کہ زہر خورانی یا کسی اور تجویز سے بہرحال کچہہ اندر ہی اندر اتفاق کر لیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط کسی نادان مدرسہ کے لڑکے سے لکہایا گیا ہے جس کا دستخط خراب ہے مگر عبارت ایسے طرز اور ڈہنگ کی ہے جو ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی عبارت ہے لیکن یاد رہے کہ ہم حق کے اظہار مین ایسے اعمادوں سے ہرگز نہیں

حاشیہ

سے پیار اور ربیع سے بغض کر رہے ہین کوئی بھلا مانس اِن میں سے خیال نہین کرتا کہ اوّل اُن

ویدوں کا مین درشن تو کر لوں جن کی حمائت مین اِس قدر موہے جھگ نکل رہی ہے ہم سچ سچ کھتے

ہین کہ اگر آریوں کے لائق ممبر بطور نمونہ رگوید کا ہے اردو مین تحت اللفظ ترجمہ کرا کر ایک ایک نسخہ

اِن بے خبر آریوں کو دے دین جو نادیدہ اُس پر عاشق ہو رہے ہین تو سارا عشق ایک دم مین ٹھنڈا

ہو جائے اب ایک طرف تو یہہ لوگ اُن ترجموں کو نہین دیکھتے جو بڑی کوشش اور محنت سے

انگریزی اور اردو مین کئے گئے ہیں اور محض جہالت سے ایسا خیال کر رہے ہین کہ یہہ تمام تراجم افترا

اور جعلسازیاں ہین اور دوسری طرف سنسکرت پڑھنے کا مادہ نہیں رکھتے سارا مدار لاف گزاف

پر **تین بکا نٹن اور لالہ جی باغ مین**۔ انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان جس پاک اور

کامل کتاب پر ایمان لائے ہین کس قدر اُس مقدس کتاب کو انہوں نے اپنے ضبط مین کر لیا ہے عموماً

تمام مسلمان ایک حصہ کثیر قرآن شریف کا حفظ رکھتے ہیں جس کو پنج وقت مساجد مین نماز کی حالت مین

پڑھتے ہیں ابھی بچہ پانچ یا چھہ برس کا ہوا جو قرآن شریف اُسکے آگے رکھا گیا لاکھوں آدمی ایسے پاؤگے

جن کو سارا قرآن شریف اوّل سے آخر تک حفظ ہے اگر ایک حرف بھی کسی جگہہ سے پوچھو تو اگلے

پچھلی عبارتین سب پڑھکر سنا دین *

اور مردون پر کیا موقوف ہے ہزاروں عورتیں سارا قرآن شریف حفظ رکھتی

ہین کسی شہر مین جاکر مساجد مدارس اسلامیہ مین دیکھو صدہا لڑکوں اور لڑکیوں کو پاؤگے کہ قرآن

شریف آگے رکھے ہین اور یا ترجمہ پڑھ رہے ہیں یا حفظ کر رہے ہین اب سچ سچ کہو کہ اسکے مقابل

ڈرتے ایک جان کیا اگر ہماری ہزار جان ہو تو یہی خواہش ہے کہ اس راہ مین فدا ہو جائے اور گو ہم جانتے

ہین کہ یہہ تحریرین کن حضرات کی ہین اور کن اندرونی اور بیرونی سازشوں اور مشوروں اور باہم خط و کتابت

کی بعد کسی قومی امیدیت کسی اسی جگہہ سے **یہودا اسکریوطی** بابگڑے ہوئے سکھ کی دم دبی سے جاری کی گئی

ہین مگر ہمین کچھ ضرور نہیں کہ مجازی حکام کو اس کی اطلاع دین کیونکہ جو کچھ یہہ لوگ ہماری نسبت بدارادے

کر رہے ہین ہمارے حاکم حقیقی کو اُنکا علم پہلے ہی سے حاصل ہے ہم متعجب ہین کہ اُنکی ان تیزیوں کا کیا باعث

ہے کیا رام سنگھ کے کوکوں کی روح تو اُن میں کہیں گھس نہیں آئی اے آریو ہمین قتل سے تو مت ڈراؤ

ہم ان ناکارہ دھمکوں سے گھبرانے والے نہیں جھوٹے کی بیخ کنی ہم ضرور کرینگے۔ اور تمہارے ویدوں کی حقیقت

ذرہ ذرہ کرکے کھول دینگے ؎ نمی ترسیم از مردان چنین خوف از دل افگندیم * کہ ما مردیم زاں روزی کہ دل از غیر

برکندیم۔ دل و جاں در رہِ آں دلستاں خود فدا کردیم * اگر جان ماز ما خواہد بعبد دل آرزومندیم۔

ویدکا کیا حال ہے اور خود اپنا اپنے ہی کانشنس سے پوچھکر دیکھو کہ وید کی حالت کو اس سے کیا نسبت ہے تو اس سے ہی تم سمجھ سکتے ہو کہ کس کتاب کے شامل حال نصرت الٰہی ہے اور کونسی کتاب اپنی تعلیموں میں شہرت تام پا چکی ہے یوں تو متعصبوں کا تعصب خدا ہی مٹاوے تو مٹ سکتا ہے لیکن غور کرنیوالی طبیعتیں سمجھ سکتی ہیں کہ آجکل آریوں کی کارروائی وید کی نسبت چوروں کی طرح ہو رہی ہے شروید وان کے ترجمے اردو انگریزی میں آپ شایع کریں اور نہ شایع شدہ کو منظور رکھیں بہلا میں پوچھتا ہوں کہ مثلاً اگر وہ ترجمہ رگوید جو دہلی سوسائیٹی نے چھاپا ہے اور لاکھوں آدمیوں میں مشہور ہو چکا ہے صحیح نہیں ہے اور موجب فتنہ ہے تو کیا اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے

حاشیہ

صبر و شکیب تو بالا سے رہتے مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ دیانندی فرقہ کی کس قدر خطرناک پالسی ہو اور لاجواب ہونے کی حالت میں کیا عمدہ تدبیر سوچ رکھی ہے کہ قتل کی دہمکی دی جاوے یوں تو کون شخص ہے کہ ایکدن نہیں مرے گا مگر یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ایسی دہمکیاں اُن لوگوں کے دلوں پر کیا کارگر ہو سکتی ہیں جن کو کتاب الٰہی نے پہلے ہی سے یہ تعلیم دے رکھی ہے **قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین** یعنے مخالفین کو کہدے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہی ہے جو خدا جسنے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے اب یہ دہمکیاں اُن دلوں پر کارگر ہو سکتی ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہیں جانتے کیونکہ اُسکی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق بنے بیٹھے ہیں اور اُسکو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس حق گذاری کے لایق ہو اور جب کہ اُس سے انہیں پیار نہیں تو پھر اپنی زندگی سے پیار کرتے ہیں اسی وجہ سے اس قسم کے ویدوں میں دعائیں ہیں جیسے رگوید اشٹک اول میں یہ دعا ہے اے اگنی تو ایسا کر کہ ہم سو جاڑوں تک زندہ رہیں اور اپنے سارے دشمنوں کو مار ڈالیں اور اُنکا مال لوٹ لیں۔ مگر جو لوگ پاک تعلیم کے اثر سے غیر اللہ سے قطع تعلق کر کے احکام الٰہی کے خادم ہو جاتے ہیں اُن میں اس فانی زندگی کی نسبت خود ہی سرد مہری پیدا ہو جاتی ہو ہم اسجگہ تک تحریر کر چکے تھے کہ پرچہ دہرم جیون ۲ مارچ ۱۸۸۶ء پہنچا اور اُسکے پڑہنے سے معلوم ہوا کہ آریوں کی طرف ایک اعلان **پنڈت شونارائن** صاحب کے قتل کے لئے بہی جاری کیا گیا ہے اس سزائے موت کے لئے تین قصور ہیں اول یہ کہ بڑی تحقیق اور دعوے سے انہوں نے پرچہ دہرم جیون میں کئی دفعہ یہ مضمون شایع کیا ہے کہ وید اُن کم فہم لوگوں کے خیالات ہیں کہ جو حقیقت میں آگ و سورج و پانی وغیرہ کو میا پرمیشر سمجھتے تھے اور اُن کی عقل بہی اسی قدر تھی۔ دوسرے یہ جرم کہ انہوں نے اپنے اُسی پرچہ میں یہ بہی شایع کر دیا کہ ویدوں میں لکہا ہے کہ اگر کسی عورت کے اولاد نہو تو وہ ایک دوسرے شخص سے کہ جو درحقیقت اُس کا خاوند نہیں ہے اولاد حاصل کرنیکے لئے صحبت کر سکتی ہے اس عمل کا نام ویدوں میں **نیوگ** ہے اور لایق پنڈت دیانندجی اس

آریوں کے لائق ممبروں پر واجب نہیں ہے کہ وہ ہی ایک تحت اللفظ ترجمہ اسی رگوید کا اردو زبان
مین شایع کردین تا فیصلہ کرنے والے خود فیصلہ کرلین کہ اس پہلے ترجمہ مین کونسی خیانتیں اور تحریفین
ہوئی ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ آریہ لوگ ہرگز ایسا ترجمہ تحت اللفظ اردو مین شایع نہیں کرین گے
کیونکہ درحقیقت یہی لوگ پکے خائن اور چور ہین اور اپنے دلوں مین خوب سمجھتے ہین کہ جس دن ہمنے
اپنے ہاتھہ سے عام طور پر اردو مین ویدوں کے تحت اللفظ ترجمے شایع کردیئے اُس دن ہمارے
ویدوں کی خیر نہین اور ایسے اڑ جائینگے جیسے آگ لگ جانے سے سارا باروت خانہ اُڑجاتا ہے اسی
وجہ سے ان کو یہہ ہی حوصلہ نہ پڑا کہ ستیارتھ پرکاش کا ہی اردو مین ترجمہ کردین چنانچہ ۲ مارچ ۸۶ء
کے دہرم جیون مین لکھا ہے کہ بعض سادہ لوح آریوں نے ترجمہ کے لئے اصرار بھی کیا مگر لائق ممبروں
کی طرف سے جواب ملا کہ مصلحت نہیں ہاں پنڈت شونارائن صاحب اگنی ہوتری نے عہد کیا ہے
کہ اس متبرک کتاب کا ہم ترجمہ کرینگے افسوس کہ آریوں مین ایسے آدمی بہت ہی تہوڑے ہین جو اپنی
گانٹھہ کی عقل رکھتے ہون لاکھوں آدمیوں کی شہادت کو چھوڑکر ایک دیانند پر مرے جاتے ہیں اب
ہم اس قصہ کو مختصر کرکے ایک نئی کتاب کے عنقریب نکلنے کی بشارت دینگے اور اُسی کے ضمن مین آریوں

عمل کے جاری رکھنے کیلئے ستیارتھ پرکاش مین آریوں کو بہت تاکید کرتے ہیں کہ اس طور پر انکی عورتین ضرور اولاد
حاصل کرتی رہین بے اولاد نہ رہیں۔ تیسرے یہہ قصور کیا انہوں نے اپنے پرچہ دہرم جیون مین بحوالہ پتہ آریہ درپن
وغیرہ اور خود اپنی تحقیق کے رو سے بیان کیا کہ دیانند جی ہندوؤں کے اوتاروں کو بُرا کہتے ہین باوا نانک صاحب
کا نام ذریبی اور مکار و ٹہگ کہتے ہین مگر خود اُن کی ذاتی کرتوتین ایسی ہین کہ انکی تمام زندگی مین دنیا طلبی ہی
انکا اصول تہا جس کیا فریب ہے کہ ماں باپ تک کہ ماں اور باپ سے ہی فریب جن کے نطفہ سے وجود لیا تہا عقل کے
ہی ایسے موٹے کہ ایک بات پر کبھی قائم نہ رہے کبھی چار پستکوں کا نام وید رکھا اور کبھی اسی زبان سے بالیس یا چہتیس
وید بنا ڈالے کبھی اُنکے پرمیشر کو دنیا کی ہی خبر نہین کر سکتی ہے اور کبھی ایسا زود رنج کہ کبھی دیکہ اور بڑے بڑے
مقدس رشی بنا کر پہر اُن کی تمام عزت خاک مین ملاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بناتا ہے غرض دہرم جیون، در
پرچہ برادر ہند مین ایسے ایسے ہنسنے کے ٹہٹے لگ بیچے دیانند پر کئے گئے ہین جسکی پاداش مین آج پنڈت شونرائن
ہی سزا کے سوتے کے مستحق ٹہرے عجب کی بات ہے کہ کوئی آریہ یہہ خیال نہیں کرتا کہ ان قصوروں کا دیانند آپ ہی
معترف ہی یا جہالالایق باتیں جیسے عمل نیوگ خود آپ ہی اُس نے ستیارتھ پرکاش مین لکھ کر اور ویدوں کے حوالہ دیکر
آریوں کی پاک دامن عورتوں کو دوسروں کے ساتھ خراب کرنا چاہا ہے ان باتوں مین پنڈت شونارائن کا کیا قصور ہے یہہ تو
وید کا قصور ہے جس مین ایسی ایسی پاک تعلیمین ہی موجود ہین اور یا دیانند کا قصور جس نے نادانی سے ایسی نازک مسائل ستیارتھ
پرکاش مین درج کردیئے اور دیدہ و لیے مقدس ہونیکا نقارہ بجاکر نمونہ دکھلا دیا۔ منہ

کے اِس رسالہ کا رد لکھا جائے گا جس کا نام اُنہوں نے سرمہ چشم آریہ کی حقیقت رکھا ہے ہر چند ایسے لغویات کے لئے اپنے بیش قیمت اور عزیز وقت کو کہو نا شائد بعضوں کی نظر مین لاحاصل معلوم ہو گا مگر ہمنے صرف چار یا پانچ گھنٹے اپنے پیارے وقت کے اس مختصر رسالہ کے لکھنے مین صرف کئے ہین اور وہ بہی اس لئے کہ تا بے خبر ہند وزادے اور سادہ لوح سخ نہیجے ہمارے خاموشی کو اس بات پر حمل نہ کرلین کہ اُن کا عفونت رسالہ کچھہ حیثیت رکھتا ہے اور چونکہ ہمارے اس رسالہ مین اُن کی بیجا نکتہ چینیوں پر تنبیہ کا تازیانہ جڑنا اور الزام ملامت کا ھنٹر تاڑ تاڑ مارنا قرین مصلحت سمجھا گیا ہے اِس لئے اس رسالہ کا نام بہی شحنۂ حق رکھا گیا کیونکہ یہہ رسالہ آریوں کے آوارہ طبع لوگوں کے سیدہا کرنیکے لئے شحنہ کا حکم رکھتا ہے اور ظریفانہ طور پر اس رسالہ کا ایک اور نام بہی رکھا گیا ہے اور وہ یہہ ہے۔

آریون کی کیسقدر خدمت

اور

اُنکے ویدوں اور نکتہ چینیون کی کچھہ ماہیت

فَالْحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ھدَانَا الْہدیٰ مولانا وناصرنا فی کل مومن ولا مولیٰ لِلْکافرین ؕ

چو شیرِ شرزۂ قرآن نمائد ر و تغرید ن
دگر آنجا نماند روبۂ نا چیز را غوغا

اشتہار

رسالۂ ماہواری

قرآنی طاقتون کا جلوہ گاہ

جو جون ۱۸۸۷ء کی بیسوین تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا

جب تک مین نے آریہ صاحبوں کا وہ رسالہ نہین دیکھا تہا جس کا نام ہے سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن اور فریب غلام احمد کی کیفیت۔ تب تک مجھے اس طرف ذرہ بہی توجہ نہیں تہی کہ مین کوئی

ماہواری رسالہ قرآنی علوم اور صداقتوں کا اس غرض سے نکالوں کہ تا اگر کوئی آریہ ویدوں کو کچھ حقیقت سمجھتا ہو تو قرآنی صداقتوں سے اُس کا مقابلہ کرکے دکھلاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا حکمت وقدرت الٰہی ہے کہ اُس نے بعض بد اندیشوں کو اس خیر محض کا سبب بنا دیا تا دنیا کی قرآنی شعاعوں سے منور کرے اور شپر طینتوں پر اونکی کور باطنی ظاہر کرے سو جس رسالہ کا نام مین نے عنوان مین لکھدیا ہے یعنے قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ یہہ وہی مومنین کا دوست صادق ہے جسکے قدوم میمنت لزوم کا اصل موجب دشمن ہی ہوئی ورنہ خدائے کریم علیم ہے کہ اس سے پہلے مین جانتا نہیں تھا کہ ایسے رسالہ ماہوار کے نکالنے کی خدمت بہی مجہسے ظہور مین آئے گی۔ اب تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جب ارادہ الٰہی اس بات کی طرف متعلق ہوا کہ کوئی ایسا رسالہ ماہواری نکالا جاوے کہ جو قرآنی طاقتوں اور صداقتوں کو ہر یک مہینہ مین دکھلا کر ویدوں سے بہی ایسے ہی علوم و معارف کا مطالبہ کرے اور اس طور سے ویدوں کی ذاتی لیاقت کی کیفیت ہر یک پر بخوبی کہولدے اور قرآن شریف کی عظمت اور وقعت ہر یک منصف پر ظاہر کرے تو اُس حکیم مطلق نے مصلحت علم کے لئے یہہ تقریب قایم کی کہ بعض آریہ صاحبوں نے ایک اشتہار بصورت رسالہ بماہ فروری ۱۸۸۸ء چشمہ نور امرتسر مین چہپوایا اور اُس مین بڑے زور سے انہیں امور کے لئے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین تحریک کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس اشتہار کا راقم یا مہتمم صرف پنڈت لیکہرام پشاوری ہی نہیں ہے بلکہ اصل بانی مبانی اسکے آریہ صاحبوں کے کئی شریف اور فرشتہ خو اور راست گو اسی قصبہ قادیاں کے رہنے والے ہین جن مین ایک کیسوں والا آریہ بہی ہے اور اصل املا اُن کی اِس رسالہ کا آرین تہذیب کے موافق ایک اور شیرین زبان پاکیزہ بیان آریہ نے درست کیا ہے جو شائد نابہہ کی ریاست مین نوکر ہے بہر حال یہہ رسالہ آریوں کا اُن لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے بغرض مقابلہ وید و قرآن ایک ایسے رسالہ کی تالیف کے لئے ہم سے درخواست کی ہے جو قرآنی علوم اور حقایق کو بیان کرنیوالا ہو اور درخواست بہی اُن شُستہ اور پر تہذیب الفاظ سے جس کا ہر یک لفظ اُن کی شرافت ذاتی اور طہارت باطنی اور حق گوئی پر دلالت کر رہا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ اوّل تو مرزا کو اس کام کا ارادہ ہی وہم و خیال ہے کیونکہ وہ ہندوؤں کے ساتہہ بحث مباحثہ کا نام لینے کے بہی لائق انہیں کتب مذہبی ست سے بہرہ محض ہے حتی کہ حرف شناسی سے بہی محروم مطلق ہے

پہر اگر شرمے شرماۓ اس کام کو شروع کرے گا تو آخری نیچا دیکھے گا - صرف آیات قرآنی سے اپنا مدعا ثابت کرکے دکہلاوے ورنہ ہم خوب بتا ئینگے قرآن سے ہرگز کوئی بات علم کی بر آمد نہین ہو گی اور جہلاء عرب کو علم سے کام ہی کیا تہا[†] - اور تمام جہان بین جو علم ظاہر ہوا وہ وید اقدس کی بدولت ہے مرزا کو ہم علانیہ متنبہ کرتے ہین کہ بے شک وہ رسالہ موعودہ طیار کرے اگر کرے گا تو نیچا دیکہیگا - ہم خوب بتائینگے ہم مرزا سے کوئی شرط نہین کرتے کیونکہ اُس کا مال حرام ہمارے کس کام ہے وہ دغا و فریب سے جمع کیا گیا ہے اور مرزا چاروں طرف سے قرضدار ہے اور کوڑی کوڑی سے لاچار اور جائیداد بہی سب فروخت ہو گئی مرزا کے دل پہ جہالت کا پردہ ہے اور نیز وہ بڑا مفلس ہے زمین بہی بک گئی دیکہو قرضداری اور ناداری کے ثبوت مین اُسکے دو خط ہین جو کسی ہندو کے نام لکہے تہے کہیوٹ بندو بست کے حصہ کشی سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکے فقط سات گہما ئو زمین ہے بڑا فریبی ہے قرآن قرآن لئے پہرتا ہے قرآن سے تو یہہ بہی ثابت نہین ہوتا کہ خدا جسم و جسمانی نہیں مرزا تو کیا چیز کوئی محمدی عالم بہی ثابت نہین کرسکتا جس قرآن کا یہہ حال ہے تو پہر اُس مین علم کیا ہو فقط - یہ پاکیزہ الفاظ ہیں جن مین سے ہم نے کچہہ کم درجہ کے سنگین لفظ چہانٹ کر خلاصہ کے طور پر اس جگہ درج کئے ہین لیکن ہم اِس بچوں کی سی سمجہہ اور سادہ لوحی پر جو بہت سے غصہ اور اشتعال کے ساتہہ ملا کر ظاہر کی گئی ہے ہنسیں یا روویں حقیقت میں ہندو لوگ دنیا کے کمانے مین گو کیسے ہی چتر اور ہوشیار ہون مگر دین کے بارے مین بہت ہی ابلہ اور بے مغز ہین اور اسکے ساتہہ خیانت کی بہی وُہی عادت چلی آتی ہے جیسے نون مرچ کے بیچنے اور تولنے مین بچپن سے سیکہتے ہین - ناحق نادانی اور بے سمجہی کی راہ سے آپ ہی ایک بات کہکر دانشمندوں پر ثابت کرا دیتے ہین کہ کس قدر دماغ اُنکا علمی روشنی سے بہرا ہوا اور کس قدر معلومات اُن کے وسیع ہین واہ واہ کیا خوب سمجہہ ہے اسی سمجہہ پر تو یہہ ٹہٹہا کر لئے اور اعتراض پیش کر دیا کہ قرآن خدا تعالیٰ کو جسم اور جسمانی قرار دیتا ہے اور اُس مین کوئی آیت تنزیہ کی نہیں کاش ان حضرات نے قرآن شریف کا ایک ورق ہی کسی سے پڑہ لیا ہوتا پہر اعتراض کے لئے پیش قدمی کرتے بہلا

نوٹ[†] - یہہ لفظ اس شخص نے ہمارے سید مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کیا ہے اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اور بہی بہت سے ہین جو ہمنے لکہنے چہوڑ دیئے ہین - منہ

جو شخص ایک حرف بھی قرآن شریف کا صحیح طور پر نہین پڑھ سکتا اور نہ کسی اسلامی کتاب مین کوئی ایسا اقرار اس نے دیکھا ہے جس پر اعتراض جم سکے تو کیا ایسے شخص کو منصب پہنچتا ہے جو لب بھی اعتراض کے لئے دس گز کی زبان نکالی ہم وعدہ کرتے ہین کہ رسالہ **قرآنی طاقتوں کے جلوہ گاہ** مین پہلے اسی بحث کو چھیڑینگے کہ خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفتیں اور اس کی خدائی کی خاصیتیں اور قدرتیں (جنمین سے ایک یہہ بھی ہے کہ وہ جسم اور جسمانی ہونے سے منزہ ہے) کس کتاب مین صحیح اور کامل طور پر پائی جاتی ہین آیا ویدمین یا قرآن مین اور پھر بحوالہ آیات بینات قرآنی ثبوت پیش کرکے لالہ صاحب کے وید سے بھی ایسے ہی ثبوت کا مطالبہ ہوگا تب معلوم نہین کہ مصرجی کس سوراخ مین چھپتے پھرینگے - کوئی پڑھے تو اُسے معلوم ہو کہ قرآن شریف ربانی صفات کے بیان کرنے مین اور اُنہیں جسم اور جسمانی چیزوں سے ممیز اور ممتاز ٹھہراتے ہین ایسا بے مثل و مانند ہے کہ یہہ روشن بیان کسی دوسرے کتاب مین ہرگز پایا جاتا ہی نہیں ہاں یہہ سچ ہے کہ کلام الٰہی کا پڑھنا اور سمجھنا ہر یک **بُزِ اخفش** کا کام نہیں کچھ تو تمیز چاہیئے نرا کھڑپینچ بنکر راے دینے والا نہ بن بیٹھے بھلا ہم تم سے ہی انصاف چاہتے ہین کہ جو شخص ایک موّاج دریا کی نسبت یہہ رائے ظاہر کرے کہ اُس مین ایک قطرہ پانی کا بھی نہیں ایسے شخص کا کیا نام رکھنا چاہیئے اندھا یا سوجاکھا - افسوس کہ آریہ لوگ رگوید کی اُن شرتیوں کو نہیں پڑھتے جن مین اندر کو خدا بناکر پھر سوم کا عرق اُسکے حلق مین ڈالا گیا ہے اور اگنی کو پرمیشر قرار دیکر دھوئیں کی جھنڈی اُسکے سر پر رکھی گئی ہے اور پھر اسی پر بس نہین بلکہ رگوید سنہتا اشٹک اول مین اندر پرمیشر کو کوسیکارشی کا پوتر بھی بنا دیا گیا ہے جسکے گھر اندر نے آپ ہی جنم لے لیا تھا اور پھر اتنے پر بھی کفایت نہین بلکہ اسی اشٹک مین پرمیشر کے پرمیشر پن کا یاں تک ستیاناس کیا گیا ہے کہ اُس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ جوان بھی ہوتا ہے اور بوڑھا بھی اور سوم کا رس پیتے پیتے سمندر کی مانند اُس کا پیٹ ہو جاتا ہے اور اگنی پرمیشر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور اُسکے والدین بھی ہین غرض کہانتک ہم اپنے کاغذات کو سیاہ کرین جن لوگوں کا پرمیشر اس قدر جسم اور جسمانی صفات مین بلکہ آفات مین ڈوبا ہوا ہو وہ قرآن شریف پر اعتراض کرین کیا یہہ افسوس کا مقام ہے یا نہیں - ہمین اُن کی سخت کلامی کا تو کچھ بھی رنج نہین اور نہ کرنا چاہئے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اگر کسی پر دس روپیہ کی ڈگری بھی

کسی عدالت سے ہوجاتی ہے تو وہ اپنی بدباطنی سے اپنے گھر تک اُس حاکم کو بُرا بھلا کہتا چلا آتا ہے پس جبکہ ادنی خلاف طبع بات پر جاہلوں کے جوش کا یہہ حال ہے تو پھر ہم جو اُنکی بدمذہبی کی بیخ کنی کر رہے ہین ہم کو اگر بُرا نہ کہیں تو اور کس کو کہین اور نیز جب کہ اُنہوں نے اپنے مشہور بزرگوں راجہ رام چندر صاحب اور راجہ سری کرشن صاحب کو جو سر آمد بزرگان ہنود ہیں جن کی شہرت کے آگئے رید کے رشیوں کا کچھہ بھی وجود اور نمود نہیں علانیہ بُرا بالکہ آریہ گزٹ ۱۸۸۶ء مین جس کا ثبوت ہم دے چکے ہین کتنے بیتوں مین گندیاں گالیاں دین اور ایسا ہی دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش مین صفحہ ۴۵۶ مین باوا نانک صاحب کا نام فریبی اور مکّار رکھا† تو پھر ایسے لوگوں پر ہمین کچھہ بھی افسوس نہین کرنا چاہئے وجہ یہہ کہ جب کہ یہہ لوگ جن مین سے بعض نے بڑے بڑے کیس بھی سر پر رکھہ چھوڑے ہین اور کشن سنگہ اور بشن سنگہ ونرائن سنگہ نام رکھہ لیا ہے خود اپنے گورو کو بھی یہہ انعام دیتے ہین تو پھر دوسری جگہوں مین یہہ کب چوکنے والی اسامی ہین۔ جنہوں نے چیلا ہوکر اپنے پُرانے پیشواؤں کو یہہ خلعت دی کہ وہ ٹھگ اور فریبی ہین تو وہ دوسروں سے کس صاف باطنی سے پیش آئینگی اور جب کہ اپنے مرشد کی ہی پگڑی اُتارنے لگے تو غیروں کی عزت کا انہین کیا پاس ہوگا انکے حق مین یہہ شعر کیا ہی خوب صادق آتا ہے تو بدوستاں چہ کردی کہ کنی بدیگراں ہم ٭ حقا کہ واجب آمد زتو احتراز کردن ۔ سو ہمین ان لوگوں کے توہین کی باتوں پر تو کچھہ خیال نہین اور نہ کچھہ افسوس لیکن اتنا ضرور ہے کہ جب کوئی نادان ہوکر دانائی کا دعوی کرے اور جاہل ہو کر عالم ہونے کا دم مارے اور دروغ گو ہوکر راست گو بن بیٹھے اور چور ہو کر اُلٹا کوتوال کو ڈانٹے تو ایسا شخص ہر یک کو بُرا معلوم ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس ہم کو بھی۔ رہی یہہ بات کہ اُنکی عقل عجیب کے نزدیک قرآن شریف علم الٰہی سے خالی اور وید علوم و معارف سے بھرا ہوا ہے تو اس کا فیصلہ تو خود مقابلہ و موازنہ سے ہوجائیگا۔ ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہے ہم خود منتظر ہیں کہ ایسا فیصلہ جلد تر ہو جائے۔ سو آریہ صاحبوں نے اسکے لئے آپ ہی سلسلہ جنبانی کی

† نوٹ۔ اس بے ادبی کا ذکر پرچہ دھرم جیون ۶ جون ۱۸۸۶ء مین بھی موجود ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش مین بڑی لائق دیانندجی نے باوا نانک صاحب کو مکار کہا ہے۔ منہ

پس ہم اُنکی اِس تحریک اور سلسلۂ جنبانی کو بہ تمام تر شکر گذاری قبول کرتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہین کہ انشاءاللہ ہم بہ فضل و توفیق ایزدی جون ۱۹۰۳ء کے مہینے سے برطبق درخواست اُنکے ایسا رسالہ ماہواری شائع کرنا شروع کر دینگے لیکن ساتھ ہی ہم بادب عرض کرتے ہین کہ جب وہ رسالہ **قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ** شائع ہونا شروع ہو تو پھر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہین بھاگ نہ جائیں اور اپنے ویدکی حمایت کرنے کو تیار رہین۔ ہم یہہ تو جانتے ہین کہ آج کل ہمارے ہم وطن آریوں کو جس قدر ویدوں کی نسبت جوش و خروش ہے وہ دراصل ایک ہی شخص کی لاف زنی کی بنا پر ہے کہ جو اس دنیا سے گذر بھی گیا ورنہ ان کی نسبت تو یہی مثال ٹھیک ہے کہ **دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالا**۔ لیکن تاہم عام لوگوں پر ثابت کر دکھانا ہمارا فرض ہے کہ وید صرف اُس زمانہ کے موٹے اور پست خیالات ہین کہ جب آریوں مین ہنوز مخلوق اور خالق مین تمیز کرنے کا مادہ پیدا نہین ہوا تھا اور عناصر اور اجرام سماوی کو خداتعالیٰ کی جگہہ دی گئی تھی چنانچہ رگوید کے **شاعروں کے وُہ سب پرجوش شعر** جن مین اندر داگنی وغیرہ سے بہت سی گوئیں اور گھوڑے اور لوٹ کا مال مانگا گیا اس بیان پر شاہد ہین برخلاف اسکے قرآن شریف ایسا علوم و معارف و کمالات ظاہری و باطنی پر حاوی ہے کہ صریح حد بشریت سے بڑہا ہوا ہے اور بہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اُس نے حقائق و دقائق کو ایک بے مثل بلاغت و فصاحت مین بیان کیا ہے اور پھر بالتزام ایسے بلیغ و فصیح بیان کے تمام دینی صداقتوں پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو گیا ہے حقیقت مین یہہ ایسا کام ہے جسکو معجزہ کہنا چاہئے کیونکہ یہہ انسانی طاقتوں سے ماورا اور بشری قوتوں سے بالاتر ہے۔ بالآخر ہم یہہ بھی مناسب سمجھتے ہین کہ آریہ صاحبوں کے نوجوان صاحبزادوں نے جس قدر ہمارے اور ہمارے دوستوں کے **سوشیل** امور اور اسلامی فضائل و قرآنی حقائق مین اپنی عادت کے موافق بے اصل اور بیہودہ نکتہ چینیاں کی ہین اُنکا الگ الگ جواب برعایت اختصار ذیل مین دیا جائے سو وہ یہہ ہے۔

قولہٗ مرزا ہماری کتب مذہب سے محض بے بہرہ ہے۔

اقول مین کہتا ہوں کہ اگر یہی حال ہے تو ایسے بے بہرہ محض کے آگے کیوں تم ایک دم کے لئے بھی نہین ٹھہر سکتے اور اُس چڑیا کی طرح جو باز سے ڈر کر چوہے کے سوراخ مین گھس جاتی ہو

کیوں اِدہر اُدہر چھپتے اور بہاگتے پہرتے ہو اس کی کیا وجہ ہے کیا سرمہ چشم آریہ نے آپکے مذہب کا کچھہ باقی بہی چہوڑا؟ کیا ٹھیک ٹھیک گت بنانے مین کچھہ کسر بہی رکھی؟ پس اس سے سمجھہ لو کہ اگر ہم آپ کے گھر کے بہیدی نہیں تہے تو پہر کیونکر ہمنے وید کے چھپے ہوئے عیبوں کو کہول کر رکھہ دیا اور اگر ہم پورے پورے بہیدی نہیں ہین تو کیونکر ہمنے کئی جزیئں ویدوں کی براہین احمدیہ مین نقل کردین اور کیونکر سرمہ چشم آریہ مین وہ کاری زخم آپ لوگوں کو پہنچا دیا جس کا ابہی تک کچھہ جواب بن نہ آیا اب چھہ مہینے کے بعد جواب نکلا تو یہہ نکلا جسمین بجز بدزبانی اور افترا بیانی کے اور خاک بہی نہیں انتظار کرتے کرتے ہم تہک ہی گئے کہ کونسا لطیف اور مغز دار جواب آتا ہے آخر آپکے مرتبان مین سے صرف ایک مکہی نکلی کیا جواب دینا اور دلکھنا اسی کو کہتے ہین بہلا کوئی منصف ہندو ہی آپ لوگوں کے رسالہ کو پڑہکر دیکہے اور پہر حلفاً بیان کرے کہ ہمارے رسالہ سرمہ چشم آریہ کا ایک نقطہ یا شعشہ بہی اس خس و خاشاک سے زوال پذیر ہوا ہے اور اگر کہو کہ تمہین سنسکرت کی زبان کی واقفیت نہیں تو مین کہتا ہوں کہ جس حالت مین دیانندی وید بازاروں مین چار چار آنہ کو خراب ہوتے پہرتے ہین اور آپ کا وید اردو مین ترجمہ بہی ہو چکا ہے اور ایسا ہی انگریزی مین بہی چہپ گیا اور خود دیانند نے بہی جابجا وید کے عقائد اور اصول کو کہولکر سنا دیا بلکہ ایک کافی حصہ وید بہاش کا عام فہم عبارت اُردو بہاشا مین چہپ بہی گیا ایسا ہی کئی دوسرے رسالے بہی آریہ مت کے عقائد کے بارے مین صاف صاف طور پر قلمبند ہو کر اُردو زبان مین شائع ہوگئے اور زبانی لکچروں مین بہی اُنکے لائق ممبروں نے ہر ایک جگہ اپنے اصولوں اور عقیدوں کی اشاعت کی تو کیا اب بہی ہماری واقفیت مین کچھہ کسر رہ گئی اور کیا ابہی تک ہم یہی خیال کیا کرین کہ ویدوں کے اصول اور عقائد کی گٹہری کسی برہمن کی اندہیری کوٹہری مین بہت سی خاک کے نیچے دبی پڑی ہے جس تک کسی ڈہب اور کسی تدبیر سے ہماری دسترس ممکن ہی نہیں۔ کیا تمہین دیانند کی کتابوں اور اُنکے زبانی لکچروں اور اُن کے تحریری مباحثہ پر بہی اعتبار نہین۔ کیا وہ لوگ بالکل جہوٹے ہی ہیں جنہوں نے صدہا روپیہ سرکار انگریزی سے ویدوں کا اردو انگریزی ترجمہ کرنے مین پایا ہے۔ پہر جب واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس قدر سامان اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہین اور وید اور ویدوں کے بہاش اور دیانندی ستیارتہ پرکاش وغیرہ کتابین ہماری

الماریوں مین رکھی پڑی ہین اور زبانی مناظرات مین ہی ہماری عمر گذر گئی ہے تو کیا اب تک ہم آپ لوگوں کے گھر سے ناواقف ہین۔ پھر جب اس قدر ہمارے وسیع معلومات ہین تو ایک سنسکرت اگر نہیں تو نہیں سہی اور خود باوجود اس درجہ کے وسعت معلومات کے جو بیالہا سال کا ذخیرہ ہے اس کاگ بہاشا کی ضرورت ہی کیا ہے۔

قولہ۔ مرزا کوڑی کوڑی سے لاچار اور قرضدار ہے۔

اقول۔ اس جگہ ہمین حیرت ہے کہ لالہ صاحبوں کو ہمارے قرض کی کیوں فکر پڑ گئی اگر وہ سرمہ چشم آریہ کا رد لکھ کر دکھلاتے اور پھر منشی جیونداس صاحب اس رد کی صحت و کمالیت پر قسم کہانے کو تیار ہو جاتے تب اگر ہم اس جلسۂ قسم مین حسب وعدہ خود پانسو روپیہ نقد پیش کرنے سے عاجز رہجاتے تو ایسے اعتراضوں کا محل بہی ہوتا مگر اب تو ہماری سمجھ مین نہیں آتا کہ ہماری حیثیت خانگی کے بارے مین اس راقم ذرد منش کو جس نے ہمارے مقابل پر کبھی اپنا نام بہی ظاہر نہین کیا کیوں اتنے تفکرات پیدا ہو گئے یہانتک کہ بندوبست کے کہیوٹ مین ہماری زمین تلاش کرتا پھرتا ہے اور اپنی بدقسمتی سے اس تلاش مین بہی غلطی پر غلطی کہاتا ہے اور سراسر خلاف واقعہ بیان کرتا ہے۔ و ہمین بڑی حیرت ہے کہ اس قدر دٹہر کا اسکے دل کو کیوں پیدا ہو گیا اور اس حرکت بیجا کا باعث کیا ہے۔ ہمارے اس ملک مین جو ایک قوم ~~جٹ~~ ہندو ہین ہمین سے بعض سربرکیس ہی رکھا کرتے ہین ہمنے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ اکثر انکی یہہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی دختر کا ناطہ کسی جگہہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے چپکے چپکے اس گانو مین چلے جاتے ہین جسجگہہ اپنی **دختر** کی نسبت کرنا انکا ارادہ ہوتا ہے تب اس گانو مین پہنچکر نہایت تحقیق و تفتیش کی غرض سے پٹواری کی **کہیوٹ اور گرداوری اور روزنامہ** سے اور نیز دوسرے طریقوں سے بہی دریافت کر لیتے ہین کہ اس شخص کی زمین کتنی ہے اور سال تمام کی آمدنی کس قدر ہے اور شریکوں مین اس کا کیا حصہ ہے تب اس تمام جانچ اور پڑتال کے بعد اپنی دختر یعنے لڑکی اس کو دے دیتے ہین لیکن اس جگہ تو ان امور مین سے کوئی بات بہی نہیں تہی۔ ہاں اگر کوئی ہلدہو الہامی اشتہارات کے مقابل پہ آتا تو اس کا حق تہا کہ پہلے اپنی تسلی کر لیتا بلکہ بنک مین روپیہ جمع کرانے کے لئے ہمین مجبور کرتا پھر اگر ہم روپیہ جمع نہ کرا سکتے تو جو چاہتا ہم پر الزام لگاتا۔ لیکن ہمارے مقابلہ کے لئے تو کسی نے اسطرف

رُخ بھی نہ کیا اور ایسے بھاگے کہ جیسے سکھہ انگریزوں سے شکست کھا کر دریا مین ڈوب ڈوب کر مرے تھے تو کیا اب بیہودہ باتیں بنانا حیا اور شرم کا کام ہے کیا ہمنے نشے اندرمن مراد آبادی کے لئے چوبیس سو روپیہ اسلئے نہیں بھیجا تھا جس سے لالہ صاحب روپوش ہو کر اب تک نظر نہ آئے کہ کہاں ہین ۔

قولہ جان محمد امام مسجد قادیاں کو مرزانے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی قبر کھود و یعنے اب وہ مرے گا حالانکہ وہ نہیں مرا ۔

اقول اس افترا کا جواب یہی کافی ہے **لعنت اللہ علی الکاذبین** اور اگر اور بھی کچھہ ثبوت چاہو تو یہاں جان محمد صاحب کی دستخطی تحریر حاشیہ مین موجود ہے + اس کو ذرا آنکھہ کھول کر پڑہ لو اور دروغ بے فروغ کی نداستوں کا کچھہ مزا اُٹھاؤ اور اگر کچھہ شرم حیا ہے تو قادیاں مین ایک جلسہ کرکے اُس ہندو کو ہمارے سامنے کر دو جس نے یہہ بے بنیاد قصہ لکھکر بھیجا ہے کیونکہ اس قدر افترا محض کا تصفیہ بالمواجہ خوب ہو جائے گا اور ہم اُسی جلسۂ عام مین اُس ہندو کو کوئی ایسی قسم دینگے جو اُسپر موثر ہو سکے اور اس طرح پر جو جھوٹا ہو اُس کی قلعی کھل جائیگی لیکن صرف بیہودہ تحریروں سے اُس مفتری ہندو کا نام لینا کافی نہوگا کیونکہ یہہ تجربہ ہو چکا ہے کہ اس جگہ کے ہندوں پر جو تحریروں کے ذریعہ سے الزام لگایا جاتا ہے پیچھے سے وہ کانوں پر ہاتہہ دھرتے ہین کہ ہمین اُسکی خبر بھی نہیں چنانچہ نظیر مین وہ اشتہار کافی ہے جس مین لکھا تھا کہ گویا لالہ شرم پت کہتا ہے کہ مین مرزا کے دعوی الہامات کو سراسر مکر و فریب سمجھتا ہوں اور مین اُنکے کسی الہام اور پیشین گوئی کا گواہ نہیں ہوں حالانکہ ہمارے پوچھنے پر لالہ شرم پت اس تحریر کے شایع کرنے اور ایسے اشتہار کے لکھنے سے سراسر انکاری ہے اور قسم کھا کر کہتا ہے کہ مجھے اس کی اطلاع بھی نہیں بلکہ اس سے پہلے کئی دفعہ ہمارے روبرو اپنی مستعدی ظاہر کر چکا ہے کہ اُن الہامی پیش گوئیوں کو جنکا وہ گواہ ہے عام طور پر شائع کرے اور ایک دفعہ لیکہرام پشاوری قادیاں مین آکر بہت کچھہ اُس کو بہکاتا رہا کہ شہادت

حاشیہ نوٹ یہہ بہتان کہ گویا مرزا صاحب نے یہہ کہا کہ درحقیقت تمہارے لڑکے کیلئے مجھے الہام ہوا کہ تم اسکی قبر کھودو دلیسر افترا ہے جسکی کچھہ بھی اصلیت نہیں اور مین جانتا ہوں کہ یہ اُن نااہل لوگوں کی گھڑت ہے کہ جو خدا کی لعنت اور نہ خلقت کی لعنت سے ڈرتے ہیں کیا خوب ہو کہ ایک جلسہ ہو کر ایسا شخص میرے روبرو کیا جائے تا مین بھی اُسکو بٹھا کر پوچھہ لوں کہ اے بھلے مانس کب میرے روبرو مرزا صاحب نے ایسا الہام مجھکو سنایا تھا ۔ العبد خاکسار جان محمد امام مسجد قادیاں ۔

الہامات سے انکار کرنا چاہئے مگروہ دروغ صریح سے نفرت کرکے اُسکے پیچ میں نہ آیا اور اب بہی اگر جلسہ عام مین قسم دیکر اُس کو پوچھا جاے توصفائی سے وہ بیان کرسکتا ہے کہ دیانند کے مرنے کی خبر کئی دن پیش از موت اسے بتلائی گئی تہی اور خاص لالہ شرم پت کے ایک بہائی پر جو ایک بیچدار اور پرخطر مقدمہ چیف کورٹ مین دائر تہا اُس کا انجام بہی پیش گوئی کے طور پر اُسپر ظاہر کیا گیا تہا ایسا ہی دلیپ سنگہ کی دو صورتوں مین سے ایک صورت یعنے موت یا بے عزتی اور ناکامی از سفر پنجاب اُس کو اس وقت کہول کر سنادی گئی تہی کہ جب اُس مصیبت کا نام و نشان موجود نہ تہا اور ایسی ہی اور بہت قبل از وقوع باتین اُسپر ظاہر کی گئی تہیں جن باتوں کا وہ بڑی مضبوطی سے گواہ ہے مگر تصدیق اس کی جلسہ عام مین قسم کے ساتہہ ہونی چاہئے یونہی متعصبانہ تحریروں کی رو بہ بازی سے۔ اسوا اس کے رسالہ سراج منیر بہی جو پیش گوئیوں پر مشتمل ہے اب بہت جلد نکلکر دروغ گوؤں کا موںہہ کالا کرنے والا ہے۔

قولہ۔ ہمنے اپنے اشتہار مین ثابت کر دیا ہے کہ مرزا کے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء مین پیش گوئی پسر موعود کا حمل موجودہ پر حصر رکہا گیا ہے جسمین سے آخر لڑکی پیدا ہوئی۔

اقول۔ وہ اشتہار جس مین ہماری طرف سے الہامی یا تشریح کے طور پر اس حصر کے لفظ موجود ہیں جو اُسی حمل مین وہ لڑکا پیدا ہو گا اُس سے ہرگز ہرگز تخلف نہیں کرے گا ضرور اس مین پیدا ہو جائے گا وہی اشتہار ایک جلسہ منعقد کرکے بحاضری چند مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے پیش کر دینا چاہئے تا دروغ گو کی سیاہ روی سب پر کہل جائے لیکن اگر اشتہار کے پیش ہونے کے بعد اشتہار کی عبارت سے یہی بات بہ بداہت ثابت ہوتی ہو کہ شاید وہ لڑکا اب ہو یا بعد مین ہو تو پہر ایسے بے شرم دروغ گو کے لئے کہ جو برخلاف ہماری تشریح مندرجہ اشتہارات ناحق بار بار خلق اللہ کو دہوکا دے صرف **لعنت اللہ علیہ** کہنا کافی نہیں بلکہ تو کسیقدر سزا دینا بہی ضروری ہے۔ تا پہر آئندہ اپنی بیحیائی دکہلانے کے لئے جرات نہ کرے۔

قولہ۔ ایک ڈوم ٹکڑہ خوری گمنام نے مرزا کی تعریف مین دو ورق کا اشتہار بعنوان رسالہ شرمہ چشم آریہ سیاہ کیا ہے محض دنیا کی طمع مین اندہا ہو رہا ہے اس کوتاہ اندیش نامعقول نے کیا بلا ٹہری کہ مفت مین جہوٹ بول رہا ہے۔

اقول — یہ پاک سیرت [illegible] جو شاید اپنے گمان میں اپنے تئیں کسی راجہ کا بیٹا سمجھتا ہو تاہم
[illegible] دوسرا یا دوہرا کی ذریت نہیں کہیں گے خدا جانے یہ کون ہے اور کس کا ہے مگر اد
[illegible] یہ شخص اپنے ان گندے الفاظ سے جو کسیقدر یہی سمجھے ہیں اور کسیقدر خلاف تہذ
[illegible] دیئے ہیں ایک نہایت عالی خاندان سید صاحب کی نسبت
[illegible] شہر کے معزز اور نامور رئیس ہیں ازالہ حیثیت عرفی کا مرتکب ہوا
[illegible] تو اُسے کا ہیکو ہوگی مگر دفعہ ۵۰۰ **تعزیرات ہند** اور کبھی
[illegible] یا وہ لوگ اکثر پھنس جایا کرتے ہیں اُسے اندیشہ کرنا چاہئے
[illegible] سید صاحب ممدوح کی خدمت میں بانکسار عرض کر دیا ہے کہ آپ ایسے نا اہلوں
[illegible] باتوں کو دل میں جگہ نہ دیں اور صبر و شکیب کو کام فرمائیں جیسا کہ طیبین طاہرین
آل رسول ہمیشہ [illegible] کرتے چلے آئے ہیں اور [illegible] صاحب کی ذات ستودہ صفات پر
[illegible] تعریف اور [illegible]
[illegible] دفتروں کے معزز عہدوں پر بھی [illegible] چکے ہیں اور اشتعالی حالت
تو گویا فطرتی [illegible] طبیعت سے مسلوب ہے مگر پھر بھی چونکہ ایک شخص لمینت کے قلم کا
[illegible] کبھی [illegible] قوم کے شریفوں کو بھی [illegible] ہو گیا ہے اس لئے ہم بکمال ادب
بخدمت شریف [illegible] صاحب اور [illegible] کی خیر خواہی کے طور
سے عرض پرداز ہیں کہ [illegible] لب و لہجہ آریہ کو اس بدزبانی کے [illegible] روکیں کہ اس کا نتیجہ
اچھا نہیں اور گو ہماری ذات کی نسبت کوئی شخص [illegible] یا بہلا افترا پردازیاں کرے یا جعلسازیاں
اُسے اختیار ہے کیونکہ ہم مجازی حکومتوں کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتے اور اپنا اور اپنے بدگو کا
فیصلہ احکم الحاکمین پر چھوڑتے ہیں لیکن ان نوخیزوں کو جو اپنی ہر ایک تحریر میں آریوں کی نئی تہذیب
کا چاند چڑھا رہے ہیں دوسرے رئیسوں اور شریفوں اور معزز مسلمانوں کی ہتک اور توہین سے
پرہیز رہنا چاہئے تا کسی پیچ میں آکر بڑے گھر کی ہوا نہ کھانی پڑے کیا بحث اسی بات کا نام ہے کہ
گند بولیں اور فحش تولیں غرض ہر ایک مونہہ بگڑے اور بے راہ کے لئے قانونی تدارک موجود ہے
آئندہ اختیار بدست مختار۔

قولہ - [illegible] تمہاری کسی کتاب کا حوالہ ہے نہ فصل و باب کا پتہ ہے -
اقول - کتنا جھوٹ ہے جس شخص کی دروغ گوئی اس حد کو پہنچ جائے تو اُسے کوئی کیا کہے
بھلا جس حالت میں جا بجا فریق [illegible] کی [illegible] الثبوت کتابوں کا فصل و صفحہ تک
پتہ تبلا دیا گیا تو کیا ابھی ہم نے کتاب کا حوالہ [illegible] سرمہ چشم آریہ [illegible] جن باتوں
کو لالہ مرلی دہر صاحب اس بالمواجہ بحث میں آپ [illegible] دنیا و [illegible]
خلاف اور ناحق کا طول تھا اگر وہ انکار کرتے [illegible] تو ہم بالی طور پر [illegible] کہا گیا کہ
یہہ تمہارے عقائد و اصول ہیں چنانچہ جا بجا لالہ صاحب [illegible] ان الزامات کا اقرار کرتے گئے اور
کچھہ بھی چون و چرا نہ کیا دیکھو صفحہ ۱۱۷ - ۱۵۹ - ۱۹۷ - ۲۰۳ - ۲۰۶ سرمہ چشم آریہ باسوا اسکے
یہہ بات یاد رہے کہ ہم نے جسقدر آریوں پر [illegible] ثابت کئے ہیں اُن سب کو ہم نے
اُنکے لایق گرو دیانند کی ستیارتھ پرکاش [illegible] تو یہہ بات نکال کر دیکھو
کہ ہم آریوں کے وہ عقائد نہیں ہیں پہر دیکھنا کہ [illegible] کی [illegible] کہ جن
عقائد اور [illegible] کو آپ [illegible] ہرگز [illegible] اُن سے [illegible] جا
ہیں مگر [illegible] اب بہاگ کے کہاں [illegible] آپ
الگ ہوگیا اور وید کا آخری پچھڑ [illegible] دنیا [illegible] موجود
[illegible]

قولہ - تم [illegible] ظاہر [illegible] کے بدولت ہے -
اقول - [illegible] کی حقیقت [illegible] اور کہتی [illegible] بہلا
[illegible] ویدوں نے [illegible] کی مخلوقات کے وجود میں [illegible] بتلائی کہ یہہ سب چیزیں
[illegible] وجود کا آپ ہی مرتب [illegible]
[illegible] ہی ایسے لایق ویدوں کا وجود
[illegible] عجیب حکمت [illegible] انی طور پر [illegible]
[illegible] کے لایق پنڈت [illegible] وید [illegible]
کہ [illegible] اسی سے [illegible] عالی [illegible]

کی کتاب ہے۔

چنانچہ منجملہ اُنکے ایک مسئلہ دائمی **وجوب تناسخ** کو ہی دیکھو جس مین ویدک فلاسفی کی رو سے ہمیشہ روحوں کا اِسی دنیا مین پھر پھر آنا اور بڑے بڑے عارف گیانی رکھی اور دیوتے بننے کے بعد بھی ہمیشہ کتے بلے کیڑے مکوڑے بنتے رہنا واجب و لازم ہے† - اس بدبختی کا اصل موجب یہہ ہے کہ روحین معدود اور پرمیشر پراکرتی سے عاجز بالکل ناطاقت بلکہ کچھ بھی نہین ہے اگر وہی مکتی یافتہ بار بار انسان کتا بلا نہ بنتے رہین تو دنیا کیونکر قایم رہے مگر اس اصل دلیل کو چھپا کر ایک جھوٹی دلیل وید کیطرف سے پیش کی گئی ہے کہ مکتی خانہ مین ہمیشہ رہنے کے لئے انسانوں کے عمل وفا نہیں کر سکتے اور پرمیشر اتنا ہی دیسکتا ہے جتنا کہ اُن کا حق ہے کم و بیش نہیں **بہت خوب** -

لیکن یہہ تقریر اُس صورت مین کچھ چسپاں ہوسکتی ہے کہ جب مکتی (نجات) کو ایک ایسی شی سمجھا جائے کہ جو نون مرچ کی طرح بکتی ہے اور پرمیشر کو ایک **بنیا** قرار دیا جائے جو اُس جنس کو داموں کے موافق بیچتا ہے یا یہہ خیال کیا جائے کہ پرمیشر کا مکتی خانہ بکرایہ پر چلتا ہے جتنے دنوں کا کرایہ دیا اُتنے دن رہے اور پھر نکالے گئے اب ہم آریوں کے بڑے دستار بندوں سے دریافت کرنا چاہتے ہین کہ کیا مکتی کی حقیقت مین یہی فلاسفی ہے جس کو آپکا وید مقدس سکھاتا ہے کیا وید کا یہی علم و ہنر ہے جس پر ناز کیا جاتا ہے سب دانشمند جانتے ہین کہ نجات کی جڑھ اور اس کا اصل نور جس سے یہہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوا اللہ سے انقطاع کلی ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبے سے ہر یک چیز پر بلکہ اپنی جان پر بھی مقدم ہو جائے اور آرام اور انس اور شوق اور دل کی خوشی اُسی سے اور اُسی کے ساتھ ہو اور جیسا کہ وہ حقیقت مین واحد لاشریک

فٹ نوٹ† یوں تو آریہ لوگ کہتے ہین کہ تناسخ ضرور سچ ہے اور ابد ہمیشہ کے لئے واجب الوقوع ہے لیکن بھی تم سمجھا نہین چھوٹتا لیکن بوجہ نادانی اُنہیں خیال نہیں کہ دائمی تناسخ کے ماننے سے تمام مقدسوں اور برگزیدوں کی ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ ہر یک کے لئے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ بیشمار مرتبہ نجات پانے کے بعد بھی کیڑے مکوڑے بن چکے ہیں اور ابھی آیندہ بنتے رہنے کا کچھ انتہا نہیں کیونکہ اگر یہہ سب حیوانات کتے بلے گدھے سور وغیرہ بیشمار مراتب مکتی کو پا چکے ہیں تو اس بات کے ماننے کی کوئی وجہ نہیں کہ کسی زمانہ میں یہی حیوانات وید کے رشی یا اوتار وغیرہ نہیں ہونگے تو اس صورت مین تو آریوں کو قایل ہو جانا چاہئے کہ ممکن ہے کہ درحقیقت یہہ سب اگلی زندگی ہی ہوں یا بعض اُنہیں سے تو ضرور ہی ہوں واضح رہے کہ ہم ایسے خیال کو نہایت خبیث اور دوراز ادب سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی پر ایسا خوش ہو کر کہ اس کو مکتی دیکر پھر کسی وقت اسکو گدھا سور وغیرہ بنادے اس لئے ہم آریوں کو محض نصیحت سے کہتے ہیں

ہے ایساہی پیار کی نظرسے بہی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں مین واحد لاشریک
ہی نظر آوے یہہ نور نجات ہے جو اسی دنیا سے محب صادق کے ساتہہ جاتا ہے اور اُسکے وجود
مین جان کی طرح داخل ہوکر ہمیشہ اُسکے ساتہہ رہتا ہے سو جب کہ شخص نجات یافتہ ہمیشہ کے لیئے
یہہ علت موجبہ نجات اپنے ساتہہ رکہتا ہے تو پہر یہہ وید کی کس قسم کی عقلمندی ہے کہ باوجود موجود
علت تامہ کے یعنے نور نجات کے معلول تخلف یعنے نجات کا اُس سے روا رکہتا ہے کیا
کوئی آریہ اپنے ویدون کی اس عجیب فلاسفی کو ہمین سمجہا سکتا ہے۔

اور پہر ثبوت تناسخ پر دلیل بہی کیا ہی عمدہ ستیارتہہ پرکاش مین لکہی گئی کہ جب بالک پیدا
ہوتا ہے تو اُسی وقت [illegible] ... پینے لگتا ہے سبب یہہ کہ اُس کو پہلے جنم کا خیال بنا رہتا
ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ تناسخ سچ ہے تعجب کہ ایسے تیز عقل پنڈت نے کیوں حیض
کے خون کو بہی جو پیٹ کے اندر بچہ کی خوراک بنتا ہے اسی طرح پہلے جنم کی یادداشت پر دلیل نہ
ٹھہرائی تا بجائے ایک کے دو دلیل ملجاتیں۔

افسوس یہہ لوگ تناسخ کے جال مین پہنس کر اور جونوں کے خیال محال مین مبتلا ہوکر ایسے اُس
مین مدہوش ہوئے کہ پہر کسی چیز نامعلوم الاسباب کا سچا سبب تلاش کرنے کے عادی ہی نرہے
اور ویدوں کی گمراہ کنندہ تعلیموں نے ہزاروں عمدہ اور دلربا فلسفی نکتوں سے ان کا موہنہ
پہیر کر بار بار آواگون کے ہی گڑہے مین ڈالا اور سارے عالم کے تعلیم خانہ مین سے صرف یہی ایک
غلط حرف انکے دل مین بیٹہہ گیا کہ دنیا کا وجود اور زمین و آسمان کا نمود فقط انسانی عملوں کی
شامت سے ہے نہ کسی صانع کی حکمت کاملہ سے اگر بدکاریاں اور بداعمالیاں نہوں تو پہر گائے بیل
وغیرہ انسانی ضرورت کی چیزین بہی نہوں بلکہ خود انسان مین سے عورت کے قسم بہی نہوا سیوجہ
سے یہہ لوگ حکیمانہ اور باقاعدہ تحقیقاتوں سے ہمیشہ انحراف اختیار کرکے بلکہ اس مذاق سے
بالکل خالی اور بے بہرہ اور سادہ لوح رہکر اپنی زندگی کے قابل تفتیش راز اور دوسرے تمام مخلوقات

(۱) [illegible] کہ اگر تم دوسرے پاک نبیوں کو گالیاں دیتے اور برا بہلا کہتے ہو مگر اسے **بہلے مانسو** تم اپنے وید کے
رشیوں کی ایسی بے ادبی سے تو باز آؤ۔ اگر تم والد کے شایق ہو تو دیکہو نا یہی پنڈت دیانند کی ستیارتہہ
پرکاش اور [illegible] کی بحث مسم

کے بے انتہا اسرار کو یون ہی کسی گذشتہ جنم کی شامت اعمال یا کسی کے اسرار پر حمل کر کے پھر آیندہ اس مین کچھہ تجویز نہیں کرتے اور اس طرح پر ایک جھوٹے اور بے اصل خیال کو مضبوط پکڑنے سے نہایت ہی اور صحیح صداقتوں کے قبول کرنے سے محروم اور بے نصیب رہجاتے ہین حالانکہ اس عالم کا ہر ایک جوہر اور عرض ہزارہا باریک حکمتوں اور عجیب بھیدوں اور حقیقتوں سے بھرا ہے اور جو کچھہ صانع نے جس جس جگہ رکھا ہے نہایت [illegible] اور جواہرات حکمت و معقولیت سے بھرا ہوا ہے مگر ان کو رباطنوں کی نظر مین یہہ سب کچھہ صرف گذشتہ جنموں کے نتائج کا ایک گڑبڑ ہے اس سے زیادہ کچھہ نہیں اور پرمیشر ایسا ہی کاہل اور بیکار اور ایک [illegible] اور بے نفع وجود ہے کہ نہ تو کبھی رحم اور فضل اور کرم اس سے ظہور مین آیا اور نہ کبھی اس کو اپنی حکمت و قدرت دکھلانے کا موقع ملا اور نہ کبھی اس نے اپنے وجود مین طاقت پاکر اپنی خدائی کے نشان ظاہر کرے عقل تو پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہہ سب چیزین خداتعالی کی ہستی کو ہمارے لئے راہ بتانے والی ہین اور اسکے احسانات کا ایک رشتہ قائم کرنے والی ہین مگر انکا وید کہتا ہے کہ یہہ کچھہ بھی نہیں یہہ سب کچھہ اتفاقی ہے جو گذشتہ جنموں کی شامت سے ظہور پذیر ہو رہا ہے ورنہ ایک قطرہ پانی کا بھی جسمین صدہا کیڑے ہین پرمیشور کی طرف سے عطا نہین ہوا بلکہ خود ان کیڑوں کی کسی پہلے زمانہ کی اپنی ہی بداعمالی پانے کے وجود اور ہماری آب نوشی کا باعث ہوگئی ہے اب جس کے پرمیشر کا یہہ حال ہو کہ ایک قطرہ پانی پر بھی اختیار نہیں کہ خود بخود پیدا کر سکے تو کیا ایسے ضعیف اور ناتوان کا نام پرمیشر کہنا جائز ہے یا نہیں اور ایسا بدنصیب پرمیشر کس تعریف اور شکرگذاری یا کس مدح و ثنا کے لائق ہوگا جس کی ملکیت ایک بوند پانی بھی نہیں ہائے افسوس ان لوگوں نے الہی قدرتوں اور حکمتوں اور صنعتوں کو آواگون اور وید کی محبت مین پہنس کر کیسا خاک مین ملا دیا ہے صرف ایک تناسخ کے بیہودہ خیال سے ہزارہا صداقتوں کا خون کرتے جاتے ہین اور فلسفی اور طبعی تحقیقاتوں کی طرز پر کسی چیز یا مادہ کا حقیقی سبب ہرگز تلاش نہیں کرتے ۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ کسی امر مجہول کی واقعی حقیقت دریافت کرنیکے لئے بڑی بڑی تحقیقات کی جاتی ہے اور ایک جزئی کی خاطر تمام جزئیات پر نظر ڈالنی پڑتی ہے اور محققانہ

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ یہہ خاص جزئی جسکا کوئی حال یا عارضہ متنازعہ فیہ قرار دیا گیا ہے کیا
اسکی یہہ خاصیت جس مین نزاع کی گئی ہے اسی کی ذات تک محدود ہے یا ایک عام بات ہے
جو دوسری کئی جزئیات میں بلکہ تمام جزئیات مین پائی جاتی ہے پہر اگر کہوج لگاتے لگاتے اُس
حد تک پہنچ جائیں جو اُس جزئی کا اُس حال یا عارضہ متنازعہ فیہ مین دوسری جزئیات سے ہمنام
ہونا ثابت ہوجائے یا دوسری جزئیات اُسکے شریک نکل آئیں ایسی جیسی کہ صورت ہو اُس
پر عمل کیا جاتا ہے اور حق ایک عام کو خاص یا خاص کو عام نہیں بنایا جاتا لیکن اس [illegible]
طرز سے دیانتداری پا لحاظ رکھ [illegible] کہ اس تدبیر [illegible]
کے بارے مین کیا ثبوت [illegible] کرنے کے وقت تو ہم سوچا کہ یہہ جو
دعوی کیا گیا ہے کہ [illegible] اور [illegible]
دعوی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کرے دیتے فقط اتنا مسلم ہے کہ بچہ [illegible]
لیکن یہہ ہرگز نہیں مانا جاسکتا کہ خواہ نخواہ اُس کے پستان ہی کی طرف دوڑتے لگ [illegible]
ثابت ہے کہ اُس وقت وہ ایک سادہ نفس ہوتا ہے اور جس عادت پر وہ لگا دیا جائے اُسی
پر لگ جاتا ہے اور اُسی کو مضبوط پکڑ لیتا ہے مثلاً اگر بچہ کو پیدا ہونے کے بعد بتی سے یا نلی سے
دودھ پلانا شروع کر دین تو فی الفور اسی طرح سے پینا شروع کر دیتا ہے پہر ممکن نہین کہ بآسانی
ماں کے پستان کی طرف رخ بھی کرین مگر شاید بڑی مشقت اور مصیبت کے بعد پہلی عادت کو چھوڑ
اور دوسری عادت کو پکڑے یہہ تو سچ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد غذا کی طرف بچہ کی خواہش
جنبش کرتی ہے مگر وہ خواہش فقط درد اشتہا سے پیدا ہوتی ہے نہ کسی اور سبب سے اور تجارب
روزمرہ صاف اور صریح شہادت دیتے ہین کہ انسان یا حیوان یا کسی پرند یا کسی کیڑے مکوڑے
کا پیدا ہونیکے بعد اپنی غذا کی طرف توجہ کرنا حقیقت مین ایک میل طبعی ہے جو حکیم مطلق نے

اپنی حکمت کاملہ کی وجہ سے ہر ایک جاندار میں بلکہ نباتات وجمادات کی فطرت میں ہی رکہی گئی
ہے تا وہ بالطبع اپنی اُس غذا کے طالب ہوں جو اُن کے مناسب حال ہے اسی وجہ سے ہر ایک
چیز اپنے اپنے طور پر جو اُس کے وجود کی بناوٹ میں مقرر کیا گیا ہے تحصیل غذا کے لئے میل کرتی
ہے اور جیسے ایک بچہ انسان یا حیوان کا غذا کو حاصل کرنا چاہتا ہے ایسا ہی درختوں اور بوٹیوں
اور بوٹیوں کی جڑ میں بہی تخمی حالت سے آگے قدم رکھتی ہیں اور قوت نامیہ کا پردہ تو وہ پانی
میں اپنی غذا کو جو پانی ہے اپنی طرف کہینچنا شروع کر دیتی ہیں اور وہ جڑ میں اپنی قوت جاذبہ سے
دُور دُور سے پانی کہینچ لاتی ہیں غرض حکمت کاملہ الہیّہ سے ہر ایک چیز میں تحصیل غذا کے لئے
پہلے ہی سے ایک قوّت رکہی جاتی ہے خواہ وہ چیز پتہر ہو یا درخت یا انسان یا حیوان درحقیقت
یہ سب ایک ہی قوت کی تحریکوں سے حصول غذا کے لئے متوجہ کیجاتی ہیں اور اس بات کے
جواب میں کہ کیوں یہ چاروں قسم کی چیزیں غذا کی طالب ہیں کوئی جدا جدا بیان نہیں کسی
جگہ پہلے جنم کی یادداشت اور اُس کا خیال تازہ رہنا سمجہا جائے اور کسی جگہ کوئی اور وجہ بتلائی جائے
بلکہ درحقیقت ان چاروں چیزوں کا تحصیل غذا کے لئے میل کرنا ایک ہی باعث سے ہے یعنی
فطرتی قوّت جو وجود پیدا ہونے کے ساتھ ہی اُس میں پیدا ہو جاتی ہے اور اسی کی طرف اُس
پاک اور مقدس کلام میں اشارہ ہے جو فلسفی صداقتوں سے بہرا ہوا ہے جیسا کہ وہ جل شانہ
فرماتا ہے **اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی** یعنے تمہارا وہ خدا ہے جس نے ہر ایک
چیز کو مناسب حال اُسکے وجود بخشا پہر غذا وغیرہ کی طلب کے لئے جو اُس کی بقا موقوف ہے
اُس کے دل میں آپ خواہش ڈالی سو یہی صداقت حقہ ہے جس کو ایک قاعدہ کلّی کے طور پر
اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب عزیز میں بیان فرما دیا ہے نادانوں اور جاہلوں کی نظر چونکہ نہیں پہنچتی
سو ہٹ وہ فقط ایک جزئی کو دیکہکر اپنی غرض فاسد کے مطابق اُسکے لئے ایک وجہ
منصوبہ گہڑ لیتے ہیں اور دوسرے جزئیات کو جو اسی کے شریک ہیں چہوڑ دیتے ایسی ہی دیانندی
فلاسفی ہے جو آنکہیں بند کر کے وید کی خاطر گہڑی گئی ہے بہلا کوئی سوچے کہ پہلے جنم کی یادداشت
کہاں ہے اور کس دلیل سے سمجہی گئی کیا یہ سچ نہیں کہ ہمیشہ دیکہا جاتا ہے اور روزمرہ کے تجارب
اس پر شاہد ہیں کہ جن بچوں کو پیدا ہونے کے بعد بکری کے پستان پر لگایا جائے پہر وہ کسی عورت

کے پستان سے دودہ پینا نہیں چاہتے اور جن کو مثلاً انگریزی شیشی پر لگا یا جائے اُن کے لئے بکری
کا یا گدہی کا دودہ پینا ایسا مشکل کہ گویا موت ہے ہزار حیلہ کرو اُس طرف رُخ بہی نہیں کرتے اب اگر
دیانندی مسئلہ سچا ہوتا تو چاہئے تہا کہ کوئی لڑکا بجز ماں کے پستان کے اور کسی طور سے دودہ نہ پیتا
سولوز اد بچوں کی یہہ مذکورہ بالا عادت ابطال تناسخ پر دلیل ہے نہ کہ ثبوت تناسخ پر کوئی دلیل
اس سے پیدا ہو سکے - اب دعوی کی خوبی کا تو بیان ہو چکا - دیانندی دلیل کی ہی کیفیت سنئے
وہ کہتے ہین کہ ماں کا دودہ پینا یہہ پہلے جنم کا خیال ہے مین کہتا ہوں کہ اگر دیدوں کی یہہ دلیل
سچی ہوتی تو پہر اصول تناسخ کا یہہ چاہئے تہا کہ ہر ایک جاندار کا بچہ اپنے پہلے جنم مین ہی اُسی نوع
مین سے ہوتا ہے جس مین اب پیدا ہوا ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ انسان کا بچہ پیدا ہونے کے بعد
دودہ کا محتاج ہوتا ہے اور مُرغ کا بچہ پیدایش کے بعد دانہ مانگتا ہے جونک کا بچہ مٹی کہاتا ہے
اور شہد کی مکہی کا بچہ شہد سے خوراک پاتا ہے سو اگر یہہ میل طبعی نہیں ہے بلکہ بقول دیانند پہلے
جنم کا خیال بنا ہوا ہی تو اس سے لازم آتا ہی کہ انسان کا بچہ اپنے پہلے جنم مین ضرور انسان ہی ہو کچہہ ور نہو لیا ہی یہہ ہی ماننا پڑتا ہی کہ مُرغ کا بچہ ہی
پہلے جنم مین ضرور مُرغ ہی ہو اور جونک کا بچہ اپنے پہلے جنم مین جونک ہی ہو نہ اور کچہہ اور مکہی کا بچہ اپنے
پہلے جنم مین مکہی ہی ہو نہ کچہہ اور کیونکہ یہہ سب مختلف قسم کے جاندار پیدا ہونیکے بعد اُسی طور اور
اُسی قسم کی غذا کو طلب کرتے ہین جو اُنکے نوع کے لئے مقرر ہے اب دیکہا **ویدک فلاسفی** کی
کیسی قلعی کہل گئی اب ہم اگر ایسی فلاسفی کو دور سے سلام نہ کرین تو اور کیا کرین کیوں **لالہ صاحب**
یہ وہی ویدوں کے علوم ہین جن سے تمام دنیا فیضیاب ہوئی ہے - روح کا شبنم کیطرح زمین پر گرنا
اور پہر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کسی گہاس پات پر پہیلنا اور پہر وہی بچہ پیدا ہونیکا موجب ہونا جیسا کہ
رسالہ نیوگ مطبوعہ آریہ کے صفحہ ۴۳ مین اور صفحہ ۲۶۳ ستیارتہ پرکاش مین مفصل درج ہے یہہ ویدوں
کے ذریعہ سے ہی علوم و فنون حاصل ہوئے ہین عجیب تر یہہ کہ ایسی بوٹیوں کو شوہردار عورتیں ہی
کہاتی ہین کبہی باکرہ اور عقیمہ عورتیں یا مرد نہیں کہا لیتے تا ان سب کو حمل ٹہر جائے ایسی گہاس پات
کو دیانند ہی کہا لیتا تو ایک تماشا ہوتا اور ویدوں کے گُن خوب ظاہر ہوتے **قربان جائین**
ایسے ویدوں پر بہلا کس حکیم یا فیلسوف کی بلا کو بہی خبر تہی کہ روح ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سبز کہیتوں
پر پڑا کرتی ہے اور پہر وہ سب ٹکڑے کوئی عورت کہا جاتی ہے اُس سے حمل ہوتا ہے مردوں کو

ایسے روحانی غذا سے کچھہ حصہ نہیں یوں ہی بلا دلیل بچوں کو اپنے باپوں سے اخلاق وغیرہ
مین روحانی مشابہت ہوتی ہے اس سے بڑہکر ویدوں کے جامع العلوم ہونے پر اور کیا دلیل
ہو گوتم رکھی جو ویدوں کو سراسر دور از صداقت اور طفلانہ خیالات سمجہتا تہا کیا بدحکمت کی باتیں
اُس کو نہ ملین تا وہ بہی اُن پر فدا ہو جاتا - دیکھو بدہ شاستر (اودہیاء سوتر ۱) دیانند کو بہی مچھلی کی
طرح تہپر چاٹ کر اخیر پر کہنا پڑا کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا - دیکھو پرچہ
دہرم جیون ۱۸۸۶ء اس وقت مجھے ایک اور پنڈت صاحب بہی یاد آگئے جن کا نام کہڑک سنگھ
ہے یہہ صاحب ویدوں کی حمایت مین بحث کرنے کے لئے قادیاں مین آئے اور قادیاں کے
آریوں نے بہت شور مچایا کہ ہمارا پنڈت ایسا عالم فاضل ہے کہ چاروں وید اُسے کنٹھ ہیں پہر
جب بحث شروع ہوئی تو پنڈت صاحب کا ایسا بُرا حال ہوا کہ ناگفتہ بہ اور سب تعریفین وید
کی بہول گئی دنیا طلبی کی وجہ سے اسلام قبول نہ کیا مگر قادیان سے جاتے ہی وید کو سلام کر کے
اصطباغ لے لیا اور اپنے لیکچر مین جو بیاخر ... اور ... مین اُنہوں نے چہپوایا ہے صاف
صاف یہہ عبارت لکہی کہ وید علوم الہی اور راستی سے بے نصیب ہیں اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں
ہو سکتے اور آریوں کا ویدوں کے علم و فلسفہ ... کے بارے میں ایک باطل خیال
ہے اس نازک بنیاد پر وہ ... کی عمارت اُٹہاتے ہیں اور اس کہنائی
ہوئی روشنی کے ساتہہ زندگی ... ہیں

بالآخر اگر ہم ان سب واقعات ... اور خود ویدوں کی ... سے قطع نظر کر
کے قبول ہی کر لین کہ اگرچہ وید ... صداقتوں سے خالی ہیں اور بظاہر ان میں کوئی اور علم
و فنون بہی نہیں پائے جاتے مگر ... کے متعلق بعض ... اُنکے ... کے اندر
چہپے ہوئے ہیں تو اس سے اگر کچھ ... ہو تو یہی ثابت ہوگا کہ ویدکی لوہار یا معمار کے
پُرانے خیالات ہیں -

یہہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ جس قدر ... میں علوم طبعی و طبابت و ہیئت وغیرہ
ہیں یہہ سب ... ویدوں سے نکلے ہیں یہہ بیان ویدوں کے لئے یہہ موجب عزت
نہیں بلکہ باعث رسوائی و ذلت ہے کیونکہ اگر یہہ فرض بہی کر لیا جائے کہ ہند ہی علوم کا مخرج

ومبدء وغیرہ بھی ہین تو پھر وہ ساری غلطیان جو ہمیشہ دشمنی کی فلاسفی نے ان پرانے علموں مین
نکالی ہین وہ سب لغو ملامت کی طرح تیری پیشانی پر وارد ہونگی ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہین
کہ ویدوں مین بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں [illegible]
الہی اپنی اسی ذمہ داری مین آزمائی جاتی ہے کہ وہ معارف دینی کو بیان کرے اُنکی ضرورت سے
تفصیلاً صحیح سے بیان کرے نہ یہ کہ دعوی کرے دینی رہنما ہونے کا اور پھر عاجز ہو کر یہ کہے کہ یہ
تو [illegible] نہیں ہے [illegible] پوران کو خدا تعالیٰ نے کچھ بھی عزت کا مادہ
بخشا ہے تو [illegible] ان دو آیات کو جن [illegible] اپنے دیا ہے کہ الہام وید والوں کا
[illegible] ایک یہ ہے لا تسجدوا للشمس ولا
للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن الجزو ۲۴ تم نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی بلکہ
فقط اس ذات قدیم کی پرستش کرو جس نے ان تمام علوی و سفلی چیزوں کو وجود بخشا ہے تم جو یہ
کہتے ہیں کہ ویدوں مین مضمون اس صداقت کا ہرگز نہین پایا جاتا بلکہ انہوں نے [illegible]
کی دونون ٹانگین توڑ رکھی ہین نہ وہ ابھی پرستش مین شراکت [illegible]
قدامت اور غیر مخلوق ہونے مین۔

دوسری آیت یہ ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ الخ
۱۴ خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اُس سے اور اُس کی خلقت سے عمل کا معاملہ کرو یعنی حق اللہ
اور حق العباد بجالاؤ۔ اور اگر اس سے بڑھکر ہو سکے تو صرف عدل نہیں بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے
زیادہ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اُس کو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ
لوگوں کے ساتھ مروت و سلوک کرو اور اگر اس سے بڑھکر [illegible]
غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ کہ جیسے کوئی قرابت [illegible]
سے کرتا ہے۔

قولہ۔ اکثر عیسائی اور اہل اسلام بھی متفق ہین کہ سب علوم و فنون آریوں سے
تمام جہان مین پھیلے ہین۔

اقول۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کیونکہ انگریزوں کا [illegible] اتفاق ہو چکا ہے

کہ انگلستان مین علوم و فنون کا پودہ عرب کے عالیشان مدارس سے آیا ہے اور دسوین صدی مین جبکہ یورپ جہالت مین پڑا ہوا تہا۔ اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے علم عقل کی روشنی مین لانے والے مسلمان ہی تہے۔ دیکہو صفحہ ۹۵ کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب) ایسا ہی رائے بہادر ڈاکٹر چمتن شاہ صاحب آنریری سرجن اور ڈاکٹر ڈال صاحب سرجن پنجاب رے ویو جلد نہم مین لکہتے ہین کہ اہل یورپ کو اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ تمام علوم فلسفہ طب وغیرہ بذریعہ اہل عرب ان تک پہنچے ہین کمسٹری یعنی علم کیمیا ہی اہل یورپ نے عروج سلطنت اسلامیہ مین عربوں سے حاصل کیا ہے۔ اگرچہ ہندی طبابت نے (جو بزعم آریوں کے ویدوں سے لی گئی ہے) جو ہماری اپنی وطنی طبابت ہے یونانی اور انگریزی طبابت سے کوئی چیز عاریتاً نہیں لی۔ لیکن یہہ اُس کا مستعار نہ لینا اُس کے فخر کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُس مین اسی قدر نقص اور خرابیاں بہی باقی ہین۔ یہہ نقصان اسلئے رہ گیا کہ یونانی خیالات ہندوستان مین اور ہندی خیالات یونان مین بسبب نہونے ذریعہ مثل چہاپہ وغیرہ کے کم پہنچ سکے۔ تمام ہوا کلام دونوں ڈاکٹر صاحبوں کا۔ مگر مین پوچہتا ہوں کہ یہہ نقصان ہندی طبابت مین کیوں رہ گیا۔ ویدوں سے کیوں درست نہ کرلیا گیا۔ اب دیکہنا چاہئے کہ اگر ہم ہندی علوم کو جو آریہ دیس مین ابتدا سے چلے آتے ہین جن کی اب تاڑ تاڑ غلطیاں نکل رہی ہین ویدوں کی طرف منسوب بہی کردین تو کیا اس سے ویدوں کی عزت ثابت ہوتی ہے یا بیعزتی۔

قولہ۔ مرزا فن و فریب اور دروغ گوئی مین یکتا ہے مکتوب الیہ کو (یعنے جس کی طرف حساب کرنے کے لئے خط لکہا گیا تہا) تعلیم دیتا ہے کہ تم نے یہہ جہرکہ بولنا اور یوں کرنا اور نذوں کرنا۔

اقول - اس اعتراض کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ انبالہ چہاونی مین کئی ایک خط میینے ایک ہندو دوکاندار کی طرف براہ تقاضہ ایک پرانے برداشتی حساب کے جسکا یوں ہی مدت تک ملتوی پڑے رہنا قرین مصلحت نہیں تہا لکہے تہے اور اُس دوکاندار کو بلایا تہا کہ اب حساب دیر کا ہوگیا ہے تم نوٹبو ساتہہ لاؤ اور جو کچہہ حساب نکلتا ہے لیجاؤ اور نوٹبو دے جاؤ۔ اگرچہ ٹہیک ٹہیک یاد نہین مگر خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اُن خطوط مین سے کسی

خط مین یہہ بہی لکہا گیا ہو کہ تمنے حساب کے لئے بُلائے جانیکا حال ظاہر نہ کرنا اب معترض خیانت
پیشہ جس نے سرقہ کے طور پر لالہ الشنداس مکتوب الیہ کے صندوق سے خط چُرا لیا تہا
اس اصل حقیقت مین تحریف و تبدیل کرکے اور اپنی طرف سے کچہہ کا کچہہ تو وہ طوفان بنا کر
اور بات کو کہیں سے کہین لگا کر یہہ اعتراض کرتا ہے کہ گویا ہمنے یہہ مکر و فریب کیا اور جو وقت
بولا لالہ جہودہا کی ترغیب دی۔ پس اول تو ہم آریہ صاحبوں کے شریف لوگوں یعنی کو اپنی سوسائٹی
کی عزت اور نیک نامی کا خیال ہے ظاہر کرتے ہین کہ جس ناجائز طور سے یہہ خطوط حاصل کئے گئے
ہین وہ یہہ ہے کہ لالہ الشنداس مکتوب الیہ کی دکان پر ایک کیول ولے آریہ نے
(جو آپ باوا نانک صاحب سے بیزار ہوکر دیانندی پنتہ مین داخل ہوگیا ہے) ایک دو آریہ
اوباشوں کی راز داری و شراکت سے بیٹہنا شروع کیا ایک دن الشنداس اس دیانندی تانیتا
بہیل کے اعتبار سے جیسا کہ دوکانداروں کی عادت ہے اپنی دوکان کو کہلا چہوڑ کر کسی
کام کے لئے بازار مین نکلا۔ اُسکے جاتے ہی ساتہہ ہی سکہہ صاحب نے اُسکے صندوق کو ہاتہہ
مارا شاید اس دست درازی سے نیت تو کسی اور شکار کی ہوگی کیونکہ اُسے معلوم تہا کہ یہہ مالدار آدمی
ہے مگر لالہ الشنداس کی قسمت اچہی تہی کہ اُس جلدی مین زیور تک جو صندوق مین پڑا ہوا
تہا ہاتہہ نہ پہنچا صرف دو خط ہاتہہ مین آگئے جن کو اُس کے انہیں ہم مشورہ یاروں نے جو ایک
ہی سانچے کے ہین بہت سی خیانت اور یاوہ گوئی کے ساتہہ چہاپ دیا اور حیا اور شرم
سے الگ ہو کر ایک بے اصل تراش خراش سے ایک ناواجب اعتراض ہم پر بنایا اور جس
شنیع کام کا آپ ارتکاب کیا اُسکی طرف ذرہ بہی خیال نہ آیا۔ ہم لاہور کے معزز آریہ سماج والوں کو
اس طرف توجہ دلاتے ہین کہ ان لوگوں کی جلدی سے خبر لیں ورنہ جن نالائق منصوبوں اور بد
خیالات کی اس سماج مین کہچڑی پکتی رہتی ہے اُس کا انجام ہرگز بہتر نہیں ہوگا۔ کیا یہہ بات ذرا
قیاس نہیں کہ جس نے آج یہہ واردات کی کل اس سے بڑہکر کوئی جاندار جرم کرے گا کیا انہین
کرتوتوں سے آریہ سماج روشن ہوجائے گی۔ کیا چوروں کے [illegible] سے بعد ایک دن کی سادہ
کا نہین آئے گا۔ اسی واردات کو دیکہئے کہ لالہ الشنداس نے اپنی شرافت سے صبر کیا اور
مقدمہ کو عدالت تک نہ پہنچایا ورنہ سکہہ صاحب اور اُسکے رفیقوں کو بہگانہ صندوق مین

ہاتھہ ڈالنے کا اُنہیں معلوم ہو جاتا - ہماری دانست میں یہ مقدمہ اب بھی دائر ہونے کے لائق ہے
کیونکہ گو لالہ شنداس کے زیور وغیرہ کا کچھہ نقصان نہیں ہوا خیر کبھی مگر خطوط کی چوری بھی حسب
قانون مروجہ انگریزی ایک چوری ہے جسکی سزا مین شائد تین سال تک قید ہے مسروقہ
خطون کے پیش ہونیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ اُن خطوط مین کوئی بھی ایسی
تحریر نہیں تھی جو اس سکھہ یا اس کی دوسرے یاروں سے کچھہ تعلق رکھتے ہو بلکہ وہ صرف
ایک حسابی معاملہ کے خطوط تہے جو فقط لالہ شنداس کی ذات سے تعلق رکھتے تہے اور اُس کی بج
کے مطالب پر مشتمل تہے جن کا بے اجازت کہولنا بھی ایک جرم تہا اب انصاف کی جگہ ہی
کہ جن لوگوں کے اپنی ذاتی چال چلن کا یہہ حال ہو کہ چوری تک حلال ہے وہ ہم پر کوئی اعتراض
کرنیکے لئے کوشش کریں اور اعتراض بھی کیا عمدہ کہ شنداس کو اُسکے امر متعلق کے مخفی رکہنے کی
تعلیم کی حالانکہ کسی عقلمند کی یہہ رائے نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنے تمام اسرار کو عام طور پر فاش اور شائع
کردیا کرے تب اس کا نام راست گو ہوگا ورنہ نہیں - غور سے دیکہنا چاہئے کہ جس قدر امور ملکی و مدنی
و منزلی اور جو دنیا وی کی ذاتی ہین اُنمین سے کسی مین بھی یہہ بات نہیں ہے کہ ہر وقت اور
ہر جگہہ اُنکے رازوں کا افشا کرنا مصلحت ہو یا عدم افشا کا نام مکر اور فریب رکہا جائے خدا
تعالیٰ نے دل و زبان وغیرہ قواء انسان کو عطا فرما کر اُن کے مناسب استعمال کے لئے اُسے فرمہ دار
بنایا ہے اور ہر ایک بات کی عمدگی اور خوبی دکہلانیکے لئے جُدا جدا موقع اور محل اور وقت اُس
بات کے مقرر کئے ہین - کوئی خلق خواہ کیسا ہی عمدہ ہو مگر جب وہ بے محل اور بیوقت صادر ہوگا تو
ساری خوبی اور خوبصورتی اُس کی خاک مین ملجائیگی اور کوئی مفید چیز اپنے فوائد ہرگز ظاہر نہین کریگی
جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وقت پر اپنے استعمال مین نہ لائی جائے خدا تعالےٰ
کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وُہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت
شناس ہو ورنہ نہیں - مثلاً ایک شخص گو راست گو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھہ ملا کر
استعمال نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح مارتا ہے او بے تمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے
محل کام مین لاتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا ایسے کو
جاہل نیک بخت کہین گے - نہ دانا نیک بخت - اگر کوئی اندہے کو اندہا کہکے بلاسے اور

ہر کسی کے منع کرنے پر یہہ کہے کہ میاں کیا مین جہوٹہ بولتا ہوں تو اُسے یہی کہا جائیگا کہ بیشک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کے اظہار کی تجہے ضرورت ہی نہین اُس کو واجب الاظہار سمجہتا ہے اور اپنے بہائی کے دل کو دُکہاتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی امور کا تمام عقد جو اہر اسی ایک ہی رشتہ سے بستہ ہے کہ ہر ایک خلق اپنے وقت پر صادر ہو۔ درشتی۔ نرمی۔ عفو۔ انتقام۔ غضب۔ حلم۔ منع۔ عطا سب وابستہ باوقات ہین۔ اور اُنکی خوبصورتی اور بہتری بہی تبہی ظہور مین آتی ہے کہ وہ عین اپنے محل پر استعمال کئے جائیں۔ یہی قرآنی فلاسفی ہے جس پر عقل سلیم شہادت دیتی ہے۔

غرض جو کچہہ اس اعتراض مین نیک بخت آریوں نے ہم پر طعن کرنا چاہا ہے وہ سراسر انکی نادانی اور کارستانی ہے وہ آج کل بہتان اور افترا کے پتہروں سے دوسروں کو مجروح کرنا چاہتے ہین مگر انہین یاد رکہنا چاہئے کہ یہ پتہر اُنہیں پر پڑینگے نہ دوسروں پر۔

کوئی چیز ایسی چہپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہو پس اگر ہم درحقیقت فریب پر ہیں تو یہی فریب ہمین ہلاک کریگا لیکن اگر ہم راستی پر ہین اور وہ جو ہمارے دل کو دیکھ رہا ہے وہ اُس مین کچہہ فریب نہیں پاتا تو اگر آریوں کے پہلے اور آریوں کے پچہلے اور آریوں کے زندے اور آریوں کے مُردے بلکہ تمام اولین آخرین مخالف ہمارے نابود کرنے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہمین ہرگز نابود نہیں کر سکتے جب تک ہمارے ہاتہہ سے وہ کام انجام پذیر نہ ہو جائے جس کے لئے اللہ جل شانہٗ نے ہمین مامور کیا ہے سو آریوں کے افترا اور بہتان **اور قتل کرنے کی دہمکیاں** سب ہیچ اور بے اثر ہین جن سے ہم ڈرتے نہین اگر ان کا حسد سے یہہ خیال ہو کہ لوگ ان کی طرف کیوں رجوع کرتے ہین اُن کو کسی تدبیر سے بند کرنا چاہئے تو اُنہین سمجہنا چاہئے کہ لوگ درحقیقت کچہہ چیز ہی نہیں اور نہ ہماری لوگوں پر نظر ہے ایک ہی ہے جو اُن کو کہینچ کر لاتا ہے اور نیز یاد رکھنا چاہئے کہ ہم بدظن لوگوں سے ہرگز نہیں ڈرتے اور اگر بدظن لوگ اتنے ہو جائیں کہ دنیا مین سما نہ سکین تو وہ درحقیقت اپنا نقصان کرین گے نہ ہمارا اور سچ تو یہہ ہے کہ ہماری نظر مین تمام دنیا بجز اُس ایک کے یا اُسکے خالص محبّوں کے جتنے اور لوگ ہیں خواہ وہ بادشاہ ہیں یا امیر ہیں یا وزیر ہیں یا راجے ہین یا نواب ہین ایک مرے ہوئے کیڑے کی مانند بہی نہیں

ہاں ہم اپنے محسنوں کے شکر گذار ہیں ایسا ہی **گورنمنٹ برطانیہ کے بھی** کیونکہ بڑا بد ذات وہ شخص ہے جو اپنے محسن کا شکر گذار نہو۔

سوا سے آریو تم غلطی پر ہو یقیناً سمجھو کہ تم غلطی پر ہو۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے اور تم کچھہ بھی ہمارا بگاڑ نہیں سکتے۔ اگر تمنے ہمین فریبی کہا تو اس سے ہم کچھہ غصہ بھی نہیں کرتے کیونکہ رگ وید مین تمہارے پرمیشر کا نام بھی فریبی ہے اور وہ شرتی یہہ ہے اے اندر تو نے سوشنا **کو فریب سے قتل کیا** دیکھو رگ وید اشٹک اول ادہیاے ۳ سکت ۴ شرتی نمبر ۶ سو جبکہ اندر پرمیشر اپنے فریب سے قتل کا مرتکب ہوا تو کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور بھی فریب ہے ✝ دیانندی فریبوں سے بھی آپ ناواقف نہیں ہونگے اول تو کہ زبان لیت تہے کہ ادنی رنج سے اپنے معزز مخالفوں کو کتا اور بلا اور سور کہدیا کرتے تہے۔

✝ **حاشیہ**۔ دیانندی فریبوں کا ایک بڑا نمونہ یہہ ہے کہ اُسنے ہندوں کو مسلمانوں پر بدظن کرنے کے لئے اپنے ستیارتھہ پرکاش مین سراسر جعل سازی سے جو اُسکی رگ رگ مین بہرے ہوئے تہے لکھہ مارا کہ ہندوں کا نام جو آریوں پر اطلاق کیا جاتا ہے دراصل یہہ فارسی لفظ ہے جسکے معنے چور ہین مسلمانوں نے تحقیر کے طور سے آریوں کا نام چور رکھا ہے سو ہندو کہلانے سے پرہیز کرنا چاہیے اس پر فتنہ تحریر سے دیانند کا اصل مطلب یہہ تہا کہ ایک طرف تو ہندو لوگ مسلمانوں سے ناراض ہو جائینگے دوسری طرف آریہ سماج کی بھی ترقی ہوگی کیونکہ آریہ کہلانیسے عوام کو یہہ دہوکہ لگ جائیگا کہ دیانندی مذہب جلد جلد پہیلتا جاتا ہے جب ستیارتھہ پرکاش مین یہہ مضمون شایع ہوا تو شاید ۱۸۹۱ء یا ۱۸۷۹ تہا کہ ہمنے پرچہ اخبار وکیل ہند امرتسر مین ایک ایسا کالم دلائل کا چہپوایا جسکے ساتھہ ایک صدیو ار نقشہ بھی شامل تہا اور ہمنے ثابت کر دیا تہا کہ اسلام کے وجود سے ایک مدت پہلے ہی لفظ ہندو کا قدیم سے اس قوم پر اطلاق کیا جاتا ہے ہمین یاد ہے کہ اُس مضمون مین سبعہ معلقہ کا ایک شعر بھی ہمنے لکھا تہا جو اسلام کے شایع ہونے سے ایک مدت پہلے کا ہے اور وہ یہہ ہے وظلم ذوی القربی اشد مضاضۃ علی المرء من وقع الحسام المہند اسکے معنے یہہ ہین کہ خویشوں کا ظلم ہندی تلوار سے بڑہ کر ہے۔ پہر اسکے بعد ایک پنڈت نے بہی اس دیانندی دعوی کا کہندن لکھا اور ہندو کے لفظ کا اشتقاق **بیاکرن** کے رو سے سنسکرت کے مادہ سے ہی ثابت کیا شاید اُس ہندو کا نام مہیش چند تہا پہر سب کے بعد پادری ٹامسن ہاول نے وہ مضمون لکھا جس کو اب ہم ہدیہ ناظرین کر کے آریہ صاحبوں سے استفسار کرتے ہین کہ پادری صاحب کے اس مضمون کو پڑہکر ہمین اطلاع دین کہ اب بہی پنڈت دیانند کا فریب ثابت ہے یا نہیں کیونکہ اس صاف ثبوت کے ملنے کے بعد دیانند

بھرموچھیدن جو انہوں نے ایک رسالہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند کے جواب مین بنایا ہے گویا وہ اُن کی اخلاقی حالت کا آئینہ ہے جسمین راجہ صاحب کو کسی جگہہ تو پاگل کہا ہے اور کسی جگہ گنوار اور کسی جگہ مورکھ اور کسی جگہہ کتّے سے تشبیہ دی ہے اور اور سنیاسی نیکر بات بات پر بہاگ اگلی ہے دیکھو بھارت متر مطبوعہ ۲۶ - اگست ۱۸۸۰ع ہمنے جو اپنے کسی صفحہ گذشتہ مین اس پنڈت کی نسبت گندہ کا الفاظ استعمال کیا ہے تو وہ اسی گندہ زبانی کی وجہ سے ہے جسکا جابجا شہرہ ہوگیا یہان تک کہ پنڈت شیونارائن صاحب کو بھی اپنے رسالہ برادر ہند نمبر ۱۰ اکتوبر ۱۸۸۰ع مین یہہ مشہور واقع لکھنا پڑا - ماسوا اسکے اگر اُن کے فریب کا کچھہ نمونہ دیکھنا ہو تو پرچہ دہرم جیون ۱۳ - مارچ ۱۸۸۰ع کا دیکھنا ہی کافی ہے کہ پہلے اُنہوں نے منشی اندرمن کے مقدمہ کے لئے ہندؤں مین ایک جوش دیکھکر اور چندہ دینے پر مستعد پاکر تاڑلیا کہ تنور تو بہت گرم ہے بہتر ہوکہ اس مین ہماری بھی کوئی روٹی پک جائے تب جھٹ پٹ پنڈت جی نے اندرمن کو بذریعہ تار خبر دی کہ مین تمہارا ہمدرد ہون تمہیں آنا چاہئے خیر وہ اُنکے پاس افتان و خیزان **میرٹھہ** مین آیا - پنڈت صاحب نے باتین

ان دو الزامون مین سے ایک الزام کے نیچے ضرور آئیگا یا تو اُسے فریبی کہنا پڑے گا جسنے تفرقہ ڈالنے کے لئے ناحق یہہ جعلسازی کی اور یا اُس کا نام جاہل مطلق کہنا پڑے گا جو ایسے صاف اور بدیہی اور مشہور امر سے ناواقف رہا سو اب ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ آریہ صاحبان ان دو ناموں مین سے کس نام کو اپنے دیانند کے لئے پسند کرتے ہیں آیا اُس کو **فریبی کہنا چاہئے یا جاہل** - اب وہ مضمون جس کو ہمنے پرچہ مطبوعہ نزکین پرچہ کاش امرتسر سے نقل کیا ہے بجنسہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

ہندو و آریہ نام کا بیان

ماہران علم و محققان حقیقت نے ہندو نام کی بابت یہہ لکہا ہے کہ یہہ لفظ اُس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی مین آگئی ہین وہ اسطرح

* دیانند جی جنہون نے ۱۸۷۶ع سے آریہ سماج قایم کی ہے وہ اور اُنکے پیرو اکثر یہہ بیان کرتے ہیں کہ ہندو فارسی مین چور کو کہتے ہین اور یہہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنون یعنے محمدیون نے رکھا ہوا ہے یہہ بیان انکا محض غلط ہی نہیں بلکہ دو مطلبوں کے لئے ایک ڈھکوسلا ہے - اول یہہ کہ ہندؤں کو اس نام سے نفرت ہوجائے اور خواہمخواہ اپنے تئیں آریہ لکھا کرین اور اس حکمت عملی سے تعداد دیانند جی کے پنتھہ کی روز بروز بڑھتی چلی جائے - دوم ہندؤں اور محمدیوں مین جو اتفاق اور میل جول ہو رہا ہے -

[illegible] لی کہ چندہ ہم جمع کراتے ہین پہر تو روپیہ پر روپیہ آتے دیکھکر سنیاسی [illegible] کی ایسی نیت بدل گئی کہ سارا روپیہ نگل جانا چاہا مگر [illegible] تو ایک پرانا [illegible] [illegible] ایسے کئی سنیاسی کہاں چہوڑتے تھے اُس نے پنڈت جی کے طور بطرح دیکھکر [illegible] لیتے میرے نام سے ہزاروں روپیہ اکٹھا کر لیا [illegible] اور [illegible] ایک کوڑی تک دینا نہین چاہتے اور خود [illegible] کرنا چاہتے ہین پس مین آپ کے اس جہوٹے سنیاس کی قلعی کہولنے کو طیار ہون۔

اس چٹھی کو دیکہکر سنیاسی جی سمجھ گئے کہ اب یہہ ہماری بُری طرح خبر لیگا اسیوقت کچہہ قدر قلیل [illegible] راضی کرنا چاہا مگر وہ کب راضی ہوتا تہا اُسیوقت اُس نے ایک لمبا چوڑا اشتہار چہپوا دیا جو [illegible] چہپہ [illegible] مین ہی آیا تہا اُس [illegible] سنیاسی صاحب کی اس کارروائی [illegible] پنڈت دیانند نے اس کا جواب چہپوا [illegible] اُس طرف سے ایک ایسا جواب الجواب

[illegible] جاتے ہیں یعنے جن الفاظ سنسکرت کے شروع مین (سین) ہوتا ہے تو زبان فارسی مین اُن الفاظ کے اول کا (سین) (ہا) ہوز سے تبدیل شدہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً جو لفظ سنسکرت میں سپتہ ہے وہ بزبان فارسی (ہفتہ) ہوگیا ہے اور ویسا ہی سوم کا (ہوم) اور [illegible] کا فارسی مین [illegible] اور اسیطرح سندہو کا ہندو ہوگیا ہوا معلوم ہوتا ہے [illegible] مراد دریا سندہ کے کنارے کے باشندے۔

دوسرے ممکن ہے [illegible] ہندو نام سنسکرت کے دو لفظوں سے بنا ہو جیسے ہین اور دوش سے جن کے [illegible] ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب اُن مین سے چند الفاظ چہوٹ ہی گئے ہوں

بجائے اُسکے نفاق پیدا ہو جاوے ۔ نیز فارسی دان اشخاص یہہ جانتے ہیں کہ ہندو فارسی مین ہی ایک لفظ ہے جسکے اصطلاحی معنے چور کے کئے گئے ہین مگر یہہ لفظ ہندو کا جو [illegible] ہندو یہہ بولا جاتا ہے وہ لفظ نہین جو فارسی مین مستعمل ہے ۔ نیز یہہ بہی جاننا چاہئے کہ ہندو لفظ جو فارسی مین آتا ہے اُسکے اصطلاحی معنے صرف چور ہی کے نہیں بلکہ بعض اوقات وہ معشوق کے معنے بہی دیتا ہے جیساکہ شیرازی کہتا ہے ۔ بخال ہندوش بخشم ثمرقند و بخارا را ۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ فارسی مین ہندو کے معنے بُرے و اچہے دونوں طرح کے استعمال ہوئے ہین اسلئے ہندو نام کو چہوڑنا چاہئے تو اس سبب سے نہ ہندو نام بلکہ اور بہی بہت نام ترک کرنے پڑینگے ۔ مثلاً ۔ رام کا لفظ بہی فارسی مین اچہے معنے نہیں رکہتا کیونکہ فارسی مین رام ۔ غلام و فرمانبردار کو کہتے ہین ۔ اگر ہندو نام قابل تبدیل ہے تو رام نام بہی تبدیل ہونا چاہئے اور پہر اسی طرح آریا عربی مین کینہ ور قوم کو کہتے ہیں وہ بہی تبدیل کیا جاوے ۔ اور پہر بید سنسکرت مین حکیم کو کہتے ہین

[illegible] پنڈت صاحب کی [illegible] پنڈت
جگناتھ سے دیانندجی [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کبھی [illegible] مذہب ہے کبھی تناسخ کا [illegible] کبھی منکر
کبھی [illegible] تائید میں کبھی شیعہ مذہب [illegible] کبھی [illegible] کا [illegible] غرض پیٹ کے
دُکھ سے کبھی [illegible] کبھی کچھ جیسا کہ [illegible] دسمبر ۱۸۸۳ مین [illegible] تفصیل ہے ان باتون کے سننے سے
لوگون [illegible] ہو گئے [illegible] احمق لوگ پہنسے گئے [illegible] باقی سب دانا دیانندجی کے پیچ سے نکل گئے معلوم
ہوتا ہے کہ [illegible] کا اصل موجب ہی مذہب نہیں تہا جو ایک ایک [illegible] کو اپنی کرتوتون سے
[illegible]

[illegible] کے بجائے اب ہندوستان بولا جاتا ہے اور کثرت استعمال کے سبب استہان مین
[illegible] چہوٹ گیا ہے اور عقل بہی قبول کرتی ہے کہ ہندؤں کے بزرگون نے جو [illegible]
[illegible] نام [illegible] وش کو جسکے معنے بید وش کے ہیں اپنی قوم پر عاید کرلیا ہوا [illegible] سنسکرت [illegible]
نام [illegible] زبان فارسی مین ایرانی دونو ایک ہی مصدر یا دہاتو سے مشتق ہیں اور آریہ اور ایران کے معنی
[illegible] کرنے والے ہیں اور حقیقتاً یہہ نام آریہ اس قوم کے لوگون کا اسوقت تہا جب یہ صرف کہیتی
کرکے [illegible] روٹی کماتے ہیں کہ آجتک [illegible] پنجاب مین بہی کہیتی کرنے والے ارائیں کہلاتے
ہیں اور [illegible] اس پیشہ کے لوگ جانورون خصوصاً بیلون [illegible] ہیں اور بے زبان جانورون
کو اپنی ایسی چہڑی سے جسکے سرے پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوتی [illegible] چبہو چبہو کر ہانکا کرتے ہیں
اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل انکے نام سے نامزد ہوکر آر کہلاتی ہے - پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم
وسوداگری مین ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کہیتی کرنے والے کے لئے مخصوص تہا چہوڑ دیا اور [illegible]
آریہ نام کے (اصلیًا) مین : وش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے اپنی قوم پر عائد کرلیا اور [illegible] نام [illegible]
آریہ نام کے اس قوم مین زیادہ رونق پاگیا -

[illegible] فارسی مین ایک درخت [illegible] کو کہتے ہین اور یہہ [illegible] سنسکرت مین اسکو کہتے ہین [illegible] لیکن
[illegible] فارسی مین عناد دشمنی کو کہتے ہین اور دیانندجی اپنی تحریرون مین وید [illegible]
[illegible] ہیں تو کیون یہان بہ لحاظ معنے فارسی کا نہیں کیا گیا جو ہندو نام بہ لحاظ فارسی کے معنو [illegible]
پس اگر [illegible] نام قابل تبدیل ہے تو [illegible] بہی جو ویدون پر عاید کیا گیا ہے قابل تبدیل سمجہنا [illegible]
کہ کیا یہہ امر [illegible] ہے کہ جن نامون کے معنے غیر زبانون مین برے ہون انکو تبدیل کرنا مناسب ہے
کچہہ بہی عقل ہو اور اسکی عقل کو کسی غرض نے اندہا نہ کر رکہا ہو کبہی نہ کہے گا کہ وہ تبدیل کئے [illegible]
کی زبان سے کیا غرض ہے ہر ایک کو اپنی ہی زبان مین دیکہنا چاہئے کہ ہماری زبان مین [illegible]
کے کیا معنے ہین ویسا ہی ہندوں اور آریون کو اپنے نامون کے معنے اپنی زبان سنسکرت [illegible]
نہ کہ زبان فارسی و عربی مین لیکن ہم کو تو اس کے برعکس یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دیانندجی انکے [illegible] سنسکرت

اب اپنے سنیاسی صاحب سے ہماری کارروائی کا مقابلہ کر لینا چاہیئے اگر ہمنے لالہ شنداس کو لکھا بھی کہ تمنے یہہ امر مخفی رکھنا تو کیا ہمنے یہہ بھی لکھا تھا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ دوسروں کا روپیہ مار لین اور اگر یہی بات ہوتی کہ ہم بابو محمد صاحب اور منشی عبدالحق صاحب کو ان کا روپیہ دینا نہیں چاہتے تھے تو پھر کیوں اُسے انبالہ چھاونی مین اُنہیں روپیہ لینے کے لئے پیغام دیا جاتا - دونوں صاحبان ایماناً اس بات کی شہادت دے سکتے ہین کہ اول ہمنے بابو محمدؐ صاحب کو میاں فتح خاں کے معرفت اور شاید خود بھی اپنا روپیہ لینے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا کچھہ قرضہ نہیں مین نے سب کچھہ بطور امداد دیا ہے - پھر منشی عبدالحق صاحب کی خدمت مین لکھا گیا کہ اب روپیہ آنا جاتا ہے آپ پانسو روپیہ اپنا قرضہ لے لین تو اُنہوں نے جواب بھیجا کہ میرے قرضہ کا آپ کو فکر نہیں کرنا چاہیئے آپ اُسی روپیہ سے رسالہ سراج منیر کو چھاپیں - اب تمہیں اے آریو! ذرہ شرمندہ ہونا چاہیئے کہ گو ہمنے اُسے انبالہ چھاونی مین ان مخلص دوستون کو روپیہ لینے کے لئے کہا مگر اُنہوں نے وہ جواب دئے جو اوپر لکھے ہین اور اندرمن اور دیانند بھی باہم دوست ہی تھے مگر اخیر مین جو کچھہ **نجاست** نکلی وہ ظاہر ہے -

---

زبان کے الفاظوں کو فارسی زبان کے الفاظ کا مغلوب سمجھکر سنسکرت الفاظ ترک کرتے رہے ہین مثلاً جب دیانند جی نے سُنا کہ زبان فارسی مین اسیر باد کے معنے قید ہو چکے ہیں تو اس لحاظ سے انہوں نے سنسکرت لفظ اشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اُسکے نمستے قرار دیا حالانکہ جو لفظ اشیرباد ہے وہ سنسکرت مین اچھے معنے رکھتا اور بہت پُرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب ہند مین بہت جگہ پایا جاتا ہی نہین بلکہ اُسکے استعمال کے لئے نہائت درجہ کی تاکید بھی کی گئی ہے دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۲۶ ترجمہ جو شخص اشیرباد دینے کے کلام کو نہین جانتا اُسکو پرنام کرنا نچاہئے وہ شودر کی مانند ہے - اور یہہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے کہ مختلف زبانوں کے بعض بعض الفاظ و نام آپسمین کسیقدر مشابہ بھی ہوا کرتے ہین لیکن اُنکے معنوں مین بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے اور یہہ کسی حال مین ممکن نہین کہ ہر ایک نام یا الفاظ کے معنے تمام زبانوں مین اچھے یا بُرے آپسمین موافق ہوں اگر ہم کو اس سبب سے الفاظ و اسمائے ترک و تبدیل کرنے پڑین تو تمام جہان کے الفاظ ترک و تبدیل کرنے پڑینگے جو محض ناممکن ہی نہیں بلکہ سخت بیوقوفی ہے اور دیانندجی کے پیرؤنکے پاس کوئی ثبوت نہین ہے کہ ہندو نام اس قوم کا محمدیوں کے فلاں بادشاہ نے فلاں زمانے مین رکھا تھا اور باوجود علم اور ہوش رکھنے کے اس قوم کے بزرگوں نے بخوشی یا جبراً اپنے پر عائد کر لیا تھا اور یہہ سب پر روشن ہے کہ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانندجی اور اُنکے پنتھ والوں کے کبھی کوئی اعتراض یہ نہیں کیا اور ہندوں کے پستکون مین اس نام کا

قولہ - جس قدر براہین احمقیہ مین الہامات لکھے ہین سب انہیں فن و فریب سے بنائے گئے ہیں -

اقول - فن و فریب تو دیانند کا خاصہ ہے جو اُسی کے قومی بھائی اندرمن نے ثابت کر کے بھی دکھلا دیا پھر اُس کی تعلیم سے تم لوگوں کا خاصہ جو **چوری کرنے** سے ہی نہ ٹرے اور **براہین احمدیہ کا نام** براہین احمقیہ کر کے بار بار لکھنا یہہ بید **بے ثمر** کی تہذیب ہے اِن بیدوں نے بجز گالیوں اور بدزبانیوں کے اور کیا سکھلایا ؟ جابجا اول سے آخر تک بہی شرتیاں ویدوں مین پائی جاتی ہین کہ اے اندر ایسا کر کہ ہمارے سارے دشمن مرجائین لنگے بچے مرجائیں اور ہمیشہ کے لئے اُن کی دولت اُن کا ملک اُنکی گوئیں گھوڑے زمین وغیرہ سب ہم کو ملجائے - لیکن اندر کی خدائی تو خوب ثابت ہوئی کہ ایک طرف دعائیں تو یہہ اور دوسری طرف بجائے دشمنوں کے ہلاک ہونے کے آپ ہی ہندو لوگ تباہ ہوتے گئے - چنانچہ مدت دراز سے یہود یوں کی طرح بجز محکومیت اور غلامانہ اطاعت کے اور کہیں جگہ

رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورونانک صاحب کے آدگرنتھ مین بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا موجود ہی اور نہنگ گوبند سنگھ صاحب جو زبان فارسی مین بہی اچھی مہارت رکھتے تھے اُنکو کبھی یہہ نہ معلوم ہوا کہ جس قوم مین سے ہم لوگ ہین اُنکا نام محمدیوں کی جانب سی بہت بُرا رکھا گیا ہی اسلئے وہ نام تبدیل کیا جائے اور غور کا مقام ہی کہ اکبر بادشاہ جیسے نعصب ہو رہی در جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر اور زبان فارسی مین پوری پوری لیاقت اور آزاد طور پر گذران کر چکے ہیں اُسوقت انہوں نے بھی اس نام پر کچھہ اعتراض نہیں کیا پس جب ال ہین ہندوں کے بزرگ اس نام پر رواج میں اور اپنی پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اسپر نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اس نام کو اچھا جانتے تھے ذکر مُرا - اور دیانند جی یا انکے پیروں کا یہہ فرمانا کہ ہندو نام ہماری قوم کا محمدیوں نے رکھا ہے بالکل غلط اور محض بیہودہ کا ہی - کیونکہ یہہ نام اُن کتابوں میں پایا جاتا ہی جو محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے لکھیں گئیں تہیں مثلاً آستر کی کتاب جو یہودیوں کی مقدس کتابوں مین درج ہے اور محمد صاحب کی پیدائش سی ایکہزار برس پیشتر لکھی گئی تھی اُسکے پہلے باب کی پہلی آیت مین ہی " یہہ وہی اخسی سیورس یعنے شیر شاہ ہی جو ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تہا - پہر فلاویس جوسفیس جو ایک بڑا یہودی مورخ گذرا ہی اور سنہ ۳۷ء مین پیدا ہوا تہا اور محمد صاحب کی پیدائش سی قریباً چہہ سو برس پیشتر سو گذرا ہی وہ اپنی تواریخ کی کتاب کی آٹھوین حصہ کے باب ۵ مین یوں لکھتا ہی کہ حیرام نے شاسو چند آدمی جو سمندر کے حال سے خوب واقف تہے سلیمان کے پاس بہیجے تاکہ وہ یہاں جہازرانی کرین اور بادشاہ کی الکوتر مین دفینہ میں بہیجا کہ جسکا نام اوپہیر یا سوفیر ہی اور یہہ مین ہندوستان سی متعلق اور یہانکا سونا نہایت عمدہ ہوتا ہی پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سی بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سی نامزد اور مشہور و معروف تہا اور غالباً اسکے باشندے ہندو کہلاتے تھے -

مترجمہ ٹامس ھاول - از ہنڈ داد خاں

اس قوم کی سلطنت باقی نہیں رہی۔کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وید کے رشی الہام الہی سے بالکل خالی اور قبولیت الہی سے بالکل بے بہرہ تھے جنکے ہزاروں دعاؤں کا خاک بھی اثر نہ ہوا بلکہ اُلٹی پڑیں الہامی دُعا کا ظہور میں نہ آنا اُس الہام کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے اور نیز ایسا پرمیشر دعا کیوں کر قبول کر سکے جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ سوم کا رس پینے سے زندہ اور فربہ رہتا ہے ورنہ اس کی خیر نہیں دیکھو دوسرا ادھیا اشٹک اوّل رگ وید۔ اور ہمارے الہامات کا نام فریب رکھنا یا فریب سے بنایا جانا دعویٰ کرنا یہہ اُس وقت مناسب ہوتا جب ہم ہندو زادوں کو زبانی ہی کہا کہ جب ہمارے بلانے پر وہ ہمارے دروازہ پر آبیٹھتے لیکن ہمنے **سرمہ چشم آریہ** مین چہل روزہ اشتہار بھی جاری کر کے دیکھ لیا کسی ہندو نے کان تک نہیں ہلایا۔خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص تمام دنیا مین اپنے الہامی دعوے کے اشتہار دیتا ہے کہ سب قسم کے مخالفوں کو آزمایش کے لئے بلاتا ہے اُسکی یہہ جرأت اور شجاعت کسی ایسی بنا پر ہوسکتی ہے جو نرا فریب ہے کیا جسکی دعوت اسلام و دعویٰ الہام کے خطوں نے امریکہ† اور یورپ کے دور دور ملکوں تک ہل چل مچادی ہے کیا ایسی استقامت کی بُنیاد صرف لاف وگزاف کا خس وخاشاک ہے کیا تمام جہاں کے مقابل پر ایسا دعویٰ وہ مکار بھی کر سکتا ہے کہ جو اپنے دل مین جانتا ہے کہ مین جھوٹا ہوں اور خدا میرے ساتھ نہیں افسوس آریوں کی عقل کو تعصب نے بیلیا۔بُغض اور کینہ کے غبار سے اُن کی آنکھیں جاتی رہین۔اب اس روشنی کے زمانہ مین وید کو خُدا کا کلام بنانا چاہتے ہین نہیں جانتے کہ اندرا ور اگنی کا مدت سے زمانہ گذر گیا کوئی کتاب بغیر خدائی نشانون کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے اور اگر ایسا ہی ہو تو ہر یک

† **نوٹ**۔ امریکہ سے ابھی ہمارے نام ایک چھٹی آئی ہے جس کے مضمون کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔صاحب من ایک تازہ پرچہ اخبار **اسکاٹ صاحب ہمہ ادستی** مین مینے آپکا خط پڑھا جسمین آپنے انکو حق دکھانے کی دعوت کی ہے اسلئے مجھکو اس تحریک کا شوق ہوا مینے مذہب بدھ اور برہمن مت کی بابت بہت کچھ پڑھا ہے اور کسیقدر تعلیمات **زردشت و کنفیوشس** کا مطالعہ بھی کیا ہے لیکن محمد صاحب کی بابت بہت کم۔مین راہ راست کی نسبت ایسا مذبذب ہوں اور اب بھی ہون کہ گو مین **عیسائی گروہ کے ایک گرجا کا امام ہوں** مگر سوائے معمولی اور اخلاقی نصیحتوں کے اور کچھہ سکھلانے کے قابل نہیں غرض مین آپ کا مشتاق ہوا اور آپسے اخلاص رکھتا ہوں۔ آپکا خادم الگزنڈر آر ووب۔پتہ۔۳۰۲۱۔ایسٹرن ایونیو سینٹ لوئس مسوری اضلاع متحدہ امریکہ

شخص اُٹھ کر کتاب بناوے اور اُس کا نام خدا تعالیٰ کا کلام رکھ لیوے۔ اللہ جلشانہ کا وہی کلام
ہے جو الٰہی طاقتیں اور برکتیں اور خاصیتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو آؤ جس نے دیکھنا ہو دیکھ
لے وہ قرآن شریف ہے جس کی صدہا روحانی خاصیتوں میں سے ایک یہہ بھی ہے کہ سچے پیرو اُسکے
ظلّی طور پر الہام پاتے ہیں اور تادم مرگ رحمت اور برکت اُنکی شامل ہوتی ہے۔ سو یہہ خاکسار اُسی
آفتاب حقیقت سے فیض یافتہ اور اُسی دریائے معرفت سے قطرہ بردار ہے۔ اب یہہ
ہندو روشن چشم جو اس ناپاک کاروائی کا نام فریب رکھ رہا ہے اسکے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ ہر چند
اب ہمیں فرصت نہیں کہ بار بار اسکی آزمائش کے لئے ہر روز نئے نئے اشتہار جاری کریں اور خود
رسالہ سراج منیر نے ان متفرق کاروائیوں سے ہمیں مستغنی کر دیا ہے لیکن چونکہ اس دزد منش
کی روبہ بازیوں کا تدارک از بس ضروری ہے جو مدت سے برقع میں اپنا مونہہ چھپا کر کبھی اپنے
اشتہاروں میں ہمیں گالیاں دیتا ہے کبھی ہم پر تہمتیں لگاتا ہے اور نجومیوں کی طرف
نسبت دیتا ہے اور کبھی ہمیں مفلس بے زر قرار دیکر یہہ کہتا ہے کہ کس کے پاس مقابلہ کے لئے
جاویں وہ تو کچھ بھی جائداد نہیں رکھتا ہمیں کیا دیگا کبھی ہمیں قتل کرنیکی دھمکی دیتا ہے اور اپنے
اشتہاروں میں ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء سے تین برس تک ہماری زندگی کا خاتمہ بتلاتا ہے۔
ایسا ہی ایک بیرنگ خط بھی جو کسی انجان کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے جان سے مار دینے
کے لئے ہمیں ڈراتا ہے لہذا ہم بعد اِس دعا کے کہ **یا الٰہی تو اِس کا اور ہمارا فیصلہ کر**
اُس کے نام یہہ **اعلان** جاری کرتے ہیں اور خاص اُسی کو اِس آزمائش کے لئے بلاتے ہیں کہ
اب برقع سے مونہہ نکال کر ہمارے سامنے آوے اور اپنا نام و نشان بتلاوے اور پہلے چند
اخباروں میں شرائط متذکرہ ذیل پر اپنا آزمائش کے لئے ہمارے پاس آنا شائع کرکے اور پھر بعد
تحریری قرارداد **چالیس ۴۰ دن** تک امتحان کے لئے ہماری صحبت میں رہے اگر اِس مدت
تک کوئی ایسی الہامی پیشگوئی ظہور میں آ گئی جسکے مقابلہ سے وہ عاجز رہ جاوے تو اسی جگہ اپنی
لمبی چوٹی کٹا کر اور رشتہ بے سود **زنار** کو توڑ کر اُس پاک جماعت میں داخل ہو جاوے جو
لا الٰہ الا اللہ کی توحید سے اور **محمد رسول اللہ** کی کامل رہبری سے گم گشتگاں
بادیہ شرک و بدعت کو صراط مستقیم کی شاہراہ پر لاتے جاتے ہیں پھر دیکھئے کہ بے انتہا قدرتوں اور

طاقتوں کے مالک تھے کیسے ایک دم مین اندرونی الائشوں سے اُسے صاف کر دیا ہے اور کیونکہ نجاست کا بہرا ہوا لتہ ایک صاف اور پاک پیرایہ کی صورت مین آگیا ہے لیکن اگر کوئی پیشگوئی اس چالیس دن کے عرصہ مین ظہور مین نہ آوے تو چالیس دن کے ہرجانہ مین سو روپیہ یا جس قدر کوئی ماہواری تنخواہ سرکار انگریزی مین پاچکا ہو اُس کا دو چند ہم سے لے لے اور پھر ایک وجہہ معقول کے ساتھ تمام جہان مین ہماری نسبت منادی کرا دے کہ آزمائش کے بعد مینے اُس کو فریبی اور جھوٹہا پایا یکم اپریل ۱۸۸۷ء سے اخیر مئی ۱۸۸۷ء تک اُسے مہلت ہے اور یہہ بھی واضح رہے کہ اُسکے اطمینان کے لئے روپیہ کسی برہمو صاحب کے پاس رکھا جائیگا جو دونو فریق کے لئے بطور ثالث ہیں اور وہ برہمو صاحب ہمارے جھوٹہا نکلنے کی حالت مین خود اپنے اختیار سے جو پہلے بذریعہ تحریر خاص اُنکو دیا جائے گا اس آریہ فتحیاب کے حوالہ کر دینگے۔ اور اگر اب بھی روپیہ لینے مین دہڑکا ہو تو اُس عمدہ تدبیر پر کہ خود آریہ صاحب سوچین عمل کیا جاوے گا مگر روپیہ بہرصورت ایک معزز برہمو صاحب (ثالث) کے ہاتھ مین رہیگا لہذا ہم تاکیداً اُس آریہ صاحب کو جس نے ہمارا نام فریبی رکھا الہامات ربانی کو سراسر فریب قرار دیا پورا نے وحشی آریوں کیطرح ہمیں گندیاں گالیاں دین جان سے مارنے کی دہمکیاں سُنائیں باوازبلند ہدایت کرتے ہین کہ ہماری نسبت تو اُس نے دشنام دہی مین جہانتک گند اُس کی سرشت مین بہرا ہوا تہا سب نکالا لیکن اگر وہ حلال زادہ ہے تو اب امتحان کے لئے بپابندی شرائط متذکرہ بالا سیدہا ہمارے سامنے آجاوے تا ہم بھی دیکھ لین کہ اس فرشتہ خوش شستہ زبان کی شکل کیسی ہے اور اگر اخیر مئی ۱۸۸۷ء تک مقابل پر نہ آیا اور نہ اپنی مادری خصلت سے باز رہا تو دیکھو مین بعد شاہد حقیقی کے زمین و آسمان اور تمام ناظرین اس رسالہ کو گواہ رکھکر ایسے یاوہ اور جنگ جو کو مندرجہ ذیل انعام جو فی الحقیقت نیش زنی اور رہزنی اور ظالم منشی کی حالت مین اُسی کے لائق ہے دیتا ہوں تا مین دیکھوں کہ اب وہ سوراخ سے نکل کر باہر آتا ہے یا اس نیچے لکھے ہوئے انعام کو ہی نگلجاتا ہے اور وہ انعام بحالت اُسکے نہ آنے اور بہاگ جانے کے یہہ ہے۔

۱ ایک لعنت ————————————

۲ دو لعنت ————————————

۳ تین لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۴ چار لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۵ پانچ لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۶ چھہ لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۷ سات لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۸ آٹھہ لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۹ نو لعنت ــــــــــــــــــــــــ

۱۰ دس لعنت ــــــــــــــــــــــــ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

اب ہم اس موقع پر اُن چند آریہ صاحبوں کا نام درج کرتے ہین جو ہماری بعض الہامی پیش گوییوں کے گواہ ہین۔ یوں تو ظاہر ہے کہ آجکل بباعث ایک تعصبی آگ کے بھڑکنے کے جو آریوں کو پیروں سے لیکر دماغ تک جلا رہی ہے ایسی اس قوم کی ایک دفعہ حالت بدل گئی ہے کہ اگر کسی قدر شریف آدمی بھی ان مین ہین تو وہ بھی کھڑپنچوں کے شور وغوغا کے خوف سے دبے بیٹھے ہین کیونکہ ایمانی قوت تو رکھتے ہی نہین کہ تا ان بکٹ بک کرنیوالوں کی لعن وطعن کی کچھہ پروا نہ رکھین بلکہ ایک ہی دہمکی سے مثلاً اسی قدر کہنے سے کہ برادری سے نکالے جاؤگے لڑکے لڑکیاں بیاہی نہیں جائینگی رشتے ناطے سب چھوٹ جاینگے لالہ صاحبوں کے رنگ زرد اور بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر تو وہ حالت ہو جاتی ہے کہ جس قدر کسی مسلمان پر تہمت بہتان الزام لگانا چاہیں یا جو کچھ افترا پردازوں کی طرف سے اشتہار وغیرہ کے چھپوانے کی تجویز ہو جھٹ پٹ دستخط کرنے کو تیار ہو جاتے ہین اسی ترکیب سے آجکل قادیاں کے ہندو اشتہارات جاری کر رہے ہیں۔

این نہ از خود ہست جوش جان شان + + + دست کھڑپنچاں کشد دامان شان

غرض یہہ لوگ جو سراسر افترا کے طور پر اشتہارات جاری کرتے رہتے ہین اور پھر اُن مین اکثر گندے لفظ اور گالیاں بھی دیتے ہیں تو دراصل اس کا بھی باعث ہے کہ وہ اپنے خواہ نخواہ کے جمعداروں پر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ہم سچے دل سے مسلمانوں کے ذاتی دشمن ہین اور ایسے پختہ ہین کہ سر جاوے

دہرم جائے ایمان جائے مگر بازی نجائے سواب یسی بناپر سب کارروائی ہوتی ہے اور لالہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کیطرف سے جوایک اشتہار شائع ہوا تہا جو ہم مرزا کو فریبی جانتے ہین ملہم من اللہ نہیں سمجتے وہ بہی درحقیقت قومی **دیوی کو بہینٹ** چڑہائی گئی تہی ورنہ جو واقعی بات ہے اُس کو توان کا جی خوب جانتا ہے مگر اسی خیال سے جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہین ان ہر دو آریوں نے بہی افتراؤں پر کمر بستہ کر رکہی ہے اور یہہ خیال یک لخت بہلا دیا کہ ہمارے سر پر خدا بہی ہے سو چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ایک قبال مند کے لئے جیسے دوستوں کے وجود کو چاہتا ہے ایسے ہی دشمنوں کے وجود کو بہی۔ اسلئے ہم ان دشمنوں کے وجود کو بہی خالی از حکمت نہیں سمجہتے کیونکہ شمع صداقت کے لئے پروانوں کا ہونا بہی ضروری ہے۔ آفتاب باوجود اتنی مقدار اتنی بلندی اور اتنی تیز شعاعوں کے دشمنوں سے امن مین نہیں اور دشمن بہی وہی جو درحقیقت اُسی کے آوردہ اور دست پروردہ ہین۔ ایک طرف بادل اُس کا دشمن ہے جو اُسکی نورانی صورت پر اپنی سیاہ چادر کا پردہ ڈالنا چاہتا ہے اور ایک طرف غبار اُس سے عداوت کر رہی ہے جو اُسکے صافی چہرہ پر دہبہ لگانا چاہتی ہے۔ لیکن آفتاب اُنہیں اپنے نور کشفی سے کہتا ہے کہ اے بادل توکیوں اتنا اونچا ہوتا ہے تو عنقریب قطرہ قطرہ ہو کر بصد انکسار زمین پر گریگا اور اے غبار تو اسکے ساتہ ہی معدوم ہو جائے گی۔ سو بخیال تعصبات مذکورہ بالا یہہ تو ہم جانتے ہین کہ آجکل آریوں کے اجتماعی جوش نے جو **افاقۃ الموت** کی طرح آخری دم مین انہین پیدا ہو گیا ہے بیطرح اُنہیں بے خوف اور چالاک کر رکہا ہے جس سے وہ اپنے پرمیشر کے پرمیشر پن کو بہی جواب دئے جاتے ہین اور راست گوئی اور حیا اور شرم سے بہی فارغ ہو بیٹہے ہین لیکن چونکہ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو کسی نہ کسی حکمت عملی سے اپنا چہرہ نورانی دکہا ہی دیتی ہے۔ اسلئے آخر ہمیں یہی سوچتے سوچتے ایک **تدبیر جو پکڑنے** کی سوجہہ گئی اور وہ یہہ ہے کہ اسی رسالہ مین ایک فہرست ایسی پیشگوئیوں کی جن کے آریہ لوگ گواہ ہیں لکہی جائے اس طرح پر کہ اول نمبر شمار اور پہر نام آریہ اور پہر محاذی ہر یک نام کے جدا جدا ان پیشگوئیوں کی تفصیل لکہی جائے جن کے وقوع کا گواہ وہ آریہ ہو جسکا محاذات مین نام درج ہو اور پہر ایسے نقشہ اسموار کے شائع ہونیکے بعد جو ہی لکہا جاتا ہے قادیان کے آریوں پر جو فساد

بہلانے کی غرض ہوگا کہ اگر وہ حقیقت میں ہمیں فریبی سمجھتے ہیں تو اسی قادیاں میں ایک جلسہ عام میں ایک ایسی قسم کہا کر جو ہر یک شہادت کے نیچے لکھی جائیگی ان الہامی پیشگوئیوں کی نسبت لاعلمی ظاہر کریں۔ تب ہم بھی انکا پیچھا چھوڑ دینگے اور اُس قادر مطلق کے حوالہ کر دینگے جو دروغ گو کو بے سزا نہیں چھوڑتا اور بے عزتی سے اپنے مالک کے نام لینے والے کو ایسا ہی بےعزت کرتا ہے جیسا کہ وہ جھوٹی قسم اللہ جلشانہٗ کی کہا کر اس ذو الجلال کی عزت کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر اب بھی آریوں نے یہہ کھلا کھلا فیصلہ نکیا اور صرف جعلسازی کی اوٹ میں دور سے تیر مارتے رہے اور گہر میں کچھہ اور باہر کچھہ اور اخباروں اشتہاروں میں کچھہ اور دوسرے لوگوں کے پاس کچھہ کہتے رہے تو اے ناظرین آپ لوگ سمجھہ رکھیں کہ یہی انکی ہٹ دھرمی اور دروغ گوئی کی نشانی ہے بہرحال اب اس جلسہ کی نہائیت ضرورت ہے تا ہم بھی دیکھہ لیں کہ سچ کا اختیار کرنا اور جھوٹھہ کا تیاگنا کہاں تک اُنمیں پایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ جس قدر ہمنے الہامات نیچے درج کئے ہیں یہہ محض بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں اور بہت سی الہامی پیشگوئیاں جن کے یہی آریہ لوگ اور ان کے دوسرے بہائی گواہ ہیں بخوف طوالت چھوڑ دی گئی ہیں لیکن بوقت انعقاد جلسہ سب کا ذکر ہوگا۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں ✤ ✤ تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد

اب چند الہامی پیشگوئیاں بطور نمونہ نقشہ ذیل میں درج کیجاتی ہیں

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ
۱	کیسوؤ الا آریہ بہائی کشن سنگہ ساکن قادیان	محمد حیات خان جج کا اُس جرم سے رہائی پانا جسمیں وہ ماخوذ ہو کر اور مع طرح زیر عتاب گورنمنٹ آکر ایک مدت تک معطل رہا ایک نہائیت بعید از قیاس بات تہی سو اُن دنوں میں ہمنے اسکے حق میں بہت سی دُعا کی کیونکہ اس خاندان سے کسی قدر مخلصانہ اُس کا تعلق تہا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ انجام اُس کا بخیر کھل گیا اور مہینے قبل از وقوع پانچ یا چہہ ماہ کے قریب تخمیناً ساٹھہ یا زیادہ آدمیوں کو ہندو اور مسلمانوں میں سے اور نیز اس آریہ کو اُسکے انجام بہ برئیت کے ایسے نازک وقت میں خبر دیدی کہ جبکہ حیات خان کی نسبت پُرخوف افواہیں اُڑ رہی تہیں یہانتک

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	کراچکے پہانسی ملجانیکا بعضوں کو خطرہ تہا سو اگر اس گواہ کے نزدیک یہہ بیان صحیح نہیں ہے تو اُس کو چاہئے کہ جلسہ مجوزہ میں اس مضمون کی قسم کہاوے کہ میں اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی قسم کہاتا ہوں کہ یہہ پیشگوئی ہرگز مجھکو نہیں تبلائی گئی اور اگر تبلائی گئی ہو اور میں نے جھوٹھ بولا ہے تو اے سرب شکتی مان پرمیشر مجھپر اور میرے عیال پر کسی دُکھ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر۔
۲	لالہ ملاوامل کہتری ساکن قادیاں	ملاوامل کو دق کی بیماری ہوگئی جب وہ خطرہ کی حالت میں پڑ گیا تو اُسکے لئے دُعا کی گئی الہام ہوا قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا یعنی اے تپ کی آگ ٹہنڈی ہو جا۔ پہر خواب میں دکہایا گیا کہ میں نے اس کو قبر سے نکال لیا ہے یہہ الہام اور خواب دونو قبل از وقوع اسکو تبلائی گئی چنانچہ چند ہفتہ کے بعد اس کو شفا ہوگئی پہر ایک دن صبح کو الہام ہوا کہ آج ارباب لشکر خاں کے قرابتیوں میں سے کسی کا روپیہ آئے گا ازمائش کے طور پر یہی آریہ صاحب ڈاکخانہ میں گئے اور دس روپیہ آنیکی خبر لائے جو ارباب سرور خاں لشکر خاں کے بیٹے نے بہیجے تہے اگر یہہ بیان صحیح نہیں ہے تو ملاوامل کو چاہئے کہ جلسہ مجوزہ میں اس مضمون کی قسم کہاوے کہ میں اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی قسم کہاتا ہوں کہ یہہ دونوں قسم کی پیشگوئیاں ہرگز مجھکو نہیں تبلائی گئیں اور اگر تبلائی گئی ہوں اور میں نے جھوٹھ بولا ہے تو اے سرب شکتی مان پرمیشر مجھپر اور میرے عیال پر کسی دکھ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر اور واضح ہے کہ ملاوامل نے اپنے خط ۱۸۔ اگست ۱۸۸۵ء بنام میر عباس علی صاحب کیطرف اُس نے لکھا تہا جو ہمارے پاس موجود ہے ان دونو پیشگوئیوں کی سچائی کا اقرار بہی کر لیا ہے۔
۳	لالہ شرمپت رائے کہتری ساکن قادیاں	لالہ شرمپت رائے کا بہائی کسی فوجداری مقدمہ میں ماخوذ ہوگیا تہا چیف کورٹ میں اپیل تہا لالہ شرمپت نے دُعا کے لئے کہا چنانچہ کئی دفعہ دعا کیگئی آخر قبولیت دُعا ہوکر عالم الغیب کیطرف سے ظاہر کیا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے دوبارہ تفتیش کیلئے

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	واپس آئے گی اور پھر چھوڑ دیا جائیگا پر اُس کا دوسرا برہمن رفیق جسکا نام خوشحال ہے رہائی نہیں پائیگا جب تک پوری پوری قید بھگت نہ لے سو یہہ خبر قبل از ظہور مین خوف وخطر کیوقت مین لالہ شرمپت کو بتلائی گئی اور پھر جب پوری ہوئی تو بذریعہ تحریر اُسکو یاد دلایا گیا تو اُس نے جواب لکھکر بھیجا کہ اسلئے یہہ انجام آپ پر کھولا گیا کہ آپ نیکبخت ہیں۔ دوسری دلیپ سنگہ کی نسبت پیش از وقوع اسکو بتلایا گیا کہ مجکو کشفی طور پر معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کا آنا اُسکے لئے مقدر نہیں یا تو یہہ مریگا اور یا ذلت اور بےعزتی اُٹھائیگا اور اپنے مطلب سے ناکام رہیگا۔ تیسری پنڈت دیانند کی بابت اُسکی موت سے دو مہینے پہلے لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی کہ اب وہ بہت ہی نزدیک مریگا بلکہ کشفی حالت مین مینے اُسکو مردہ پایا۔ چوتھی ایک اپنی زمینداری مقدمہ کی نسبت جو شرکا کے ساتھ دائر تھا اور کئی سال مختلف عدالتوں مین ہوکر چیفکورٹ تک پہنچا مجھے دعا کرنے کے بعد یہہ الہام ہوا تھا کہ اُجیب کُلّ دُعائک الا فی شرکائک۔ یعنی مین تیری ساری دُعائیں جو تونے کین قبول کرونگا پر شرکا کے بارے مین نہیں۔ سو آخر اُس مقدمہ مین شرکا کو فتح ہوئی اوّل اوّل تو ابتدائی عدالتوں مین شرکا مغلوب رہے پھر آخر چیفکورٹ مین قطعی طور پر فتح پاگئے شاید پچاس سے زیادہ لوگوں کو اس الہام کی خبر ہوگی اور منجملہ اُنکے یہہ لالہ صاحب بھی ہین جن کو شروع مقدمات کے ابتدا مین ہی یہہ الہام سُنا دیا گیا تھا۔ پانچوین ایک مرتبہ مسجد مین بوقت عصر یہہ الہام ہوا کہ مینے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کرون۔ یہہ سب سامان مین خود ہی کرونگا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس مین یہہ ایک فارسی فقرہ بھی ہے ہرچہ باید نوعروسے را ہماں سامان کنم وآنچہ مطلوب شما باشد عطائے آن کنم اور الہامات مین یہہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ قوم کے شریف اور عالی خاندان ہونگے چنانچہ ایک الہام مین تھا کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان مین پیدا کیا اور پھر اچھے خاندان سے دامادی

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	تعلق بخشا سو قبل از ظہور یہہ تمام الہام لالہ شرمپت کو سُنا دیا گیا پھر بخوبی اُسے معلوم ہے کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض خدا تعالیٰ کی طرف سے تقریب نکل آئی یعنے نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب **سید** سندی جو **خواجہ میر درد صاحب** مرحوم دہلوی کے روشن خاندان کے یادگار ہین جن کی علو خاندان کو دیکھکر بعض نوابوں نے اُنہیں لڑکیاں دی تہیں جیسے **نواب امین الدین خان والد بزرگوار نواب علاؤ الدین خان والئی ریاست لوہارو** کی لڑکی میر ناصر نواب صاحب خسر اس عاجز کے بہائی کو بیاہی گئی ایسے بزرگوار خاندان سادات سے یہہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر کرنا نہ پڑا اور اب تک اُسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔ چھٹی وہ پیشگوئی مندرجہ نمبر ایک جسکا کیسوں والا آریہ گواہ ہے۔ لالہ شرمپت بہی اُسکے گواہوں مین داخل ہے اب مین کہتا ہوں کہ اگر یہہ تمام پیشگوئیاں جو لکہی گئی ہیں لالہ شرمپت ان کو سچ نہین سمجہتا اور سراسر افترا خیال کرتا ہے تو اُس پر عین فرض و سراسر واجب ہے کہ ایک عام جلسہ منعقد کرکے بدین مضمون ہمارے سامنے قسم کہاوے کہ مین اپنے پرمیشر کو حاضر و ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی سوگند کہاتا ہوں کہ ان الہامی پیشگوئیوں مین سے مجہے کسی کی خبر نہیں اور نہ مجہے کوئی بتلائی گئی اور نہ کوئی بات میرے روبرو پوری ہوئی اور اگر اس بیان مین مینے جہوٹہ بولا ہے تو اے پرمیشر سرب شکتیمان مجہہ پر اور میری اولاد پر کسی دُکہ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر۔
۴	بشنداس برہمن ولد ہیرا سنگہ	بشنداس برہمن ولد ہیرا مذکو اس الہام سے خبر دی گئی تہی کہ آج ایک صاحب عبد اللہ خاں نام کا ڈیرہ اسمعیلخاں سے خط آنیوالا ہے اور وہ کچہہ روپیہ بہی بہیجے گا چنانچہ یہہ آریہ آزمائش کی غرض سے آپ ہی ڈاکخانہ مین گیا اور عبد اللہ خاں اکسٹرا اسسٹنٹ کا خط لایا جو ڈیرہ اسمعیلخاں سے آیا تہا جسکے ساتہہ دس روپیہ بہی آئے تہے سو اسی طرز کی قسم سے بشنداس مذکور سے بہی دریافت ہونا چاہئے اس شخص نے برنام داس آریہ ساکن ٹبالہ کے روبرو اس الہام کے دیکھنے کا اقرار بہی کیا تہا۔
۵	بہجاناتہ برہمن	بہجاناتہ برہمن ولد بہگت رام کو کشفی طور پر اطلاع دی گئی تہی کہ ایک برس کے عرصہ تک تجہپر مصیبت

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
۰		نازل ہونیوالی ہے اور کوئی خوشی کی تقریب ہی ہوگی چنانچہ اس پیشگوئی پر اُسکے دستخط کرائے گئے جو ابتک موجود ہین۔ پھر بعد ازاں ایک برس کے عرصہ مین اسکا باپ جوانی کی عمر مین ہی فوت ہوگیا۔ اور اسی دن انکی شادی کی تقریب بھی پیش تھی یعنی کیسکا بیاہ تھا یہ پیشگوئی ہی حلفاً مگر اسی قسم کی حلف سے اس سے دریافت ہونی چاہئے۔

اِس قدر الہامی پیشگوئیاں ہمنے بطور نمونہ لکھدی ہین اور باقی عین جلسہ کے وقت مین پیش کیجائینگی اگر قادیاں کے آریہ لوگ اپنی لاعلمی کی قسم کھالینگے تو پھر ہندوؤں کے لئے بات کرنیکے لئے ایک گنجائش نکل آئے گی بہر حال اب ہمارے مخالف آریہ اس تجویز کو خواہ منظور کرین یا نہ کرین لیکن یاد رکھین کہ اگر فیصلہ منظور ہے تو ہزار بل پھیر کھا کر آخر اسی راہ پر قدم مارنا پڑیگا ہندی مثل مشہور ہے **سر جٹے اور گوڑ نکھٹے** جلسہ عام مین بنمونہ مذکورہ کی قسم کھالینا بس حد ہے جس سے فیصلہ ہو جائیگا ورنہ کس قدر حیا اور شرم سے دور ہے کہ محض جھوٹے افتراؤں کے ذریعہ سے کوشش کی جائے کہ تمام الہامات فن و فریب سے بنائے جاتے ہین۔ خیال کرنا چاہئے کہ اس بھلے مانس ہندو نے اپنے اس رسالہ مین جسکا نام **فن و فریب غلام احمد کی کیفیت** رکھا ہے کس قدر دروغ بے فروغ کی اپنے دل سے ہی عمارت بنالی ہے جس کو وہ اپنے اس رسالہ کے صفحہ ۲۴ مین لکھتا ہے چنانچہ بجنس عبارت اُس کی ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

اب تازہ الہام سنئے قادیان مین جان محمد کشمیری مرزا کی مسجد کے امام کا پانچ سالہ لڑکا سخت بیمار ہو کر قریب المرگ ہوگیا تھا اُس وقت کی حالت نازک دیکھکر بیوقوف سے بیوقوف اُس کو کوئی دم کا مہمان جانتا تھا اس حال پر اختلال مین امام صاحب مرزا کے پاس گئے اور مرزا پہلے اُس لڑکے کو بچشم خود بھی دیکھ چکا تھا۔ امام صاحب نے کل حال مکرر عرض کرکے کہا کہ آپ مجیب الدعوات ہیں (اس لفظ سے اِس ہندو کی لیاقت علمی ظاہر ہے) دُعا کیجے مرزا نے فرمایا کہ آپ کے آنے سے اول ہی الہام ہوا کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھود دو۔ مرزا کے مونہہ سے یہ کلمہ نکلنا ہی تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہوگئے۔ واقعی کیوں نہ ہوتے کہ فقط ہی ایک لڑکا تھا وہ بھی پچھلی عمر کا۔ مرزا تو نیم حکیم خطرہ جان ہی تھا مگر خدا بھی جھوٹوں کو جھوٹا کرنے کے لئے عجیب قدرت دکھلاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت

زار نزار گہر کو واپس آیا تو اثر الہام برعکس پایا یعنے لڑکے کے آثار صحت دیکھے غرض کہ مونہہ
منحوس سے یہہ کلمہ نکلنا ہی تہا کہ دمبدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے مجیب الدعوات
صاحب (یہہ بہی لفظ ہندو کی لیاقت کا ہے) کی ہنسی اڑائی تو جواب دیا کہ الہام غلط نہین ہوسکتا
دالّم یہہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ہوا قصہ پرافترا آریہ کا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہین وہ بہی جہوٹہہ بولتے ہوئے شرماتے ہین مگر اس
آریہ مین اس قدر بہی شرم باقی نرہی جس قوم مین اس جنس کے شریف وامین لوگ ہین وہ کیا کچہہ
ترقیاں نہین کرینگے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کرا کر ہمارے روبرو اس
بہتان کی تصدیق کرا دے تا اصل راوی کو حلف سے پوچہا جائے اور اس بے اصل بہتان کے لئے نہ
صرف ہم اُس راوی کو حلف دینگے بلکہ آپ بہی حلف اٹہائینگے فریقین کے حلف کا یہہ مضمون ہوگا
کہ اگر سچ سچ اپنے حافظہ کی پوری یاد داشت سے بلا ذرہ کم وبیش مینے بیان نہیں کیا تو اے خدائے
قادر مطلق اور اے پرمیشر سرب شکتی مان ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری ہتک کی
کرا دو ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکہنے والوں کو عبرت ہو اور پہر اگر ایک سال تک آسمانی
عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جہوٹہا ہونیکا خود اشتہار دیدینگے کیونکہ ہم یقیناً جانتے
ہین کہ خدا تعالیٰ ایسے بہتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چہوڑے گا یہہ تو ہمارے لئے اور ہر ایک ملہم
من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی خواب یا الہام مشتبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی
طور پر کئی معنی کئے جائیں مگر یہہ افترا کہ قطعی طور پر یہہ ہی الہام ہو گیا کہ دین محمد خان محمد کا لڑکا
اب مرگیا اس کی قبر کہود دو یہان تک کہ خان محمد کو یہہ خبر دی کہ اب دین محمد تیرا لڑکا ضرور مرے گا
دین محمد کے نام پر الہام ہوچکا قبر کہودنے کا حکم ہوا اور وہ خبر سنکر روتا روتا گہر تک گیا۔ یہہ جہوٹہہ
کی نجاست کس نے کہائی ہے ایسا ایمان دار ذرہ ہمارے سامنے آوے لیکن اب بہی اگر راقم
رسالہ اپنی دروغگوئی کی عادت کو نہین چہوڑے گا اور جلسہ عام مین راوی کو قسم دلانے سے تصفیہ نہین
کریگا تو وہی دس لعنتوں کا تمغہ جو پہلے اسکو ہم دے چکے ہین اب بہی موجود ہے۔

۱ ایک لعنت ————————————

۲ دو لعنت ————————————

۳ تین لعنت

۴ چار لعنت

۵ پانچ لعنت

۶ چھہ لعنت

۷ سات لعنت

۸ آٹھہ لعنت

۹ نو لعنت

۱۰ دس لعنت

قولہ - صد ہا پنڈتون نے یہہ بات ثابت کی ہے کہ پرماتمانے اوّل اوّل ہی رشیون کو ویدا قدس کا اپدیش کیا اُسکے مطابق رشیون نے سب علم و ہنر ظاہر کیے -

اقول مین کہتا ہون کہ کہلی کہلی سچائی کے آگے شکم پرست پنڈتون کے حیلے بہانے کیا پیش جاسکتے ہین ویدون کی شُرتیان خود ثابت کر رہی ہین کہ وہ قدیم نہین ہین دیکہو رگ وید اُشٹک اوّل پہلا ادہیاے انوک سکت اشُرتی (۲) ایسا ہو کہ اگنی جسکی مہا زمانہ قدیم اور زمانہ حال کی رشی کرتے چلے آئے ہین دیوتاؤن کو اس طرف متوجہ کرے - سو جبکہ وید آپ ہی قایل ہیں کہ اُنکے ظہور سے پہلے ایک زمانہ گذر چکا ہے عارف اور الہام یاب بہی گذر چکے ہین تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وید بہت پیچہے ہوے ہین چنانچہ ساینا چارج وغیرہ بہاشے کارون نے یہی معنے لکہے ہیں اور پہر اسی رگ وید مین ایسے بادشاہون کا بہی ذکر ہے جو اِن ویدون کے وجود سے پہلے گذر چکے ہین اور محققین نے ثابت کر لیا ہے کہ جن رشیون کے نام سکتون پر درج ہین اکثر اُنکے قریب قریب بیاس جی کے زمانہ سے ہوئے ہین اور ویدون سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ویدون کے زمانہ مین اصل باشندے اس ملک کے اور تہے جو کسی اور کتاب کو الہامی تسلیم کیے بیٹہے تہے اور ویدون اور ویدون کے دیوتاؤن کو نہیں مانتے تہے - اسی جہت سے اکثر باہم لڑائیاں ہوتی رہتی تہیں - یہی راے پروفیسر ولسن صاحب نے جابجا اپنے وید بہاش مین لکہی ہے - افسوس ہندو لوگ اُردو اور انگریزی ترجمہ ویدون کو ایسا برا جانتے ہین کہ انکی طرف نظر کرنا ہی نہیں چاہتے اور سنسکرت تو ایسی نابود ہے کہ مشکل سے بعضون کو آتا ہے

ہے کہ لاکھ ہندو ہیں سے کوئی ایک بھی ایسا سنسکرت دان ہو کہ ویدوں کو صاف طور پر پڑھ سکے
پھر اس تعصب اور اس نادانی کے کچھ نہایت ہے کہ نادیدہ ویدوں کی نسبت خواہ مخواہ قدامت کا دعویٰ
کئے بیٹھے ہیں اور سمیر پربت کیطرح ایک خیالی بزرگی کا تاج اُس کو پہنایا گیا ہے خیال کرنا چاہئیے
کہ **بُدہ جی** کس قدر نامی مشہور عارف اور پنڈتوں کے سرتاج گذرے ہیں جن کی عالی تحقیقاتوں کے
آگے دیانندی خیالات ایک **تودہ گوبر** سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے وہ اپنے بدہ شاستر
(ادھیائے ۲ سوتر ۱) میں فرماتے ہیں کہ **وید پرمیشر کا کلام نہیں ہو سکتے**۔ کیونکہ اُنکے
زمانہ کی تاریخ جو بیان کی گئی ہے وہ بالکل خلاف واقع اور جھوٹھ ہے اور نیز اُن میں کلام الہی ہونے
کا کوئی نشان پایا نہیں جاتا۔ اور اُنکے مطالب و مضامین خلاف عقل ہیں اب دیکھنا چاہئے کہ **بدھ جی**
جیسے نامی پنڈت سے بڑھکر جن کی بزرگی کے **پچاس کروڑ** کے نزدیک لوگ قایل ہوئے ہیں اور
کونسی شہادت ہے اور اگر ہے تو وہ پیش کرنی چاہئے۔ ویدوں کو ابتدا سے کسی آریہ دیس کی دانا
نے تسلیم نہیں کیا اور ہرچند ظالم برہمنوں نے اس مطلب کے حصول کے لئے ہزارہا خون ہی کئے (جیسا
کہ شاستروں سے ظاہر ہے) لیکن اُن نیک خیال ہندوں نے بڑی استقامت سے جانیں
دیں مگر وید کی مشرکانہ تعلیموں کو قبول نہ کیا۔ صرف ویدوں کے نہ ماننے کی وجہ سے ہزاروں محققوں
اور عارفوں اور دانشمند آریوں کے سر کاٹے گئے اور شریر برہمنوں نے ایسے ایسے نیک دل اور
پاک خیال لوگوں کو قتل کیا جن کی اس گروہ میں نظیر ملنا مشکل ہے اگر ویدوں میں کچھ سچائی ہوتی
تو شریف آریہ جو دانشمند اور فلاسفر تھے کیوں ویدوں سے اس قدر بیزار ہو جاتے کہ ایک ایک ہو کر
مارے گئے مگر ویدوں کو قبول نہ کیا۔ اگر ویدوں کی کسی ایک آدہ شُرتی سے یہہ مضمون ہی نکلتا ہو
کہ وید پرانے ہیں تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ دعویٰ بلا دلیل ہے جسکو دوسری شرتیاں خود رد کرتی ہیں

فٹ نوٹ۔ یورپ کے محققوں نے بڑی چھان بین کے بعد ویدوں کی تالیف کا زمانہ چودہویں صدی قبل از
سنہ عیسوی قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا صحیح ہونا بہت پختگی کے ساتھ ایک مقام سے جسکو مسٹر [illegible]
کالبروک صاحب نے بیدوں میں ہی دریافت کیا ہے صحیح ٹھہرتا ہے چنانچہ تشریح اُسکی وہ یوں
لکھتے ہیں کہ ہر بید میں علم ہیئت کا ایک ایک رسالہ اس غرض سے لگا ہوا ہے کہ پتری کی ترتیب
معلوم ہووے۔ اور اس سے فرایض منصبی کے اوقات دریافت ہو جایا کریں پس وہ صحیح اور قطعی دلیل
جس پر اُنہوں نے اپنی مذکورہ بالا رائے قایم کی ہے یہہ ہے کہ جو مقام **راس سرطان** اور **راس
جدی** کا اس رسالہ میں قرار دیا ہے وہ وہی مقام ہے جو چودہویں صدی قبل از سنہ عیسوی میں ان

اوراگر یہہ کہو کہ منوجی ویدوں کو کسی قدر پرانا ہی پڑہلتے ہین تو اس کا جواب یہہ ہے کہ بے دلیل گواہی منو کے ہو یا غیر منو کے وہ قابل اعتبار نہیں اور پہر سمجہنا چاہئے کہ بدہ جی کے مقابل پر منوجی کی حیثیت کیا ہے کیا کچہہ بہی شرم نہیں آتی۔

واضح رہے کہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ رسائل مین قدامت ویدوں کیلئے بہت کچہہ ہاتہہ پاؤں مارے آخر ہر طرف سے نومید ہوکر برہمنوں کا روزنامچہ دلیل ٹہرایا مگر یاد رہے کہ یہہ دلیل بالکل ہیچ اور نکمی ہے۔ یہہ نہایت مشہور واقعہ اور سب کا مانا ہوا تسلیم کیا ہوا ہے کہ اصلی روزنامچہ (تہی پتر) راجہ بہوج کے زمانہ سے چارسو برس پہلے گم ہوگیا تہا یعنے بدہ مذہب کے عروج کے زمانہ مین اور یہہ جواب برہمنوں کے ہاتہہ مین ہے یہہ تو ایک جعلی چیز ہے جو سراسر نفرت کے لائق اور ذرہ قابل اعتبار نہین اس مین خلاف عقل اور بیہودہ سوانح تو بہت لکہے مگر سکندر اعظم کا ذکر کہاں ہے جس کا ذکر کرنا روزنامہ کی حیثیت سے بہت ضروری تہا۔ ایسا ہی پورانے سکوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈیڑہ سو سال تک یونانیوں کی بادشاہی ہندوستان مین رہی ہے مگر اس روزنامہ مین اس واقعہ طویلہ کے نسبت جس نے ڈیڈہ صدی ختم کے اشارہ تک بہی پایا نہیں جاتا تو پہر کیا اس بیہودہ اور پرفریب جعل کا نام روزنامچہ رکہنا چاہئے۔ انگلستانی مورخوں نے بڑی تحقیقات کرکے ثابت کیا ہے کہ ویدوں کا زمانہ چار ہزار برس کے اندر اندر پایا جاتا ہے اور میری دانست مین ویدوں کا زمانہ معلوم کرنے کے لئے خود ویدون کا ہی غور سے پڑہنا کافی ہے اصل بات یہہ ہے کہ ہندو لوگ تاریخ کے بہت کچے ہین اور جہوٹہہ بولنا اور لاف مارنا اور مبالغہ کرنا شاید ان کے مذہب میں ثواب مین داخل ہے کیونکہ کوئی قول و فعل انکا دروغ گوئی یا بیہودہ مبالغات سے خالی نہین پایا جاتا چنانچہ مہابہارت۔ رامائین۔ بہاگوت منوشاستر۔ اور دوسرے پرانون اور خود ویدوں کے پڑہنے سے یہہ عادت انکی صاف ثابت ہوتی ہے۔

بالآخر اگر ہم اس قدر صاف اور روشن ثبوتوں سے قطع نظر کرکے فرض کے طور پر مان بہی لیں کہ وید کسیقدر پرانے ہین تو کیا بغیر ثابت ہونے ذاتی خوبیوں کے صرف کسیقدر پرانا ہونا انکو خداتعالیٰ کا کلام بنا دے گا ہرگز نہیں۔ ظاہر ہے کہ بزرگی بعقل است نہ بسال سمجہا جنہوں نے

بقیہ حاشیہ:۔ دونوں اسلوب کا تہا پس کچہہ شک نہیں کہ ویدوں کی تالیف اسی زمانہ مین ہوئی تہی دیکہو ازتاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب

علم حیوانات مین تحقیق کی ہے وہ لکھتے ہین کہ سنگ پشت یعنی کچھوے کی عمر بڑی ہوتی ہے یہان تک کہ بغیر کسی خارجی صدمہ کے شاذونادر مرتا ہے بہت کچھوے ایسے ہون گے کہ جو ابتدائی زمانہ مین پیدا ہوکر اتبک زندہ موجود ہین - پس اگر ویدون کی قدامت بغیر ثبوت اُنکے اندرونی کمالات کے تسلیم ہی کرلیجائے تو غائیت درجہ ان کا مرتبہ ایک کچھوے کے مانند ہوگا غرض صرف پیرانہ سالی فضیلت پر ہرگز دلیل نہین ہوسکتی بلکہ بغیر حصول کمالات معنوی کے سن وسال مین پورا ہوجانا اُسی مثل کا مصداق ہوگا کہ **گوسالہ ماپیر شد گاؤ نشد** اور جیساکہ ہم بیان کرچکے ہین ویدون کے پورانے ہونے پر کوئی دلیل ہی نہیں ہاں اگر یہہ کہو کہ ویدون کا پُرعیب ہونا ہی اُن کے پُرانے پر دلیل ہے تو شاید یہہ وجہ قبول ہوسکے کیونکہ پیری وصد عیب چنین گفتہ اند - پہر ہم یہہ بہی کہتے ہین کہ بجز ذاتی کمالات کے جس قدر خارجی بزرگیاں ہین خواہ وہ کبرسن ہو یا کثرت دولت یا حصول حکومت یا شرف قومیت وغیرہ وغیرہ وہ سب ہیچ ہین اور صرف اُنہیں کے لحاظ سے بزرگی کا دم مارنا گدہون کا کام ہے نہ انسانون کا - مین نے سنا ہے کہ **لارڈ النبرا صاحب** بہادر کی بیوی جو پہلے زمانہ مین ہندوستان کے **گورنر جنرل** تہے ایک بزرگ خاندان مین سے ہتی جو قدیم ہونیکا دعوٰی کرتا تہا پہر اس پر دوسری بزرگی اس **لیڈی** صاحب کو یہہ حاصل ہوئی جو **لاٹ** صاحب کی جورو بنی - اب اسکے ذاتی کمالات کا بہی حال سُنئے - کہتے ہین کہ یہہ عورت اتبک زندہ ہے اور اگرچہ جائز طور پر نو خصم بہی کرچکی ہے مگر آشناؤن کی کچہہ گنتی نہیں اور اکثر آشناؤن کے ساتہہ بہاگتی بہی رہی ہے پہر آخر عبدل نامی مسلمان قوم شتربان سے نکاح کیا اور اُسکے تلے بہی نہ ٹہرین اب فرمائے **حضرت** کہ اس عورت کے دونون بزرگیاں اس ذاتی بے شرمی کے ساتہہ کچہہ مقابلہ کرسکتی ہین سو آپ کا وید پُرانا ہے سہی فرض کرو کہ بابا آدم سے پہلے کا ہے لیکن ہم مکرر عرض کرتے ہین کہ صرف قدامت کی وجہ سے بزرگ نہیں ٹہرسکتا مگر شائد یا ناموں کی نظر مین - ہاں اگر وید کی بزرگی ثابت کرنی ہے اور ربانی کلام ہونیکا ثبوت اُسمین دکہلانا ہے تو اُسکی ایسی ذاتی خوبیاں اور اندرونی خاصیتیں اور برکتیں دکہلاؤ جنکی وجہ سے وہ ایسا بے نظیر ہو جیساکہ خدا تعالٰی بے نظیر ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ جو چیز خدا تعالٰی سے صادر ہے اُسکی مثل بنانے پر کوئی بشر قادر نہیں ہوسکتا یہان تک کہ ایک مکہی کے بنانے سے بہی تمام مخلوق عاجز ہے دوسری

ہمین یہہ بہی صریح نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے صرف اپنے قول مین نہین بلکہ اپنے فعل مین بہی اپنے ارادہ کو ظاہر کیا ہے سو قول اور فعل کا تطابق بہی ضروری ہے۔ تیسرے ہم یہہ بہی وجدان کے طور پر پاتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک اور کامل صفتوں کیطرف ہمین بہی ایک روحانی میلان بخشا ہے یا یوں کہو کہ باطنی طور پر ایک ایسی قوت حاسہ ہمین عطا کی گئی ہے جس سے ہم فی الفور معلوم کر جاتے ہیں کہ کونسی صفات خدا کی شان کے لائق ہین اور کون کونسی صفتین منافی الشان الوہیت ہیں سو ربانی کلام کی شناخت کرنے کے لئیے بہی تین علامتین ہین مگر کیا یہہ علامتین ویدوں مین پائی جاتی ہین ہرگز نہیں۔ پنڈت دیانند جنہوں نے **نرکت اور نگہنٹو** کی معتبر کتب کا چہان بین کیا ہے اُن کو وید کا یہہ خلاصہ ہاتہہ لگا کہ جس چیز کو پرمیشر کہا جاتا ہے وہ کروڑہا قدیم اور انادی اور غیر مخلوق وجودوں مین سے ایک وجود ہے جو وجوب ہستی مین اُنسے مساوی اور قدیم ہونے مین اُن کے برابر اور باعتبار وجودی انتشار کے اِن سے نہایت کم ہے اب ہم دیانند کو آفرین نہ کہین تو اور کیا کہین جس نے **ویدک توحید** ایسی ثابت کی کہ پورانے مشرکوں کے بہی کان کاٹے۔ کیونکہ گو قدیم مشرک ویدوں کے ماننے والے اتبک یہہ تو مانتے آئے تہے کہ ہمارے ویدوں مین سورج چاند اگنی اور بشن وغیرہ کے ضرور پوجا لکہی ہے اور اُن سے مرادین مانگنے کا حکم ہے۔ مگر یہ پاک مسئلہ ویدوں کا ابہی تک اُنکو بہی نہ سوجہا تہا کہ ذرہ ذرہ اپنی ہستی مین خدا سے بے نیاز اور قدامت مین اُس سے برابر اور باعتبار وجودی انتشار کے اُس سے بڑہ کر ہے یہہ **ویدک گیان** دیانند ہی کے حصہ مین تہا دیکہو باس وید کے اصول مین کس قدر خرابیاں ہین اول تو جب پرمیشر ہر یک چیز کا سہارا اور ہر یک ظہور کا مظہر اصلی نہوا تو پہر کاہے کا پرمیشر ہوا صرف کروڑہا قدیم وجودون مین سے وہ بہی ایک وجود ٹہرا جو ان قدیمی باشندوں مین سے صرف ایک باشندہ ہے۔ دوسری بڑی بہاری یہہ خرابی کہ وجودی انتشار کے لحاظ سے وہ بیشمار روحوں کے مقابل پر ایک ذرہ کی طرح ٹہرا کیونکہ بلاشبہ دو قدیم الوجود کا **وجودی انتشار** ایک قدیم سے بہت زیادہ ہوتا ہے پس جبکہ کروڑہا روحین جن کا شمار سائی خالق کو معلوم ہے وید کے رو سے قدیم اور واجب الوجود ٹہرین تو پرمیشر بیچارہ کا وجود اُن بیشمار قدیم وجودوں کے آگے کیا ہستی اور حقیقت رکہتا ہے بلاشبہ بہت سے قدیم وجودوں کا **وجودی انتشار**

ایک وجہ سے اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کو کچھ بھی اُن سے نسبت نہیں ہوگی۔ تنبیہ بڑی شنیع خرابی یہہ ہے کہ جب پرمیشر کی روح اور دوسری تمام روحیں قدامت اور واجب الوجود ہونے میں ایک ہی خصلت اور سیرت اور خاصیت رکھتے ہیں تو وہ خواہ نخواہ متحد الحقیقت بھی ہوں گے لیکن ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۶۳ میں پنڈت دیانند اقرار کر چکے ہیں کہ روح ایک دقیق جسم ہے جو بدن سے نکلنے کے بعد شبنم کی طرح زمین پر گرتی ہے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کسی گھاس پات وغیرہ پر پڑ جاتی ہے۔ اب ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ اگر روح جسم و جسمانی چیز ہے تو اس سے لازم آگیا کہ بموجب ہدایت وید پرمیشر بھی ضرور جسم و جسمانی ہوگا اور وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرنے اور کھائے جانیکے قابل ہے۔ شاید اسی خاصیت کے رو سے اندر پرمیشر کی روح میں پرکرتی کو سیکار شی کے جورو کے پیٹ میں جا ٹھہری تھی جسکی نسبت رگوید اشٹک اول میں صاف صاف یہی بیان درج ہے۔ اب اے آریو! مبارک باد کہ تمہارے پرمیشر کی ساری حقیقت کھل گئی اور خود دیانند کی گواہی سے ثابت ہوگیا کہ تمہارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور ترکاریوں کیطرح کھایا جاتا ہے تبھی تو وہ کبھی رامچندر بنا اور کبھی کرشن اور کبھی مچھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سوئر بنکر اور جوکوں کی موافق غذا ئیں لطیف کھا کر اپنے من کرنیوالوں کو خوش کر دیا۔ تعجب کہ جنکے پرمیشر کا یہہ حال ہو وہ قرآن شریف پر اعتراض کریں کہ اس میں ایسی کوئی آیت نہیں کہ خدا تعالیٰ کو جسم و جسمانی ہونے سے پاک قرار دیتی ہو حالانکہ قرآن شریف میں

نوٹ:- ویدوں میں اسبات کا بہت تذکرہ ہے کہ پرمیشر کی روح اور دوسری چیزوں کی روح متحد الحقیقت ہیں چنانچہ یجر وید میں ایک شرتی یہہ ہے منش کے آتما (روح) کہتی ہے کہ وہ پرمیشر جو سورج میں ہے میں ہی ہوں۔ دیکھو یجر وید ادہیائے چالیس منتر سترہ۔ پھر رگ وید بھاگ ۲۔ سکت ۹۰۔ منڈل ۱۔ منتر اول میں لکھا ہے کہ پرمیشر کے ہزار آنکھیں اور ہزار سر اور ہزار پاؤں ہیں۔ دوسرے منتر میں ہے کہ سب روحیں اُسکی روح ہیں اور جو کچھ ہے وہی ہے اور تھا بھی وہی۔ اور منتر چہارم میں ہے کہ زمین کی تمام مخلوقات اُسکا چوتھا حصہ ہے۔ اور تین حصے آسمان پر ہیں۔ یہہ وہ شرتیاں ہیں جن سے ویدانت کے مسائل نکالے گئے ہیں۔ اب پنڈت دیانند کے چیلے خواہ ان شرتیوں کے معنی کسی طور پر کریں مگر ہر حال یہہ تو خود دیانند کے اقرار سے اور نیز ان شرتیوں سے ثابت ہے کہ پرمیشر کی روح اور دوسری چیزیں متحد الحقیقت ہیں پس جبکہ دوسری روحیں وید کے رو سے ایک جسم دقیق ہیں تو ایسا ہی پرمیشر کی روح بھی ایک جسم دقیق ٹھہری۔ منہ

کی پہلی آیت ہی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جسم اور جسمانی ہونے سے پاک ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **الحمد للہ رب العلمین** یعنے خدا ہی کو سب تعریف اور حمد اور مدح ہے وہ کیسا ہے یا تمام عالموں کا رب ہے جسکی ربوبیت ہر یک عالم کے شامل حال ہے اب ظاہر ہے کہ عالم اُن چیزوں کا نام ہے جو معلوم الحدود ہونیکی وجہ سے ایک صانع محدود پر دلالت کرین اور لفظ عالم کا اسی معلوم الحدود ہونے سے مشتق کیا گیا ہے۔ اور جو چیز معلوم الحدود ہے وہ یا تو جسم اور جسمانی ہوگی اور یا روحانی طور پر کسی حد تک اپنی طاقت رکھتی ہوگی جیسی انسان کی روح گھوڑے کی روح گدھے کی روح وغیرہ وغیرہ حدود مقررہ تک طاقتیں رکھتی ہیں پس یہ سب عالم مین داخل ہین اور وہ جو ان سب کا پیدا کنندہ اور ان سے برتر ہے وہ خدا ہے اب غور سے دیکھنا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت مین نہ صرف یہہ ظاہر کیا کہ وہ جسم اور جسمانی ہونے سے برتر ہے بلکہ یہہ بھی ثابت کر دیا کہ یہہ تمام چیزین معلوم الحدود ہونیکی وجہ سے ایک خالق کو چاہتی ہین جو حدود اور قیود سے پاک ہے اب ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ آریونکی عقل کو کس قدر تعصب نے مار لیا ہے کہ جو مضمون قرآن شریف کی پہلی آیت سے ہی نکلتا ہے اس پر بھی نظر نہیں کی اور علمیت کا یہہ حال کہ یہہ بھی خبر نہیں کہ عالم کسے کہتے ہین حالانکہ **عالم** ایک ایسا لفظ ہے جو ہر یک فلسفی اور حکیم اسکے یہی معنی لیتا ہے اور قرآن شریف کی عام اصطلاح مین اول سے اخیر تک یہی معنی اس کے لئے گئے اور دنیا کی تمام پابند الہامی کتابوں کے بجز نرے اندہوں کے یہی معنے لیتے ہین۔ سو اس فاش غلطی سے آریوں کے دماغی روشنی کی حقیقت کھل گئی اب ایک چُلو پانی مین ڈوب مرین کہ ایسی فاش غلطی کہائی ہم انشاء اللہ رسالہ **قرآنی طاقتون کے جلوہ گاہ** مین یہہ ثابت کرکے دکھلائینگے کہ وید تو خود دشمن صفات الٰہی ہین اور کوئی دوسری کتاب بھی ایسی نہیں جو صفات آلہی کے پاک بیان مین قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے ہان **بائبل** مین کچھہ صداقتین تہین مگر عیسائیوں اور یہودیوں کی خائنانہ دستاندازیوں نے اُن کے خوبصورت چہرہ کو خراب کر دیا۔ اب قرآن شریف کی تو یہہ مثال ہے کہ جیسی ایک نہایت عالیشان عمارت ہو جسمیں ہر یک ضروری مکان قرینہ سے بنا ہوا ہے نشست گاہ الگ ہے باورچی خانہ الگ۔ خواب گاہ الگ غسلخانہ الگ۔ اسباب خانہ الگ۔ اردگرد نہایت خوشنما باغ اور نہرین جاری اور دیانت دار خادم

اور محافظ جا بجا موجود۔ لیکن بائیبل کی یہہ مثال ہے کہ اگرچہ ابتدائی زمانہ میں کسی قدر اپنے اندازہ پر اسکی بہی عمارت عمدہ تہی ضرورت کے مکان اور کوٹہریاں اور نشست گاہ وغیرہ بنی ہوئی تہیں ایک باغیچہ بہی اردگرد تہا اتنے میں ایک ایسا زلزلہ آیا کہ مکان بیٹہ گیا۔ درخت اکہڑ گئے نہروں اور صاف پانی کا نشان نرہا۔ اور امتداد زمانہ سے بہت سا کیچڑ اور گندگی اینٹوں پر پڑ گئی اور اینٹیں کہین کی کہیں سرک گئیں۔ وہ قرینہ کی عمارت اور اپنے اپنے موقعہ پر موزوں اور پاکیزہ مکان جو تہے وہ سب نابود ہوگئے۔ ہاں کچھ اینٹیں بچ گئیں جن کو چوروں نے اپنی مرضی کے موافق جس جگہ چاہا رکہا۔ درختوں کا بہی یہی حال ہوا کیونکہ وہ گرجانے سے بجز جلانے کے اور کسی لایق نرہے اب بیابان سنسان پڑی ہے۔ بجز نالائق چوروں کے اور کوئی سچا خادم بہی نہیں اور خود مسمار شدہ گہر اور گرے ہوئے باغ میں سچے خادم کا کیا کام۔

خیر عیسائیوں کی خرابیوں کا تو اس جگہ ذکر کرنا موقعہ نہیں صرف آریوں کے تعصبات کو دکہلانا منظور ہے۔ میں نے آجتک کسی کی جہالت پر ایسا تعجب نہیں کیا اور نہ کسی کے تعصب سے میں ایسا حیرت زدہ ہوا جیسا ان سوجا کہے آریوں کے قول سے کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کو جسم اور جسمانی بتلاتا ہے اور بنیر یہ کی آیت کوئی نہیں کیسے اندہے ہیں کیا وہ جو اپنے کلام کے شروع میں ہی اپنی ذات کو عالمین سے برتر اور اُنکا رب بتلاتا ہے وہ اس بات کا قائل ہوسکتا ہے کہ میں عالمین میں داخل اور جسم اور جسمانی ہوں۔ پہر میں کہتا ہوں کہ کیا جسکی تعلیم اسقدر عالی ہے کہ **اینما تولوا فثم وجہ اللہ** ۔ فرماتاہے کہ جدہر موُنہہ پہیرو اُدہر ہی خدا ہے۔ کیا وہ جو کہتا ہے۔ کہ **اللہ نور السموات والارض** نمبر ۸ کہ اُس کا نور قدرت ساری زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کے اندر چمک رہا ہے۔ کیا وہ جو فرما رہا ہے کہ **اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم** الجزو نمبر ۳۔ کہ وہی معبود برحق ہر یک چیز کی جان اور ہر یک وجود کا سہارا ہے۔ کیا وہ جو بتلا رہا ہے کہ **لیس کمثلہ شیء** الجزو نمبر ۲۵ **لا یدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار** ۔ کہ اُس کی مانند کوئی بہی چیز نہیں بصارتیں اور بصیرتیں اُسکی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتیں اور وہ اُسکو ہر یک نظر اور نظر کی حدود معلوم ہیں۔ کیسا جس نے یہہ کہا کہ **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** الجزو ۲۶۔ کہ

ہین انسان سے ایسا نزدیک ہوں کہ ایسی اُسکی رگِ جان ہی نہیں۔ کیا جس نے یہہ فرمایا کہ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا الجزو نمبر ۵ کہ خدا وہ ہے جو ہر یک چیز پر احاطہ کر رہا ہے۔ کیا ایسی پاک اور کامل کے نسبت کوئی عقلمند شبہ کرسکتا ہے کہ اُس نے خدا کو جسم اور جسمانی ٹھہرا کر بزمرہ عالمین داخل کر دیا ہے۔ مگر جو کچھ ویدوں پر وارد ہوتا ہے مین نہیں جانتا کہ آریہ لوگ اُسکا کیا جواب دیسکتے ہین۔ ابہی ہم ذکر کر چکے ہین کہ ویدوں کی رو سے خدا تعالیٰ ایک باریک جسم ہے جو شبنم کی طرح زمین پر گرنے کے قابل ہے اور انشاء اللہ رگوید کی اور کئی شرتیاں بہی بطور نمونہ لکہی جائینگی اور چونکہ خداوند کریم نے لاکہوں دلوں مین ہماری نسبت اخلاص اور محبت کو ڈالدیا ہے یہانتک کہ امریکہ اور یورپ کے ملکوں مین بہی بہت سی شہرت دیکر کئی نیک خیال اور بہت عمدہ سنسکرت دان لوگوں کو اس طرف رجوع دیدیا ہے اسلئے ہمارا یہہ بہی ارادہ ہے کہ اگرچہ کچہہ بہی ضرورت نہین مگران دوستوں کی امداد سے اس **کاگ بہاشا** یعنے سنسکرت کی اصل شرتیاں اور نیز انگریزی عبارت بہی جو ویدوں کا ترجمہ ہے کبہی کبہی رسالہ مین درج ہوا کرے کیونکہ بہت سے قابل آدمی اس خدمت کے لئے بہی موجود ہین اگرچہ ہم ایسا کر نیکہ مستعد ہین اور توفیق الہی نے سارا سامان اُس کا مہیا کر دیا ہے مگر پہر بہی آریوں پر ہرگز امید نہیں کہ وہ اپنے بدنام کنندہ تعصب کا موہنہ کالا کرکے انصاف کی طرف قدم اُٹہاوین کیونکہ صریح دیکہا جاتا ہے کہ جن انگریزوں نے سنسکرت مین بڑے بڑے کمالات پیدا کئے اور جن لائق برہموں نے اس گم گشتہ زبان مین بڑی بڑی لیاقتیں پیدا کین یہانتک کہ ویدوں کے بہاش بنائے اُن فاضل لوگوں کی رائے کو بہی ان حضرات نے قبول نہیں کیا۔ آپ تو انہین وید کا کہی برابر بہی علم نہین صرف ویا نندی خیالات پر گذارہ ہے مگر دوسروں کے سامنے باتین بناتے ہین۔ ہر یک عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ کسی مذہب پر اعتراض کرنیکے لئے انکے مسلمہ اصولوں کو معلوم کر لینا کافی ہے کیونکہ درحقیقت اصول ہی مرکز دائرہ مذہب ہوتے ہین اور اُنہیں پر بحث ہوتی ہے۔ اگر مسلمانوں کو بغیر سنسکرت پڑہنے کے ہندوؤں کے ساتہہ بحث جائز نہیں تو پہر ہندوؤں کو بغیر عربی پڑہنے کے مسلمانوں پر کوئی اعتراض کرنا کب جائز ہے اندرمن کون سی عربی پڑہا ہوا ہے لیکہرام کو کیا ایک آیت پڑہنے کی تمیز ہے اور پہر یہہ دونوں نسے کو دن اور عربی سے سراسر جاہل کیا استحقاق یہ رکہتے ہین کہ قرآنی تعلیم اور عقائد کا نکتہ چینی کیطور پر نام

بہی لین۔ انہیں تو اپنے سنسکرت کی بہی خبر نہیں چہ جائیکہ عربی کے دو لفظ بہی جو پڑہ سکین یا صحیح
پڑہ سکین اور دیانند تو اردو پڑہنے سے بہی بے نصیب تہا تو پہر کیوں اُسنے مسلمانوں کے ساتہہ
بحثیں کین اور بہت کچہہ وید بہاش اور ستیارتہہ پرکاش مین اپنے بیہودا ر جہالت کا گند چہوڑ
گیا۔ سو مسلمان اس طریق پر ہرگز اعتراض نہیں کرین گے کہ کسی کو عربی نہین آتی بلکہ وہ دیکہیں گے
کہ جس بات پر اعتراض کیا گیا ہے وہ درحقیقت ہمارا اصول ہے یا نہیں پہر جیسی صورت ہو
ویسا عمل کرین گے۔

پارلیمنٹ لنڈن مین صدہا اپیل ہندوستانی عدالتوں کے انگریزی مین پیش ہوتے ہین
مگر حکام مجوزہ پر ہرگز یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ تمہیں تو اردو کی ہی خبر نہیں تم فیصلہ کیا کر دیگے کیونکہ جب
بیانات فریقین اور گواہوں کی شہادت یا تحریری ثبوت اور ماتحت حکام کی رائیں صحیح طور پر
انگریزی مین ترجمہ ہو چکین پہر اردو کی کیا حاجت رہی۔ سوئم کہتے ہین کہ اگر ایسا ہی سودائیوں
کی طرح آریوں کے دل مین وہم بیٹہا ہوا ہے تو کیوں وہ بہ ثبت مواہیر اپنا نیا عقائد نامہ چہپوا نہیں دیتے
جسمین بہ تفصیل لکہا جائے کہ ہم پہلے عقائد مشتہرہ سے دست بردار ہین اور اب نئے عقیدے ہماری
یہہ ہین۔ پہر دیکہین کہ ان عقیدوں کی بہی کیسی خبر لیجاتی ہے۔

مین قطعاً و یقیناً کہتا ہوں کہ عام ہندوں کا وید وید کرنا اسی زمانہ تک ہے کہ جبتک انہیں
ویدوں کے مضامین کی خبر نہیں کیا خوب ہو کہ گورنمنٹ انگریزی عامہ خلائق کا دہوکا دور کرنے
کے لئے ویدوں کا تحت اللفظ اردو ترجمہ ایک ایسی منتخب سوسائیٹی سے کرادے جسمین آریوں
کے لائق ممبر بہی شامل ہوں اور چند فاضل برہمو اور انگریز بہی اُس کمیٹی مین داخل ہوں اور پہر وہ
ترجمہ عام طور پر ہندوں وغیرہ مین تقسیم کیا جائے۔ ہندوں کو ویدوں سے یہانتک بیخبری ہے
کہ گائے بیل کا نہ مارنا ہی ایک مذہبی عقیدہ سمجہا گیا ہے اور کہانا تو درکنار اُس گوشت کا دیکہنا
بہی پسند نہیں کرتے حالانکہ منو شاستر جس پر پنڈت دیانند بہت سا اپنی باتوں کا مدار رکہتے
ہین بآواز بلند کہہ رہا ہے کہ بیل کا گوشت کہانا نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کی بات ہے
اور رگ بید اشٹک اول مین لکہا ہے کہ جس کہال سے ہوم کے اعمال ادا ہوتے ہین وہ ضرور
گائے کی کہال چاہئے مگر اب گائے کے ذبح کرنے سے بڑہکر ہندوں کے نزدیک اور کوئی

گنہ کبیرہ نہین اگرچہ ابھی تک پہاڑی راجے اپنے مقرری دنوں مین بھینسوں کو تلوار سے کاٹتے
ہین اور جوالامکہی اور دوسری کئی جگہوں پر دیویوں کے خوش کرنیکے لئے یہہ کام ہوتے رہتے ہین
مگر کبھی تعصب کے پردوں سے اس طرف خیال نہیں آتا کہ یہہ اُسی ویدک حکم کے آثار باقیہ ہین یجروید
ادہیای چوبیس منتر ۲۴ مین صاف لکہا ہے کہ براہستی کے لئے گائے کی قربانی کیجائے اور رگوید اشتکا
۲ - ادہیا ۲ - سوکت ۷ مین اس گوشت کے کہانیکی صریح اجازت ہے بلکہ رگوید منڈل ۲ سوکت
۱۶ مین بڑی محبت سے لکہا ہے کہ گائے کا گوشت سب سے عمدہ خوراک ہے - پہر رگوید اشتک
چار ادہیا ایک مین تذکرہ کے طور پر بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ تین سو بھینسوں کی سوختنی
قربانی ہوئی اور حال مین جو ایک پنڈت صاحب کے طرف سے ایک کتاب کلکتہ مین چہپی ہے جسکی
کاپیاں جا بجا مشتہر ہوئی ہین وہ نہ صرف جائز بلکہ بڑے زور سے یہہ دعوی کرتے ہین کہ پہلے زمانہ
مین گائے کا گوشت بڑے شوق سے کہایا جاتا تہا اور عمدہ عمدہ چربی دار ٹکڑے برہمنوں کے نذر
ہوتے تھے اور رگوید اشتک اوّل کے ایک شرتی کی شرح میں پروفیسر ولسن صاحب لکھتے
ہین کہ ایک بڑی مستحکم گواہی وید کی اسبات پر ہے کہ وید کے زمانہ مین عام طور پر گائے کا گوشت
کہایا جاتا تہا اور جا بجا ہندوں کے دوکانوں مین بکتا تہا۔

اب انصاف کرنیکی جگہہ ہے کہ جس گائے کے کہانے کے لئے یہہ تاکیدین ہین اب اُسکو حرام
سمجہا جاتا ہے - کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آریوں کو وید کی کچہہ بہی پروا نہین وہ صرف کہانے
کے دانت رکہتے ہین نہ کہانے کے - پہر سوچنا چاہئے کہ وید کی مشرکانہ تعلیم کیسی سارے جہاں مین
مشہور ہو رہی ہے چودہ کروڑ ہندو اُسمین گرفتار رہین - جگناتہ اور گنگا کی طرف کیسی نعرے
مارتے ہوئے ایک خلقت چلی جاتی ہے لیکن دیانند کو اسلامی توحید کا زور وشور دیکہکر اب
فکر پڑی کہ وید ہاتہہ سے جاتا ہے اُس کے لئے کچہہ تدبیر کرنی چاہئے - مگر درحقیقت اُس نے ویدوں
کا کچہہ نہ رہنےدیا بلکہ کئی اور گند اُسکے کہول گیا - انگلنڈ - امریکہ جرمن فرانس مین ویدوں کا
ترجمہ ہزاروں بلکہ لاکہوں کی نظر سے گذرا ہے مگر کسی کی بلا کو بہی خبر نہین کہ وید مین توحید بہی ہے -
اُنہیں انگریزوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا تو قرآنی توحید نے یورپ کے ملکوں مین ہل چل ڈالدی
یہانتک کہ لائیل صاحب اور جون ڈیون پورٹ وغیرہ نامی انگریزوں نے جن کی

کتابین حمایت اسلام وغیرہ چھپ کر ہندوستان بین بہی آگئی ہین قرآنی عظمتوں اور اُسکی پاک توحید پر ایسی شہادتیں دین کہ باوجود بہت سے موانع تعصب کے انہیں کہنا پڑا کہ فرقان مضامین توحید مین اور عیوب سے منزہ ہونے مین ایک بے مثل کتاب ہے جس کے عقائد بالکل عقل کے مطابق اور ایک حکیم کا مذہب ہوسکتا ہے ایسا ہی ایک فاضل انگریز ملنٹ نام جنہوں نے حال مین اسلام کے متعلق ایک کتاب لکہی ہے وہ اس بات کے قایل ہین کہ توحید کو دنیا مین دوبارہ قائم کرنے والے پیغمبر اسلام ہین اُنہوں نے وحدانیت آلہی کو اُس اعلےٰ درجہ پر پہیلایا ہے کہ عرب کے ریگستان مین ابتک توحید کی خوشبو آتی ہے۔

اب نبلانا چاہیئے کہ وید کی توحید کی نسبت کس ثالث نے گواہی دی دونو ترجمے قرآن اور وید کے انگلنڈ اور فرانس وغیرہ مین گئے آخر اُن ثالثوں کی یہی رائے ہوئی کہ قرآن مین توحید اور وید مین شرک بہرا ہوا ہے۔

اب ہم اپنے پہلی تقریر کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ ہندوں کے لئے یہہ نہایت دل توڑنے والا واقعہ اور سخت صدمہ اُٹہانے کی جگہہ ہے کہ وہ حقیقی علامتین ربانی کتاب کی جن کا ہی ہم ذکر کر آئے ہین وید مین پائی نہیں جاتیں۔

(۱) وید مین خدا تعالیٰ کی خوبیاں نہین بلکہ اُس کے نقص اور عیب بیان کئے ہین کہ وہ ایک ذرہ کے پیدا کرنے پر بہی قادر نہیں کیونکہ اصل الاصول وید کا وجوب تناسخ ہے اور مسئلہ دائمی تناسخ کے وجوب کا تبہی قایم رہ سکتا ہے کہ جب ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح غیر مخلوق سمجہا جائے اور نیز یہہ بہی تسلیم کیا جائے کہ جاودانی مکتی پانے کا راہ مسدود ہے سو کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت نہ رکہنا اور ہمیشہ کی مکتی دینے پر بہی قادر نہونا یہہ صریح اُس ذات کا نقص اور عیب ہے

(۲) وید مین روحانی برکتیں اور پاک خاصیتین بہی نہیں کیونکہ آریہ لوگ بلکہ تمام ہندو خود تسلیم کرتے ہین کہ بجز وید کے رشیوں کے دوسروں پر حقیقی عرفان کا دروازہ بند ہے حقیقی عرفان باتفاق جمیع عارفین اُس معرفت تامہ کا نام ہے جو قال کو حال کے آئینہ مین دکہلاوے اور علم الیقین کو حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچاوے یعنی جس گیان کو بچوں کیطرح کتاب مین پڑہا گیا ہو وہ خود اپنے نفس پر وارد ہی ہو جائے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کامل مرید وہ ہے کہ ہو بہو اپنے

* [illegible]

مرشد کا رُوپ بنجاوے اور جو کچھہ اصلی اور تفصیلی طور پر مرشد پر فیض ہوا تھا اسپر ظلی اور اجمالی طور پر دُہی فیض ہو جاوے - غرض تمام نقوش روحانی مین مرشد کا ایک نمونہ ٹھہر جاوے یہی علت غائی کتاب الہی اور رسول کی ہے تا ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاویں لیکن اس عرفان سے وید ہندؤں کو جواب دے رہا ہے - ویدوں کے رُو سے یہہ بات غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص وید کی پیروی کر کے وہ سچا گیان اور عرفان پا سکے جو بقول اُنکے رشیوں کو حاصل ہوا تھا یعنے محض قیل و قال سے ترقی کر کے براہ راست خدا تعالی سے مکالمہ و مخاطبہ نصیب ہو جاوے - حالانکہ وید ہی اس بات کے قایل ہین کہ بجز سچے گیان کے مکتی نہین ہو سکتی - پس اس سے ثابت ہے کہ خود وید کے اقرار سے بجز چار رشیوں کے اور کسی ہندو کو مکتی نصیب ہی نہیں -

غرض ویدوں مین کتاب الہی ہونے کی یہہ علامت پائی نہیں جاتی کہ حقیقی عرفان کا دروازہ نہ صرف چار مجہول الاسم شخص پر بلکہ تمام دنیا پر کہولتے ہوں جسکہ جس مطلب کے لئے کتاب آلہی آیا کرتی ہے وہ مطلب ہی ویدوں سے حاصل نہین ہو سکتا اور گنہ سے پاک ہونا صرف ہزاروں جونوں کی سزا پر موقوف ہے تو وید کس مرض کی دوا ہین -

(۳) ایسا ہی ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالی کے فعل سے ویدوں کے ہدایت کچھہ مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ زمین و آسمان پر نظر ڈالنے سے صریح ہمین نظر آتا ہے کہ خداوند تعالی نہائیت ہی کریم ہے اور سچ بچ جیسا کہ اُسنے فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اُس کی نعمتین شمار سے خارج ہین مگر ویدوں کی یہہ تعلیم ہے کہ ایک ذرہ بطور عطیہ محض کے عطا نہیں ہوا بلکہ جو کچھہ انسانوں کو اِنکے آرام کی چیزین دیگئی ہین وہ اُنہیں کے گذشتہ کرموں کا پہل ہے اور اُن چیزوں کو ظہور مین لانے والی اصل مین اُنہیں کے اعمال ہین گویا زمین آسمان چاند سورج ستارے عناصر نباتات جمادات وغیرہ جنمین انسانی وجود کے لئے فوائد بہرے ہوئے ہین وہ آریوں کے کسی پہلے نیک کرم سے وجود پذیر ہوئے ہین اور اگر آریوں کے اعمال صالحہ نہوتے تو نہ زمین ہوتی نہ آسمان ہوتا نہ چاند نہ سورج نہ ستارے نہ نباتات نہ جمادات غرض کچھہ بہی نہ ہوتا - اب اے ناظرین تبلادین کہ کیا اس سے بیہودہ تر دنیا مین کوئی اور مذہب بہی ہوگا اور نیز ایک

طرف تو یہ لوگ گائے بیل گھوڑے وغیرہ حیوانوں کی نسبت یہہ کہتے ہین کہ کسی سابق بدعملی سے
یہ پیدا ہوئے ہیں اور ایک طرف یہہ بہی کہتے ہین کہ ہمارے نیک عملوں نے اِن گائے بیل وغیرہ
بنایا ہے کیونکہ یہہ ہمارے آرام پانے کی چیزین ہین سو دیکہنا چاہئے کہ اِن کے خیالات مین کس
قدر تناقض ہے ایک بات دوسری بات کو رد کرتی ہے پہر سوچنا چاہئے کہ کیا یہہ بات قرین
قیاس ہے کہ سورج وچاند و زمین وغیرہ انسان کی پیدایش کے بعد اور اُسکے نیک عملوں سے
پیچہے پیدا ہوئے ہین اور کیا یہہ درست ہوسکتا ہے کہ جس قدر یہہ نعمتیں ہین ایک نالائق
انسان اُسی قدر عمل بہی کرتا ہے اور جیسے دام دیتا ہے اُسی قدر وہان سے جنس بہی ملتی ہے
آجکل اگر ایک چوہڑی یا ساہنسی کو بہی یہہ صاف صاف باتیں سمجہائی جائین تو اُس کو سمجہنے
مین ذرہ بہی دقت نہو مگر یہہ لوگ ابتک نہین سمجہتے اور بڑے جہل سے ابہی تک موہنہ پر
یہی بات ہے کہ اور سب کتابین ملمع اور کہوٹیں ہیں اور وید کہرا سونا ہے ۔ سوائے منصفین
ہمنے یہہ وید کا سونا آپ لوگوں کے آگے رکھ دیا ہے اب آپ لوگ خود سوچ لین کہ کہانتک
اِس سونے مین خالصیت بہری ہوئی ہے ۔

(۲) ایسا ہی ہم دیکہتے ہین کہ ہماری کانشنس اور نور قلب جو ہم کو عطا کیا گیا ہے وید کی تعلیمین مطابقت
نہیں رکہتی ہین ہمارا کانشنس ہرگز ان باتوں کو قبول نہیں کرتا کہ جس پر ہماری ساری زندگی
کا سہارا ہے اور جو ہماری ہر ایک تربیت کا سرچشمہ ہے وہ ایسا کمزور ہو کہ نہ تو از خود پیدا
کرسکے نہ کوئی رحمت پہنچا سکے نہ ہمیشہ کے لئے نجات دے سکے نہ توبہ و استغفار سے ہمارا
گناہ معاف کرسکے نہ ہماری کوششوں سے ہمیں حقیقی عرفان تک پہنچا سکے غرض کچھ بہی نہ کرسکے
تو پہر ایسے کا ہونا کیا اور نہ ہونا کیا اگر یہی پرمیشر ہے تو حقیقت عالم بالا معلوم شد ۔ ویدون
کی تعلیم پرستش اِس سے بہی عمدہ تر ہے کسی قوم کو منصف مقرر کرکے دیکہ لو کوئی شخص
اس بات کا قایل نہیں ہوگا کہ وید مشرکانہ تعلیم سے خالی ہین ہمنے ویدوں پر بہت غور
کی اور جہانتک طاقت بشری ہے اُن کے معلوم کرنے کے لئے زور لگایا آخر ہمپر صاف کہل
گیا کہ چارون وید پرانے مخلوق پرستوں کے خیالات کا مجموعہ ہین اور اُس زمانہ کی بناوٹ
ہین کہ جبکہ سچے خدا تک لوگوں کو رسائی نہیں ہوئی تہی پس وہ لوگ جو علم الہیات مین

پست نگاہ رکھتے تھے انہوں نے زمانہ کا الٹ پھیر اور حوادث ارضی وسماوی مین اجرام سماوی وعناصر کا بہت کچھ دخل دیکھکر یہی اپنے دلوں مین سمجھہ لیا کہ اگر کوئی رب العالمین و مدبر عالم ہے تو یہی چیزین ہین انکے سوا اگر کچھ ہے بہی تو وہ دخل در عالم سے معطل و بیکار ہے سو درحقیقت نفی صفات الہی کرنا اور خدا تعالی کو قادرانہ تصرف سے معطل سمجھنا یہی اصل موجب دیوتا پرستی اور تناسخ کا ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالی اپنے مدبرانہ کاموں سے معطل خیال کیا گیا تو حاجت براری کے لئے دیوتے گہڑے گئے اور تقدیری تغیرات اور انقلابات کو گذشتہ عملوں کا نتیجہ ٹہرایا گیا سو اس ایک ہی خیال سے یہہ دونوں خرابیاں پیدا ہوگئیں یعنے آواگون اور دیوتا پرستی آریہ سماج والے جنہوں نے ویدوں کی اصلاح کی اپنے ذمہ سرپرستی لی ہے بڑی جانکاہی سے پردہ پوشی کرنا چاہتے ہین اور خواہ نخواہ کوشش کر رہے ہین کہ ویدون کو مشرکانہ تعلیم سے پاک ٹہرائیں مگر انکے حق مین کیا خوب ہوتا کہ چاروں وید بردۂ زمین سے ایسے نیست و نابود ہو جاتے کہ کوئی مخالف انکی اندرونی آلائش دیکھنے کا موقعہ نہ پاسکتا۔

رہے وید کے علوم و فنون تو اُن کی نسبت توہم کچھہ بیان کر چکے ہین اور کچھہ اور بہی بیان ہوگا بالآخر یہہ بہی ظاہر کرنا قرین مصلحت ہے کہ ہمنے اس آریہ راقم رسالہ کی نسبت قادیان کے ہندوں سے سنا ہے کہ اُس کی زبان پر سرستی چڑہی ہوئی ہے سو اب ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ آیا اُس سرستی کے اُتارنے کے لئے اسی قدر ہماری تحریر کافی ہے یا کسی اور تدارک کی بہی ضرورت ہے۔

ہندؤں کے ویدوں کی کچھہ ماہیت اور اُنکی تعلیم کا کسی قدر نمونہ

پروفیسر ولسن صاحب اپنی ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں لکھتے ہین کہ رگوید کے ایک سو اکیس منترون مین سے جو اول اشٹکا میں ہین سینتیس صرف اگنی کی ہی تعریف میں ہین یا اگنی کے ساتہہ اور دیوتاؤں کی مہما اُن مین درج ہے۔ اور پینتالیس منترون مین اندر کی مہما برن ہے اور منجملہ باقی منترون کے بارہ منتر مروت یعنے ہوا کے دیوتاؤں کی تعریف میں ہین جو کہ اندر کے ہمراہی ہیں اور گیارہ

اسولوں کی تعریف ہین ہین جوکہ سورج کے پوترہین۔ چار منتر صبح کے دیوتا کی تعریف ہین ہین اور چار وسوبدیوا کی تعریف مین جنکو سرہو دیوتا بھی کہتے ہیں اور باقی منتروں مین ادنی دیوتاؤں کی مہابرن ہے اس بیان سے صاف ہویدا ہے کہ اس زمانہ مین عناصر کی پرستش ہوتی ہتی لتہ کلامہ۔

یہہ پروفیسر ولسن صاحب مترجم وید کی رائے ہے جس کو اُنہوں نے اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ مین لکہا ہے۔ اب ہم بطور نمونہ وہ چند شرتیاں رگوید کی اسجگہ تحریر کرتے ہین جنکی صحت کو ہنے نہ صرف ایک کتاب سے بلکہ کئی وسائل سے اور کامل واقف کاروں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہنچالیا ہے پس اب آریوں کے لئے ہرگز یہہ جائز نہیں ہوگا کہ صرف گردن ہلاکر اُن شرتیوں سے انکار کردین بلکہ انکار کی حالت مین اُن پر واجب ہوگا کہ اگر یہہ ترجمہ صحیح نہیں ہے توجس ترجمہ کو وہ صحیح سمجہتے ہین وہ تحت اللفظ مع اپنی شرح کے شائع کرادین تاہم سماج کے فاضل پنڈت جو سنسکرت پستکوں سے بخوبی واقف ہین ثالث کی طرح درمیان مین آکر فیصلہ کردین اور اگر اب بہی آریہ صاحبان چپکے رہے تو پہر اُن پر ڈگری ہے اور وہ شرتیاں یہ ہین

رگوید سنتہا اشٹک اول

پہلا ادہیائی انوک۔ ۱

سکت ۱۔

(۱) مین اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا کردکارکُن اور دیوتاؤں کو نذرین پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔

شرح۔ شارح لکہتا ہے کہ جس لفظ سے ثروت والا ترجمہ کیا گیا ہے وہ لفظ سنسکرت کی اصل عبارت مین رتناد ہاتما ہے جسکے معنے ہین جواہر رکہنے والا گر رتن دولت کو بہی کہتے ہین۔ اس شرتی مین شاعرانہ تناسب کا بیان ہے یعنے آگ کو اول ایک ایسا دیوتا مقرر کیا گیا جس کو سب دیوتاؤں سے پہلے نذرین دینی پڑتی ہین یعنے ہوم کا گہی وغیرہ پہلے پہل

آگ ہی پر ڈالا جاتا ہے سو اِس لحاظ سے وہ پہلا دیوتا ہے جس کی ویدوں مین سب سی پہلے
تعریف ہوتی ہے بلکہ رگوید کی عبارت شروع ہی اگنی کی ہی تعریف سے ہوتی ہے - اور جو
نذرین دوسرے دیوتاؤں کو یہہ اگنی دیوتا پہنچاتا ہے وہ کیا شے ہے ؟ وہ اُن بخارات سے
مراد ہے جو گھی وغیرہ کو آگ پر ڈالنے سے آگ مین سے اُٹھتے ہین اور ہوا مین جا ملتے ہین جو
وایو دیوتا ہے اور پھر اندر دیوتا یعنے کرۂ زمہریر تک اُسکا اثر پہنچتا ہے اور پھر دہرتی دیوتا
پہ اُس کا اثر پڑتا ہے یہ تو اس شرتی کا مضمون ہے اور لفظی صنعت اس مین یہہ ہے کہ آگ
کو جسکا رنگ تاباں و درخشاں ہے رتنا دہاتما یعنے جواہر دار قرار دیدیا ہے کیونکہ آگ کی چمک
کو جواہرات کی چمک سے ایک مناسبت ہے گویا اگنی ایک جوہر دار اور دولت مند دیوتا ہے
جسکے پاس اسقدر جواہر ہین جو دوسرے دیوتاؤں کو نذرین دیتا ہے -

اب مین کہتا ہوں کہ یہہ تناسب شاعرانہ تو سب ہوئے مگر کیا اس شرتی مین پرمیشر کا کہین ذکر
بھی ہے اے آریو کچھ انصاف کرو ایمانا اپنی کانشنس سے ہی پوچھکر دیکھو کہ بجز اس با قرینہ
معنوں کے کوئی اور بھی اسکے معنے بن سکتے ہین ہرگز نہین بن سکتے کیونکہ اگر اگنی سے پرمیشر
مراد ہے تو پھر وہ دوسرے دیوتے کونسے ہیں جن کو پرمیشر نذرین پہنچاتا ہے اور نیز اِس
صورت مین شعر کا بھی ستیاناس ہو جائیگا کیونکہ اس نازک خیال شاعر نے آگ کو باعتبار
چمکتے ہوئے رنگ کے ایک جواہر دار سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ آگ کو جواہر تاباں سے اور شاعر
بھی تشبیہ دیتے آئے ہین شیخ سعدی مرحوم نے بھی ایک شعر مین آتش کو جواہرات سے
تشبیہ دیدی ہے بس اگر ہم اگنی سے مراد آگ نہ لین بلکہ پرمیشور مراد لین تو اس ساری لطافت
کی مٹی پلید ہوگی - لیکن ہم کسی طرح اگنی سے مراد پرمیشور نہیں لے سکتے کیونکہ اس سے آگے آنیوالی
شرتیوں سے اور بھی ویدوں کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے دیکھو اسی اگنی کی دوسری
تعریف اسی اشٹک انوکا سکت (۱) صفحہ ۵ مین یہہ شرتی ہے اے اگنی جو کہ دو
لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اس پاک کٹی ہوئی کشا
پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُنکا بلانے والا ہے اور تیری پرستش
ہوتی ہے - اب آریوں کو سوچنا چاہئے کیا پرمیشور دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوتا ہے

کیا اِس سے کہلا کہلا کوئی نشان بہی ہوگا کہ شاعر نے لکڑیوں کا بہی ذکر کر دیا جو آگ کے بہڑکنے کا موجب ہے۔ پہر اگر اس شرتی پر بہی اعتبار نہو تو ایک اور شرتی ذیل مین لکہی جاتی ہے اُسکو پڑہو اور کچہہ انصاف کرو اور وہ یہہ ہے۔ **اے اگنی نیک کاموں کو ترقی دینے والی جن دیوتاؤں کی ہم پوجا کرتے ہین اُن کو مع اُن کی استریون کے شریک کر لے روشن زبان والی اُنھیں سوم کا رس پینے کو دے** دیکہو اشتک اوّل انوکا ۳ سکت ۳۔

دیکہو اس جگہہ بہی شاعر نے باعتبار چمک کے اگنی کو روشن زبان کہا اور اس کا کام یہہ بتلایا کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اور نیز انکی عورتوں کو سوم کا رس پلاتی ہے پس آگ کو اُسکی بخار انگیزی کی وجہ سے دیوتاؤں کا ساقی خیال کیا گیا اب سوچو کیا یہہ پرمیشور ہونے کے لچہن ہین پہر اگر یہہ شرتی بہی دل کا دہڑکا دور نہ کرسکے تو لیجیے ایک اور شرتی آپکی نذر ہے۔

اے اگنی دیوتا اپنی چالاک اور طاقتور گہوڑیاں جن کو نام روہت نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُن کے وسیلہ یہاں دیوتاؤں کو لا۔ دیکہو وہی اشتک انوکا ۳ سکت ۳۔

اس شرتی مین شاعر نے آگ کے تیز شعلوں کو گہوڑیوں کی شکل پر تصور کر لیا ہے اور آگ کی صورت مجموعی کو جو افروختہ ہو رہی ہے ایک رتہ قرار دے لیا ہے اور مدعا اُس کا یہہ ہے کہ اِس آگ سے بخار اُٹہیں گے اور ہوا وغیرہ مین پہنچین گے جیساکہ وہ ایک دوسری شرتی مین لکہتا ہے جس کا یہی انوکا اور یہی سکت ہے۔ اے اگنی تو اندر وایو برہسپتی مترا پشان بہاگا اوتیاون اور مروت کے گروہ کو نذر پیش کر۔ اندر کہ زہر برکا نام وایو ہوا کا نام اور باقی چاروں برسات کے مہینوں کے نام ہین اور مروت مہینہ کی ہوائیں ہین شاعر نے ان سب کو دیوتا مقرر کر دیا ہے اُس کا مطلب یہہ ہے کہ اوّل حرارت سے ہی بخارات اُٹہتے ہین تو گویا اگنی بخارات کو اُٹہا کر پہر اُنہیں اندر وغیرہ کو وہ نذر پیش کرتی ہے تمام وید مین یہی جہگڑا بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ پہلے پہل بخارات ہوا مین ملکر اندر کے پیٹ مین پہٹتے ہین جیساکہ اسی اشتک انوکا ۳ سکت ایک مین لکہا ہے۔ **اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے**

پہنچنے کے باعث سمندر کی مانند پہولتا ہے اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ
تر رہتا ہے - انہیں کہانون سے اندر کا پیٹ بہرتا ہے اور قوّت
حاصل ہوتی ہے ۔ اے خوبصورت زنخداں والے اندران تعریفون
سے خوش ہو - اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اندر کا ساتی اگنی ہی ہے اب ان تمام وجوہات سے
ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اگنی سے مراد آگ ہی ہے اور لفظ اگنی کے عام اور لغوی معنے آتش کے
ہین تمام مسلسل بیان رگوید کا اسی پر شہادت دے رہا ہے اور وید کے پہلے بہاشیکارون نے بہی یہی
معنے لکہے ہین اور تناسبات شاعرانہ منترون کے بہی اسی کو چاہتے ہین اور جن صفتون سے اگنی کو
منسوب کیا گیا ہے وہ بہی آگ کی ہی صفتیں ہین نہ پرمیشر کی اور یہہ خیال اکثر ہندؤن کا قدیم سے چلا
آیا ہے اور اب بہی ہے اور اسی بنا پر جوالا مکہی کی آگ کروڑون ہندؤن کی نظر مین ایک بڑی
بہاری دیوی ہے چنانچہ ہمنے بہت سے ہندؤن کو کہتے سنا کہ اس کل جگ کے زمانہ مین کسی
چیز مین ست باقی نہیں رہا مگر ایک جوالامکہی مین - اس بات کو کون نہیں جانتا کہ بہت سے
ہندو آگ کو بہی پرمیشر سمجہتے ہین اور ہندؤن مین آتش پرستون کے فرقے جنہین ساگنک
کہتے ہین اسی بنا پر جاری ہوئے ہین - پنڈت دیانند بہی اپنے وید بہاش مین جسکو انہون نے سنہ ۱۸۷۷
مین بنارس کی نیراس کمپنی کے چہاپہ خانہ مین چہپوا کر مشتہر کیا تہا کئی مقام مین قبول کرتے ہین کہ
اگنی سے مراد آگ ہی ہے مگر اسکے دوسرے معنے پرمیشور بہی بتاتے ہین اس لئے پرمیشر کے دو
دو معنے انہیں کرنے پڑے اور بہت ٹکرین مارین مگر اس بات مین کامیاب نہ ہو سکے ان کے لئے
بہتر ہوتا کہ وہ سیدہے سیدہے الفاظ کو ناحق کی تکلیف سے بیاکرن کے ایک بے ضابطہ
شکنجہ پر نہ چڑہاتے اور نہ اپنی طرف سے ایک بے سند لغات تراشی کرتے بلکہ ہمہ اوست
ہونے کا دعوی کرکے ویدانتیون کی طرح آگ اور ہوا اور پانی اور خاک وغیرہ کو خدا کہدیتے
اس صورت مین شاید ویدون کی کچہہ پردہ پوشی ہو سکتی بہرحال ہم آریون کے لائق ممبرون سے
خواستگار ہین کہ وہ ان منترون کے اپنے طور پر تاویل کرکے ہمارے بیان کے مقابل شایع
کرین اور پہر کسی ثالث کو دکہلادین اور دیانندی دہوکون پر مغرور نہ رہین - اگرچہ انکے اس وہم کا
بڑا مشکل علاج ہے کہ دیانند وید دانی مین بڑا عالم فاضل تہا - مگر تین باتون کے سوچنے سے بعینہ

مشکل اُن کی آسان ہو سکتی ہے ۔

اوّل یہہ کہ جن دوسرے قدیم پنڈتوں سے دیانند نے اختلاف کیا ہے درحقیقت کثرت رائے اُنہیں کی جانب ہے وہی ہین جو صدہا بلکہ ہزارہا برسوں سے ویدوں کے دیوتا پرستی کو شایع کرتے آئے ہین۔

دوم یہہ کہ عملی طور پر جس چیز نے نہایت متشرع اور پرہیزگار ہندوؤں مین رواج پایا ہے وہ مخلوق پرستی کے عقائد ہین جو ایسے لیسے مقامات مین جو متبرک اور چشمۂ ہدایت خیال کئے جاتے ہین ایسے وقتوں سے استحکام پذیر ہین جن کا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مثلاً **شہر بنارس** جو ہندوؤں کا ایک دار العلم سمجھا گیا ہے جس مین برہمن اور پنڈت ہر ملک سے آکر دس دس باراں باراں سال تک زیر تعلیم رہتے ہین یہہ شہر شرک سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ شائد کوئی دوسری اسکی نظیر نہ ہو اس شہر مین پنڈتوں کے لئے بے شمار دیوتاؤں کے بے شمار مندر ہین جن مین سے بعض کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نہائت ہی پُرانے اور رشیوں کے وقت کے ہین ۔ یہہ شہر گنگا کے مشرقی کنارہ پر طولاً ڈھائی میل اور عموماً ایک میل تک عرض مین آباد ہے شائد اس نظر سے کہ گنگا بھی ایک بڑی **دیوی** ہے اُسکے کنارہ پر یہہ آباد کیا گیا ہے اگرچہ ظاہری خوبی اس شہر مین کچھہ ایسی نہیں مگر پھر بھی یہہ خوبی سمجھی گئی ہے کہ مخلوق پرستی اس پر ختم ہے اکثر ہندو **بوڑھے** ہو کر اس شہر کیطرف ہجرت کر جاتے ہین کیونکہ اُنکے خیال مین اسمین مرنا سُرگ مین پہنچا دیتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ وہی شہر ہے جس مین ہزاروں پنڈت ابتدا سے ہوتے چلے آئے ہین اور اب بھی ہین **گویا** یہہ شہر ایک **وید مجسّم** ہے لیکن ہر کوچہ و گلی مین اُس **میل کچیل** کی طرح جو اس شہر کی گلیوں مین پائی جاتی ہے جابجا دیویوں اور دیوتاؤں کی مورتیں پرستش کے لئے نصب کی ہوئی نظر آتی ہین پس جب ویدنے اسی شہر پر جو آریہ علماء کا ایک معدن شمار کیا جاتا ہے یہہ اثر ڈالا نہ آج سے بلکہ ہزارہا سال سے تو اور اور جگہوں پر وہ کونسا نیک اثر ڈالیگا ۔

سوم یہہ اگر ویدوں کا تحت اللفظ ترجمہ کر کے (خواہ بڑے بڑے **متعصب** آریہ اپنے ہاتھہ سے کرین) کسی اور ملک مین بھیجا جائے مثلاً انگلستان مین یا امریکہ مین یا روس مین تو کوئی شخص اُن منتروں مین توحید نہیں سمجھہ سکتا چنانچہ اس کا تجربہ بھی ہو چکا - اب **اگر فرض** کے طور پر تسلیم بھی کرلین کہ ویدوں مین گو بظاہر مشرکانہ تعلیم ہے مگر درپردہ اُسکے اندر توحید چھپی ہوئی ہے

تو ایسی چیستوں اور پہیلیوں سے خلق اللہ کو کیا فائدہ ہوگا اور پنڈتوں کے ہزاروں
طرح کے موجودہ شرکوں پر کونسا نیک اثر پڑیگا کیا ایسا کمزور اور ناتواں بیان اُس سخت طوفان کو
فرو کر سکتا ہے جو خود ہندؤں کے بڑے بڑے اچاریج اِس کا موجب ہو رہے ہین اور بڑے
زور سے ادعا کرتے ہین کہ وہی مسایل صحیح ہین جو ہمنے سمجھے ہین اور وُہی وید کے موافق ہین ۔ اگر
کوئی پاک خیال پنڈت ہو نرا بنارسی ٹھگ نہ ہو تو وہ شہادت دیسکتا ہے کہ اب وید
آپ اصلاح پانے کے لائق ہین نہ یہہ کہ حالت موجودہ کی اصلاح کر سکتے ہیں
چہارم عقل خداداد کو دخل دینے سے وقت معلوم ہوگا کہ جن قرائن اور علامات اور صریح بیان
سے ویدوں مین تعلیم مخلوق پرستی کی ثابت ہوتی ہے وہ سب دلائل قطعی اور یقینی ہین چنانچہ
جابجا ہر یک منتر مین پنڈت دیانند نے بھی اپنے وید بہاش مین مان لیا ہے کہ حقیقت مین اگنی سے مراد
آگ اور وایو سے مراد ہوا ہے مگر اسکے دوسرے معنے بھی ہیں چنانچہ رگوید اشٹک اول کے دوسرے
سکت کی پہلی تین منتر مین جو وایو کے مہابرنن میں ہین اُن مین بھی پنڈت دیانند نے اپنی وید بہاش
مین قبول کر لیا ہے کہ اگنی اور وایو حقیقت مین آگ اور ہوا کے نام ہین مگر یہہ پرمیشور کے نام
بھی ہین اب دیکھنا چاہئیے کہ جن باتوں کا تمام دوسرے پنڈت دعوی کرتے ہین اُن کو آپ بھی اقرار
ہے ۔ لیکن جو نیا خیال اُنہوں نے ظاہر کیا ہے دوسرے پنڈت اُس سے سراسر منکر ہین اور دیانند
نے کوئی ایسے وجوہات بھی پیش نہیں کئے جو ایک ذرہ اطمینان کے لائق ہوں ہمنے اُسکے وید بہاش
کو غور سے سُنا ہے اور اُن فاضل برہمنوں کی تحریرین بھی دیکھی ہین جو دیانندی خیالات کے
استیصال کے لئے متوجہ ہین ہم بخدا سچ سچ کہتے ہین کہ اُسکے ہر یک فقرہ سے ہم کو ایک
تحکم کی بدبو آتی ہے جو ایک موٹی سمجھ اور نالیاقتی سے ملا ہوا اور ایک دہقانی اور گنواری تقریر
مین بیان کیا گیا ہے اور مین اُن خوش عقیدوں کو جنہوں نے اپنی فطرتی عقل کو بیکار چھوڑ کر اپنا دہرم
اور ایمان دیانند کے حوالے کر دیا ہے اس روحانی موت مین اُن لوگوں کی موت سے مشابہ پاتا
ہوں جو اپنی سادہ لوحی سے اپنے تئیں جگن ناتھ† کی رتھہ کے پہیوں کے نیچے ڈال دیتے
ہین جو اُن کو بالکل کچل دیتے ہین مگر اُن کا تو جسم کچلا جاتا ہے مگر دیانندی وجود کی رتھہ نے ہندوؤں
کی سمجھ اور عقل کو کچلا ہے ۔ اور جیسے کسبیاں جگن ناتھ کی مورت کے سامنے ناچتے ہوئے بیحیائی

نوٹ † ملک بنگالہ مین جگن ناتھ ایک شہر ہے اور وہان ایک مشہور مندر ہے جسمین جگن ناتھ

سے حرکتیں کرتی ہین اور مختلف اوضاع کے ساتھ جو سراسر بے شرمی اور بے غیرتی سے صادر ہوتی ہین اُس بیجان اور بے زبان مورت کو خوش کرنا چاہتی ہین ایسا ہی آریوں کے چھٹے ہوئے اوباش خدائیتعالی کے پاک نبیوں کو گالیاں دیکر دیانند کی روح کو اپنی دانست مین خوش کر رہے ہین اگرچہ انہین معلوم نہیں کہ وہ کہاں پڑا ہے اور کس حالت مین ہے جس قدر آریوں نے ہمین گندی گالیاں نکالین اور بیدرد دشنام خط لکھے اور **قتل** کردینے کی ہمین دہمکیاں دین اس کا تو ہمین افسوس نہیں کیونکہ ہم جانتے ہین کہ اُن کا مادہ ہی ایسا ہے لیکن خدائیتعالی کے پاک نبیوں کو گالیاں دینا اور دل دکھانے والی توہین کرنا یہہ طریقہ اُنہوں نے اچھا نہیں پکڑا ہے ہمارے پاس جس قدر اُن لوگوں کے گمنام خط موجود ہین - اور جو کچھہ لیکہرام پشاوری کی دستخطی تحریرین ایک پہنچی ہین جن کو ہمنے بحفاظت لکھا ہوا ہی اس سے ایک عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہی کہ دیانندی مذہب نے انکے دلوں پر کس قسم کا اثر کیا ہے -

اب ہم اپنے پہلے مطلب کی طرف رجوع کر کے بدعوی کہتے ہین کہ ہندوؤں کے وید ہرگز شرک سے خالی نہیں ہین اور جس قدر ہمنے بطور نمونہ ویدوں کے منتر لکھے ہین اسی قدر سے ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ ویدوں مین بجائے توحید کے کیا بہرا ہوا ہے لیکن افسوس کہ پہر بھی کجفہمی اور بدفہم آریہ دیانندی پیچ سے نکلنا نہیں چاہتے اور عقل اور انصاف دونوں کو چھوڑ کر سراسر تحکم کی راہ سے یہہ دعوی کرتے ہین کہ ضرور دیانند کی رائے صائب ہے، اس دعوی ہین چاروں طرف سے سخت نداستین بھی اُنہیں اُٹھانی پڑتی ہین مگر کچھہ ایسے حیا شرم سے دور جا پڑے ہین کہ کچھہ بھی اُن ندامتوں سے دردمند نہیں ہوتے ہمین یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک آریہ نے ہمارے روبرو ذکر کیا ہے کہ سوامی جی دیانند نے اپنے وید بہاش مین ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ اگنی وایو وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں ہمنے کہا کہ تمہارے سوامی جی تو خود قبول کرتے ہین کہ اگنی وایو سے مراد اُن منتروں مین آگ اور ہوا ہی ہے دیکھو اُن کا وید بہاش متعلق

حاشیہ: کی مورت نصب کی ہوئی ہے - مذہبی میلوں کی تقریب پر یہہ مورت ایک رتہہ میں رکھی جاتی ہے جو شاید پندرہ سولہ پہیوں کا ہوتا ہے اور پہر اُس مورت کو نہایت مکلف پوشاک پہنا کر ایک مندر سے دوسرے مندر کو لیجاتے ہین بڑے بڑے پنڈت اور سادہو اُن میلوں مین جمع ہوتے ہیں جنکے لئے بقول ڈاکٹر برنی کہ اور صدہا زانیہ عورتوں نے اپنا وجود وقف کیا ہوتا ہے بااینہمہ وہ سب پنڈت اور سادہو خوش اعتقاد ایسے ہین کہ اُس رتہہ کے پہیوں کے نیچے مرنے کو نجات سمجھتے ہین اور جو شخص اپنے تئیں رتہہ کے پہیوں کے نیچے ڈالے اور اُن سے کچل جا کر اپنی جان گنوائے ایسے شخص کو ہندوؤں مین نہایت ہی مہاتما اور مقدس سمجھا جاتا ہے - منہ -

اشٹک اوّل رگوید سکت ۱۲۱ں کھینچ تان کر اگنی اور وایو وغیرہ کا نام پرمیشور بھی رکھتے ہیں مگر اسپر
اُنکے پاس کوئی دلیل نہیں اور جو ہمارے پاس دلائل اس بات کے ہیں کہ صرف اگنی وایو وغیرہ سے
مراد آگ اور ہوا وغیرہ عناصر یا اجرام ساوی ہیں اُن کو نہ سوامی اور نہ ان کا کوئی حامی توڑ سکتا
ہے۔ تب اُس آریہ نے پوچھا کہ بھلا آپ بتلائیں کہ وہ دلائل کونسے ہیں چنانچہ وہی قطعی اور یقینی جواب
جو رگوید کی شرتیوں کی تشریح میں ابھی ہم لکھ چکے ہیں وہ سب اُس ہندو کو سنائے گئے۔ تب کچھ
چپ رہ کر اور سوچ سوچ کر بولا۔ کیا سوامی جی نے اِس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس پر وید بھاش ان
منتروں کا پیش کیا گیا کہ اگر کچھ جواب لکھا ہے تو تم ہی سنا دو پھر کیا تھا ایسا چپ ہوا کہ بے شرمی کے
سارے چیلے دبے ہیں ہے۔ اتفاقاً اُردو رگوید کے کھولنے سے اس منتر پر جو اشٹک اوّل انوکا ۱۔
سکت ۲ میں ہی نظر جا پڑی اے **عقیل منترا ودرونا** (یہہ دونوں سورج کے نام ہیں)
ہمارے یگ کو کامیاب کرو تم بہت آدمیوں کے فائدہ کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ بہتوں
کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ تب اِس آریہ کو یہہ شرتی ہی دکھلائی گئی کہ دیکھو اس میں سورج کا مخلوق ہونا قبول
کر کے پھر اُس سے دعا بھی مانگ لی ہے بلکہ اُسپر آسرا بھی کیا ہے پس اس شرتی کا دکھلانا اُس آریہ
کے حق میں ایسا ہوا کہ **جیسے کوئی مرے ہوئے سانپ کو ایک اور سونٹا**
مار دیتا ہے۔ یہہ تمام ذلتیں آریوں کو پہنچتی ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اِن رسوائیوں کی کچھ بھی
پروا نہیں کرتے اور نہ تو اپنے خیالات کی تائید میں اور نہ معقول دلائل کی ردّ میں جو تقریری یا تحریری
طور پر اُن کو دکھلائے جاتے ہیں کسی قسم کا ثبوت عقلی یا نقلی دے سکتے ہیں ہاں گالیاں اور دشنام دہی
کا گند اُنکے دلوں میں بھرا ہے پس جو کچھ اُن کی تھیلی میں ہے وُہی ہر ایک "مسائل کو پُن
دان کی طرح دیتے ہیں اور ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ سچ ہے معقول بات کا معقول جواب دینا
اُن لوگوں کا کام نہیں جن کا **پرمیشر ہی تمام روحوں اور ذرہ ذرہ عالم پر**
محض تحکم کے رو سے قبضہ رکھتا ہے نہ کسی معقول استحقاق سے
جو دلیل کے ساتھ قابل تسلیم ہو۔
ہمارا خیال ہے کہ جسقدر علم کا زور اور بیان کی طاقت اور معلومات کی وسعت قدیم زمانہ
کے آریوں میں پائی جاتی ہے اور جس دانشمندی سے اُنہوں نے ویدانت کے مسائل کو نکالکر

ویدوں کی مشرکانہ تعلیم پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ہمہ اوست کی چادر کو پھیلا کر اگنی وایو اندر سورج چاند وغیرہ کو ایک سہل طریق سے اُس چادر کے نیچے لے لیا ہے یہ طریق تکلفات سے خالی اور بہت کچھ ویدوں کی حمایت کرنے والا ہے کیونکہ با مذاق آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ہے جو سب تعینات میں کام کر رہی ہے لیکن اور بھی زیادہ تر غور کرنے سے ثابت ہوگا کہ موجودہ ویدوں کی تعلیم ہمہ اوست کے مسائل سے بھی تطبیق نہیں کھا سکتی۔ کیونکہ بعض مواقع میں خالق کے ایک الگ وجود کو بھی مان لیا ہے اور ٹھیک ٹھیک مخلوق پرستوں کی طرح آتش و آب وغیرہ کو الگ الگ دیوتا قائم کر کے اُس سے مرادیں مانگی ہیں اور دیوتاؤں کی بہت سی تعریف کی ہے کوئی چھوٹا کوئی بڑا کوئی بوڑھا کوئی جوان اور ہر جگہ مخلوق کے خواص کھلے کھلے بیان کر دیئے ہیں اور پاک دلوں کو نفرت دلانیوالی تعریفیں اُن دیوتاؤں کی کی ہیں اور صاف صاف اپنے بیان کو اُس حد تک پہنچا دیا ہے جس سے بہ بداہت سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ بیان کنندہ اپنا مذہب مخلوق پرستی رکھتا ہے نہ اور کچھ۔

اور سب سے بڑھ کر خرابی یہ ہے کہ کئی مقامات میں وید تناسخ یعنے اواگون کا قائل ہے چنانچہ رگوید کے پہلے ہی اشٹک میں کتنے منتر ایسے ہیں کہ ایک صاف بیان سے اواگون کے مسئلہ کی تعلیم کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اواگون کے ماننے سے ویدانت کا مسئلہ قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ ویدانت والے ہر یک روح کو مخلوق سمجھتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ پرمیشر نے اپنے اختیار سے انسانی روح کو کسی حد تک طاقتیں بخشی ہیں اور آپ ہی ہر مخلوق کی حد بندی کی ہے۔ سو یہ بیان اواگون کے مسئلہ کو باطل کرنے والا ہے کیونکہ مسئلہ تناسخ کے رو سے ہر یک مرد اور عورت اور انسان اور حیوان کی حد بندی اعمال سابقہ کی وجہ سے ہے اور سلسلہ اعمال سابقہ کا تبھی قائم اور محفوظ رہ سکتا ہے کہ جب ارواح کو غیر مخلوق قرار دیں ورنہ نہیں جیسا کہ ہر یک عقل سلیم سمجھ سکتی ہے سو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ویدوں کے رو سے تمام ارواح اور ذرہ ذرہ عالم کا غیر مخلوق ہی ہے اور جب ہر یک چیز ویدوں کے رو سے غیر مخلوق ہوئی تو وہی آفتیں وہی قباحتیں وہی خرابیاں پیش آئینگی جن کا کسی قدر ہم ذکر کر چکے ہیں اور جیسا کہ ہمنے اپنے رسالہ سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے پھر ہم تنبیہاً لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی سچی توحید ہرگز تناسخ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی

جب تک آریہ لوگ تناسخ سے دست بردار نہ ہولین تب تک خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال پر ہرگز اُنہیں نظر نہین پڑے گی

منوجی کا مقدّس پستک جسکو ایک طرف ہم ویدون کا بہاش کہہ سکتے ہین اور دوسری طرف آریون کے سوشیل لائف کی تواریخ متصور ہو سکتا ہے جس پر پنڈت دیانند نے بہی بہت کچھ مدار رکھا ہے اور آریہ سماج کی عمارت کا ایک ستون قرار دیدیا ہے اُسمین علاوہ علم عقائد کے حق العباد کی مسائل بہی وید کے رو سے ایسے عجیب عجیب بیان ہوئے ہین کہ بس پڑہنے والا دریائے حیرت مین ڈوب جاتا ہے اور بے اختیار کہنا پڑتا ہو کہ ویدون کو علاوہ کمالات توحید کے حق العباد بیان کرنے کا بہی خوب منصفانہ طریق یاد ہے۔

چنانچہ منوجی ویدون کے رو سے فرماتے ہین کہ اگر رزیل کی دختر سے کوئی شریف برہمن وغیرہ زنا کر بیٹھے تو کوئی دوش کی بات نہیں کسی قسم کا مواخذہ نہیں لیکن اگر کمینی ذات کا کسی شریف زادی سے ایسی حرکت کرے تو جان سے مار دیا جائے یا وہ خون بہا ادا کرے جو لڑکی کی والدین مقرر کرین دیکھو منوسنتہا ادہیاء ۸ شلوک ۳۶۵۔ پہر شلوک ۳۸۰ مین لکہا ہے کہ برہمن خواہ کتنے ہی بڑے جرم کا مرتکب ہو ہرگز قتل نہونا چاہیئے برہمن کے قتل کے برابر کوئی گناہ نہین۔ برہمن نیچ ذات کی لڑکی کو اپنی زوجیت مین لا سکتا ہے اور اگر کسی نیچ ذات کے پاس سونا چاندی یا خوب صورت ہو تو برہمن اُنہین اپنے تصرف مین لا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی نیچ ایسا فعل کرے تو جلتے ہوئے لوہے کی چادر پر جلا کر مارا جائے۔

ایسا ہی اگر برہمن کسی شودر کو وید پڑہتا ہوا سن پائے تو اُسکے کانون مین پگہلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم ڈالی جائے اگر وہ اُسکی عبارت کو پڑہے تو اُسکی زبان کاٹ ڈالنی چاہیئے اگر وہ اُسکو حفظ کرے تو اُسکی سزا یہ ہے کہ اُس کا جسم چاک کرکے اُس کا دل نکالا جائے برہمن سب کا سرتاج ہے اگر کسی برہمن کا سرمایہ ویدون کی تعلیم حاصل کرنے کے اندر ختم ہو جائے تو اُس کو اختیار ہے کہ اپنی حاجت کی چیزین کسی ویش یا شودر کے گھر سے خود چرالے یا چوری کروالے بادشاہ کو ایسے مظلوم کی فریاد کو نہ پہنچنا چاہیئے۔ شودر کی مکتی اسی مین ہے کہ برہمن کی خدمت کیا کرے اور سب کام بے فائدہ ہین نیچ ذات کو روپیہ جمع کرنے کی اجازت نہیں مبادا وہ مالدار ہو کر اونچی ذات

کے لوگوں پر ظلم کرے (دیکھو منو سنتا ادھیا ۹ شلوک ۲۲)
اب اگر کسی آریہ کو خیال ہو کہ منوجی نے ویدوں کے برخلاف لکھا ہے تو اول تو ایسا خیال خلاف قیاس ہے جس سے منوجی پر نہ صرف یہہ الزام آتا ہے کہ انہوں نے دروغ گوئی کی بلکہ یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ویدوں کے نہائت سخت دشمن اور اپنی ذات میں بری اور شرک کی طرف مائل تھے پھر ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ منوجی کی تکذیب کچھ آسان بات نہیں بلکہ اُس صورت میں ہو سکتی ہے کہ جب بہت سے بھاشی کار پہلے زمانہ کی گواہی دیں کہ ویدوں کا ان مضامین سے درحقیقت دامن پاک ہے اور یہہ سب منوجی کے نفس امارہ کی بناوٹ ہے مگر ایسی گواہی تب لائق پذیرائی ہو سکتی ہے کہ برخلاف ان تمام مضامین کے ویدوں کی شُرتیاں پیش کی جائیں جو صاف صاف ان باتوں کا رد کرتے ہوں۔ **مگر کیا کسی آریہ کو جرات ہے کہ ایسا کام کر دکھاوے** پس جب تک ایسی مجبوری گواہی اور ایسے منتر ویدوں کے پیش نہ ہوں تب تک منوجی پر فرد قرار داد جرم قائم نہیں ہو سکتے بلکہ یہی سمجھا جائیگا کہ یہ سب ویدہی کی کرتوت ہے۔

لیکھرام پشاوری کے علم اور عقل کا نمونہ

یہہ وہی لیکھرام آریہ ہے جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت حضرت مسیح کی نسبت بہتان لگانا گندی گالیاں دینا
گندے اشتہار چھپوانا اپنی اصل توہین کو اعتراض کی صورت میں
پیش کرنا اپنا دستور مقرر کر رکھا ہے

ہماری کتاب **براہین احمدیہ** کے رد میں اسی ہندو نے جس کا نام عنوان میں درج ہے چند اوراق چھپوائے ہیں اور جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے بہت کچھ افترا اور بیجا توہین اور ایک بیہودہ بیوقوفی کے ساتھ قرآن شریف پر اعتراض کئے ہیں۔ یہہ کتاب جس کا نام تکذیب براہین احمدیہ رکھا ہے اس شخص کی لیاقت علمی و اندازہ عقلی کا ایک آئینہ ہے۔ ہمیں ہرگز امید نہیں کہ کوئی تمیزدار ہندو اس کتاب کو پڑھکر پھر یہہ رائے ظاہر کر سکے کہ اسکے مولف کو عقل اور فہم اور علم دین سے کچھ

حصہ ہے یا تہذیب اور شرافت سے اُس کی فطرت کو کچھ تعلق ہے۔ اس کتاب کی حقیقت سے ہمین بخوبی واقفیت ہے اور ہمین اس وقت اُن ہندوں کی عقل پر نہایت افسوس ہے جنہوں نے ایک ایسے جاہل لایعقل کے بیہ کردہ کاغذات کو قیمتاً خرید نا چاہا ہے۔ ہم عنقریب گند اور افترا اس جہل مجسم کا اپنی مبسوط کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم مین ظاہر کرینگے۔ اور

نہائیت صاف طور پر یہہ دکھلا دینگے کہ آریوں کے لئے ایسے شخص کی رہنمائی اور اُس کی یہہ کتاب قابل شرم ہے یا نہین۔

اگر ہم چاہتے تو رد اِس کتاب کا جو رسالہ کے طور پر ہمارے پاس تیار پڑا ہے اِس کتاب کے شایع ہونے سے پہلے شائع کر دیتے۔ لیکن ہم پہلے آریوں کی عقل کو آزمانا چاہتے ہین کہ وہ اِس ہندو کی کتاب پر کیا کیا رائیں ظاہر کرتے ہین اور کہاں تک اُس کا ساتھہ دیتے ہین کیونکہ اس صورت مین بہتوں کے اندازہ عقل و فہم و انصاف کا امتحان ہو جائے گا جس شخص نے ہماری کسی کتاب کو پڑھا ہوگا وہ اگر چاہے تو شہادت دے سکتا ہے کہ ہماری تحریرین ملمع اور سرسری ہرگز نہیں ہوا کرتین بلکہ ایک منصف اور عقلمند حاکم کی تحقیقات سے مشابہ ہین جو مقدمہ کی تہ کو پہنچ کر اور ہر ایک تنقیح طلب امر کا پورا پورا تصفیہ کرکے پھر حکم صادر کرتا ہے۔ اب ہم بطور نمونہ پشاوری صاحب کے خیالات مین سے دو ایک باتیں ظاہر کرتے ہین وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲ مین روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ نہ تو روحین ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیزین ہین پھر اُن کی پیدائش کس طرح ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ روحیں انادی ہیں۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کہاں تک اس شخص مین دلیل شناسی کا مادہ ہے اتنا نہین جانتا کہ جو کچھ مین بیان کرتا ہوں وہ تو آریوں کی طرف سے خود ایک دعوٰی ہے کہ اُنکا پرمیشر فقط جوڑنے جاڑنے پر قادر ہے اور جو چیزین ترکیب پذیر یا منقسم ہونے والی نہیں ہین اُن کو پرمیشر پیدا نہین کر سکتا کیونکہ پرمیشر کا کام جوڑنا جاڑنا ہے اِس سے زیادہ اُسے طاقت نہیں مگر اس سے دعوٰی پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ کیوں طاقت نہیں۔ اسی دعوی کو خوش عقیدگی سے لیکھرام نے بجائے دلیل پیش کر دیا ہے۔ اب لیکھرامی لیاقت کے جانچنے کے لئے یہی نمونہ کافی ہے کہ وہ ایسے دعوی کو جو اپنے مفہوم کے اثبات مین خود دلیل کا محتاج ہے دلیل سمجھہ بیٹھا ہے گویا بیان کرنا

کہ روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر یہہ دلیل ہے کہ ہم آریہ لوگ کسی بسیط اور ناقابل تقسیم چیز کو مخلوق نہین
مانتے اے بہولے مانس کیا دلیل اسی بات کا نام ہے کہ جس چیز کو
آپ نمانین وہی نہ مانتا دلیل سمجہا جائے۔ پس جس شخص کو دعوی اور دلیل
مین تفریق کرنے کا مادہ نہین کیا وہ یہہ حق رکہتا ہے کہ آریوں کی طرف سے وکیل نبکر
مناظرہ ومجادلہ کے میدان مین آوے اور کیا ایسے وکیل کا ساختہ پرداختہ سب آریون کو
منظور ومقبول ہوگا ابہی تہوڑا زمانہ گذرا ہے کہ جب دیانند نے یہہ رائے ظاہر کی کہ میرے
پرمیشر کو روحوں کی خبر نہیں کہ کہاں ہین اور کتنے ہین تو اس پر فی الفور منشی جیونداس نے پرچہ
سفیر ہند امرت سر مین چہپوایا کہ دیانند کی ایسی ایسی رائیں ہرگز ہم قبول نہیں کرینگے وہ کچہہ ہمارا
رہبر نہین حالانکہ ظاہر ہے کہ دیانند اس شخص کی طرح نرا کاٹہہ کا پتلا نہ تہا۔ ہان جو کچہہ ویدون پر لکہا
لکہا ہے وہ کچہہ ظاہر کردیتا تہا اور کچہہ تاویلوں کے شکنجہ پر چڑہا کر پوشیدہ کرنا چاہتا تہا جسمین وہ
ناکام رہا۔ پس جبکہ باتمیز آدمیوں نے دیانند کی باتوں کو قبول کرنا نہ چاہا تو پہر بیتمیز رام کی یہہ نئی منطق
کیوں کر قبول کرینگے اور اگر قبول ہی کرلین تو بہرحال امید کیجاتی ہے کہ اس شخص کی یہہ تحریرین جنکی
بنا سراسر جہالت اور تعصب پر ہے آریوں کی اور بہی قلعی کہولین گی بہلا خیال کرنے کا مقام
ہے کہ یہی تو آریوں کی طرف سے دعوی ہے کہ ارواح اور ذرہ ذرہ عالم کا خود بخود ہی کیوں
خود بخود ہے؟ یہی باعث کہ پرمیشر بجز باہم ترکیب دینے اور جوڑنے جاڑنے کے کسی بسیط
چیز کو پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکہتا۔ اب اسی دعوی کو یہہ نالائق شخص بطور دلیل پیش کرتا ہے
نہین جانتا کہ دلیل تو وہ ہوتی ہے کہ جس کے مقدمات ایسے بدیہی الثبوت ہوں کہ جو فریقین
کو ماننی پڑین مگر کیا یہہ امر متخاصمین کا مانا ہوا یا اصول موضوعہ مین سے ہے کہ بسائط کی پیدا
کرنے پر خدا تعالی قادر نہیں بلکہ یہہ تو آریوں کا ہی بے دلیل اعتقاد ہے کہ جو ان کے پرمیشر
کے پرمیشرین کی بکلی بیخکنی کرتا ہے کیونکہ جس حالت مین ان کا قول ہے کہ تمام روحین اور
ذرہ ذرہ عالم کا خود بخود ہی جو قدیم سے خود بخود چلا آتا ہے تو اس صورت مین ضرور یہہ اعتراض
ہوگا کہ ان چیزوں پر اُن کے پرمیشر کا قبضہ کس قسم کا ہے آیا کسی استحقاق کی وجہ
سے یا جبر کے طور پر۔ اگر کوئی استحقاق ہے تو ظاہر ہے کہ وہ خالقیت کا استحقاق

ہوگا لیکن خالقیت کے تو آریہ قایل ہی نہیں تو پھر دوسری بات ماننی پڑی کہ جبر کے طور پر قبضہ ہے یعنی اس بات کا قایل ہونا پڑا کہ پرمیشر اپنی زیادت طاقت کی وجہ سے کم طاقتوں پر غالب آ گیا پھر جس کو مُیں یا خندق مین چاہا ڈال دیا۔ اب ظاہر ہے کہ محض جبر بلا استحقاق وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں مین ظلم کہتے ہین تو اس سے ظاہر ہوا کہ آریوں کے نزدیک پرمیشر سخت ظالم ہے جس نے بغیر ذاتی استحقاق کے خواہ نخواہ کروڑہا برسوں سے تناسخ کی گردش مین اُنہین ڈال رکھا ہے اور گنہ یہی کہ تم میری کیوں اطاعت نہین کرتے۔ بھلا تیری کیوں اطاعت کرین تو ہے کون اور تیرا استحقاق کیا ہے کیا تو نے پیدا کیا یا بغیر گذشتہ کرموں کے اپنی طرف سے کچھ رحم یا کرم کر سکتا ہے یا ہمیشہ کے لئے دنیا کی بلاؤں سے چھوڑا سکتا ہے آخر تو کونسی چیز اپنی گرہ سے دیسکتا ہے تا تیری اطاعت کیجائے۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ بجز اس صورت کے کہ خدا تعالیٰ کو اپنا خالق اور اپنا رب اور اپنا مبدء فیوض مان لیا جائے کوئی اور بھی صورت ہے جس سے اس کا استحقاق مالکیت قائم و ثابت ہوسکے اگر کسی آریہ کے ذہن مین ہے تو پیش کرے۔ تم سوچ کر دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ جو ہمارا خدا کہلاتا ہے اس کی خدائی کی اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ ایک مبدء فیض وجود ہے جسکے ہاتھ سے سب وجودوں کا نمود ہے اِسی سے اُس کا استحقاق معبودیت پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ہم بخوشی دل قبول کرتے ہین کہ اُس کا ہمارے بدن و دل و جان پر قبضہ استحقاقی قبضہ ہے کیوں کہ ہم کچھ بھی نہ تھے اُسی نے ہم کو وجود بخشا۔ پس جس نے عدم سے ہمین موجود کیا وہ کامل استحقاق سے ہمارا مالک ہے۔ اب حاصل کلام یہہ کہ سب ارواح اور ذرّات عالم کو غیر مخلوق اور انادی مان کر اور با این ہمہ خدا تعالیٰ کو رحم کرنے سے بھی خالی سمجھکر ایک ذرہ استحقاق الوہیت اُس کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُس کا روحوں پر قبضہ ایک ناجائز قبضہ ہے کہ بجز جبر اور ظلم کے اور کوئی وجہ اُس قبضہ کی پائی نہیں جاتی اور تطاول ظلم بھی حد سے بڑھا ہوا ہے کیوں کہ جن چیزوں کو اُس نے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا جن پر ایک ذرہ رحم نہیں کر سکتا انکو بے انتہا زمانہ سے بیوجہ بے سبب تناسخ کی گردش اور ہزاروں دُکھوں مین ڈال رکھا ہے ایکدفعہ مکتی دیکر اور اس امتحان گاہ مین پاس کر کے پھر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا پھر ناکردہ گناہ بار بار مکتی خا

سے باہر نکالتا ہے کیا کوئی ایسا دل ہے کہ ایسے سخت طبع پرمیشر سے بیزار نہو۔ ایسی سختی وہ
کیوں کرتا ہے شائد اس کا یہہ سبب ہو کہ کوئی ایسا زمانہ ہی گذرا ہو کہ روحوں نے ہی غالب
آکر اُس پر کوئی سختی کی ہو جس طرح اوّل اوّل راجہ راون راجہ رام چندر پر غالب آگیا تہا اور رام چند
کو اُس سے بہت کچہہ قابل شرم دکھ پہنچا تہا سو اسی طرح ممکن ہے کہ ایسا ہی پرمیشر کو بہی کسی زمانہ
مین روحوں سے بہت دلآزار دکھ پُہنچا ہو سو آج وہ اُنہیں ظالم روحوں سے اپنی کسرین
نکال رہا ہے اور جس طرح رامچندر نے فتحیاب ہو کر لنکا کو جلا دیا تہا یہی ارادہ پرمیشر کا بہی
ہندؤن کے ساتہہ معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز انہیں غارت ہی کرتا جاتا ہے شائد مُردے
جلانے کی بہی یہی اصلیت ہوگی کہ پرمیشر کا قہر اُن کے ظاہر و باطن پر بہڑکا ہوا ہے سو اُس نے
مُردوں مین بہی قہر کا نمونہ رکہنا چاہا۔ اسی وجہ سے ہر یک ہندو بیقین دل سے جانتا ہے
کہ مرنے کے بعد میری خیر نہیں ضرور کسی جون مین پڑوں گا کیونکہ پرمیشر تو غفور و رحیم نہیں
اور ایک گنہ کے بدلے لاکہوں جونوں کی سزا تیار اور گنہ سے تو کوئی فردبشر خالی نہین کیونکہ
ایکدم غافل رہنا بہی گنہ ہے۔

اب اس تقریر سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے کے ساتہہ اُس کا خالق اور رحیم
اور کریم ماننا لازم ملزوم پڑا ہوا ہے پس اس نے عمدہ تر خدا تعالیٰ کی تمام خالقیت پر اور کیا
دلیل ہوگی کہ وہ خدا ہی اُسی حالت مین رہسکتا ہے کہ جب اُسکو تمام عالم کا خالق
مانا جائے ورنہ نہین۔ پہر ایک دوسری دلیل یہہ بہی ہے کہ اگر ہم اُسکو تمام عالم کا خالق نہ
مانین بلکہ جزدی طور پر صرف خود بخود موجود چیزوں کو جوڑنے جاڑنیوالا سمجہہ لین تو اُس کے
وجود پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ جب اصل وجود اشیاء کا جو ہزاروں صنعتوں
سے بہرا ہوا ہے خود بخود ٹہرا تو پہر اس پر کیا دلیل ہے کہ انکے جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشر کی
حاجت ہی۔ یہہ سارا بیان رسالہ سرمہ چشم آریہ مین بہ بسط تمام مندرج ہے۔

دوسری دلیل روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر اس عقلمند نے یہہ لکہی ہے کہ جبکہ
روحوں پر عدم نہین تو حدوث بہی لازم نہین ہوتا لیکن یہہ بہی دعویٰ ہے جسپر
کوئی دلیل نہیں اس قدر تو سچ ہے کہ آریوں کے نزدیک تمام روحین یہانتک کہ

وہ کیڑے جو نجاست مین پڑجاتے ہین جیسے جوئن اور پسّو اور کھٹمل اور دیمک وغیرہ سب لازوال روحین ہین جو کبھی معدوم نہین ہوسکتین۔ لیکن محقق فلاسفرون نے اس کو قبول نہین کیا اور حکیم ارسطاطالیس نے بڑی تحقیق سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قادر مطلق نے صرف انسانی روح کو ایسا بنایا ہے کہ وہ باقی رہے گی دوسری تمام روحین نابود ہوجائین گی بلکہ حکیموں کے نزدیک بعض روحین ایسی ہین جنکا طرفتہ العین مین حدوث و فنا کا وقت گذر جاتا ہے۔ افلاطون نے ایسا خیال کیا تہا کہ سب روحیں انسانی روح کی مانند قابل بقا ہین مگر ارسطو وغیرہ حکیمون پر جو اُس کے بعد تہے یہہ غلطی کہل گئی۔ جیساکہ اب تک یہہ دستور دیکہا جاتا ہے کہ متقدمین کے غلطیوں کی اصلاح کرنیوالے متاخرین ہی ہوتے ہین حکماء جدید یورپ جنہوں نے نظام فیثاغورسی کے مطابق ہیئت کی تصیح کی اور نظام بطلیموسی کی غلطی نکالین اور عجیب عجیب تحقیقاتیں علم طبعی مین کین اُنہون نے بہی افلاطون کو اس خیال مین جہوٹہا سمجہا کہ تمام ارواح ازلی وابدی ہین بلکہ **بیکن** وغیرہ حکما اس بات کے قایل ہین کہ کوئی روح ازلی نہیں اور تمام روحوں مین سے صرف انسانی روح دائمی بقا کے لئے پیدا کیگئی ہے نہ دوسری حیوانات کی روحین۔ غرض افلاطون کی رائے کو جمہور حکمانے رد کردیا اور افلاطون نے اور بہی کئی فاش غلطیاں کی تہیں جیسے **مثل افلاطون** کا مسئلہ جس کی وجہ سے بہت سی تشنیع اور لعنت ملامت اب تک اُس کو ہوتی رہی ہے۔ اور حکماء مین سے ایک گروہ جو دہریہ اور خدا تعالی کا منکر ہے جن کا فرقہ آجکل یورپ مین کثرت سے پہیلتا جاتا ہے وہ انسان کی روح کو بہی بعد مفارقت بدن معدوم خیال کرتے ہین اور آریہ اس بات سے بہی واقف ہین کہ ان کی قوم مین وہ فرقہ جو سب سے بڑہکر ویدوں پر چلنے کا دعوی کرتا ہے اور قریباً تمام ہندو اُسی فرقہ کے پیرو نظر آتے ہین جسکو ویدانتی کہتے ہین۔ اُس فرقہ کا یہی مذہب ہے کہ ہر یک روح پرمیشر سے ہی نکلا اور اُس کے وجود کا ٹکڑہ ہے اور پہر پرمیشر مین ہی گم اور معدوم ہوجاتا ہے جیسے ایک قطرہ دریا مین گرکر[†] اب

[†] نوٹ ہندوں کے اکثر معتبر کتابوں مین پایا جاتا ہے کہ ہریک روح پرمیشر سے نکلی اور پرمیشر مین ہی نابود ہوجاتی ہے جیساکہ ایک جگہ لکہا ہے کہ تمام جیو پرمیشر کے ہی ٹکڑے ہین

اگرچہ آریوں کو بباعث مخالفت اصول تناسخ اور بربادی بنیاد آواگون اور دوسری قباحتوں
کے خیال سے اس ویدانتی مذہب کا تسلیم کرنا مذہب معلوم نہیں ہوتا مگر تاہم وہ خوب جانتے
ہیں کہ ویدانتیوں کے نزدیک روح کاملین کا اپنی تشخص سے معدوم ہو کر پرمیشر کی جز ہوجانا
بہرحال روح کے معدوم ہونیکے وہ بھی قایل ہوئے کیونکہ جو چیز اپنا تشخص چھوڑ دیتی ہے تو پھر
اس کو موجود نہیں کہا جاتا۔ ایسا ہی آریوں میں بعض ناستک مت والے بھی قدیم سے چلے
آئے ہیں جن کے ابتک شاستر بھی موجود ہیں وہ بھی بالاتفاق یہی کہتے ہین کہ موت کے ساتھ
ہی روح معدوم ہوجاتی ہے اور کچھ نام ونشان باقی نہیں رہتا اب اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آریوں کا
یہ اعتقاد کہ **روح من حیث الذات** اسی طرح واجب البقا ہے جس طرح خداتعالےٰ
اور تمام مخلوق کی روح یہانتک کہ وہ بے ثبات کیڑے جو ایک گندے بہل میں پڑ جاتے ہین
سب پرمیشر کیطرح ازلاً وابداً واجب الوجود ہین۔ یہہ ایک محض دعویٰ ہے جس کو آج تک
کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا مسلمان ہرگز ایسا نہیں مانتے کہ روح من حیث الذات واجب
البقا ہے اور نہ کسی حکیم نے بجز ایک شخص مردود القول کے کبھی ایسا خیال کیا ہے اگر ہم لوگ ایسا
مانتے تو ہمین بھی آریوں کیطرح تسلیم کرنا پڑتا کہ تمام کیڑوں مکوڑوں کی روح ابدی ہین اور ہمیشہ
رہنے والی ہین لیکن نہ ہمارا اور نہ جمہوری حکماء کا یہہ مذہب ہے ہان ہم یہہ کہتے ہین کہ بغیر کسی
ذاتی وجوب کے خاص ربانی عطا نے انسانی روح کو تعبد ابدی کی مصلحت سے خلعت دائمی بقا کا
بخشا ہے مگر یہہ تعاحکمی ہے جو خاص انسان کے لئے تجویز کیا گیا اگر وجوب ذاتی کے طور پر ہوتا تو کیڑے
مکوڑوں کی روح نے کیا گناہ کیا تھا جو اس وجوب سے مستثنیٰ رکھے گئے آخر وہ بھی تو روح ہی ہین
جیسے انسان کی روح۔ اب جبکہ اس تقریر سے ثابت وظاہر ہوگیا کہ روح کا بحیثیت روح ہونے
کے خداتعالیٰ کی طرح عموماً وکلیتاً واجب البقا ہونا یہہ صرف آریوں کا دعوی ہے جس سے جمہوری
رائے تمام حکماء متقدمین ومتاخرین کی مخالفت رکھتی ہے۔ **تو اس بے اصل وبے**

حاشیہ: اور انجام کار اسی مین محو ہوجانیوالے ہین دیکھو مہاگوت گیتا ادہیا ۱۳ سے ۵ تک پہر لکھا ہے کہ پرمیشر نے
چاہا کہ ایک سے انیک ہوجاؤں تب اس نے تپسیا کرکے ہر ایک چیز کو بنایا اور آپ جیو بنکر اسمین داخل ہوا وہ آپ
ہی خالق اور آپ ہی مخلوق ہے وہی سچائی اور وہی جیوآتما ہے تیلتریا برہمن صفحہ ۲۰ منہ

ثبوت دعوی کو بطور دلیل کے سمجھ لینا ایسی ہی عقل کا کام ہے جو لیکھرام کی کھوپری مین ہے۔

بالآخر ہم اس شخص کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے دیکھنے والوں کو محض خیرخواہی کے راہ سے مطلع کرتے ہین اور خداوند کریم واحد شاہد ہے کہ ہم سچ اور بالکل سچ کہتے ہین کہ یہ شخص علم دین وغیرہ علوم سے بالکل جاہل اور نہائیت غبی طبع اور نادان محض ہے ہان گالیان دینے اور بہتان لگانے اور گند بولنے مین چوہڑوں اور ساہنسیوں سے ہی بڑھکر ہے پادریوں اور اندرمن اور کنہیالال الکھہ دہاری کے بے اصل اعتراضات جو اسلام پر اور قرآن شریف پر انہوں نے کئے ہین اور اپنی نادانی اور نابینائی کے وجہ سے اُن باتوں کو محل اعتراض ٹھہرا لیا ہے جو عین حکمت اور اسرار حکمت و معرفت سے بھرے ہوئے ہین وُہی اعتراضات جو صدہا مرتبہ ردّ ہو چکے ہیں اُردو رسالوں و اخباروں وغیرہ سے اس نے لے لئے ہیں اگر کوئی صاحب حیا ہو تو ایک ہی جواب پاکر اور اپنی صریح غلطی اور نادانی دیکھہ کر مارے شرم کے مرجائے مگر اس طبیعت کے لوگ مرا ہی نہین کرتے شرم اور حیا سے فراغت جو ہوئی۔ ہم عنقریب آریوں کو دکھلائیں گے کہ ایسے شخص کا پیشرو بن بیٹھنا انکے لئے کلنک کا ٹیکا ہے یا نہیں

گر نباید بگوش رغبت کس ✽ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تمت رسالہ شحنۂ حق بعون قادر مطلق از تصنیفات جناب حافظ کلام ربانی محافظ الہام یزدانی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان دام فیوضہ

تاریخ طبع مصنف

آن صید تیره بخت که بندی بپای اوست	شپپر مثال بغض خوری اختیار کرد
فرعون شد و عناد کلیمی بدل نشاند	یکسر خزان شد و گله‌ها از بهار کرد
چون شحنهٔ حق از پی تعزیر او بخاست	چندان بکوفتش که تنش چون غبار کرد

تاریخ ردّ آن هذیانش چه حاجت است
صیدی رکیک بود که موسی شکار کرد

۱۳۰۴ با الحاق بندی بپای صید

حاشیہ متعلق صفحہ ۳۶

ہمنے جو ایک چٹھی ایک لایق اور طالب حق انگریز کی اس کتاب کے صفحہ ۳۶ میں درج کی ہے اسی انگریز کی ایک دوسری چٹھی آج یکم اپریل ۸۷ء کو امریکہ سے پہنچی ہے جسمیں اسقدر شوق اور اخلاص اور طلب حق کی بو آتی ہے کہ ہمنے اپنے مخالف ہموطنوں کے ملاحظہ کیلئے کہ جو باوجود نزدیک ہونیکے بہت ہی دور ہیں اُس چٹھی کا بجنسہٖ معہ ترجمہ درج کر دینا قرین مصلحت سمجھا اور ساتھ ہی وہ مختصر جواب جو ہمنے لکھا ہے ناظرین کی اطلاع کے لئے تحریر کیا گیا ہے اور وہ چٹھی معہ ترجمہ یہ ہے۔

3021 EASTON AVENUE

ST. LOUIS MISSOURI, U S A.

February 24th, 1887.

BABU MIRZA GULAM AHMED,

Esteemed Sir,

I cannot adequately express to you my gratitude for the letter received from you under date of December 17. I had almost given up all hope of receiving a reply but the contents of the letter and circulars fully repaid me for the delay. I hardly know what to say in reply except that I am still very anxious to gain more of the truth than I have thus far found. After reading your circulars an idea occurred to me which I will present to you for your consideration knowing or rather feeling confident that you, who are so much more spiritual than I so much nearer to God will answer me in a way that will be for the best. Were it possible for me to visit India I would do so only to gladly. But I am so situated that it seems almost

۳۰۲۱ - ایسٹن ایونیو

سینٹ لوئی مسوری یو ایس اے

۲۴ فروری ۱۸۸۷ء

مرزا غلام احمد صاحب

مخدومنا

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۷ دسمبر میرے پاس پہنچی میں اسقدر شکر گذار اور مرہون منت ہوا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ جواب پہنچنے کی میں تمام امیدیں قطع کر چکا تھا لیکن اُس آپ کی چٹھی اور اشتہار نے توقف کا پورا پورا عوض دیدیا بسبب ہیچمدانی اور کم واقفیتی کے میں صرف اسی جواب میں لکھ سکتا ہوں کہ ہمیشہ سے میرا یہی شوق اور یہی آرزو ہے کہ سچی حقیقتوں سے مجھے اور بھی زیادہ خبر ہو آپ کا اشتہار پڑھنے کے بعد میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا جسکو میں بغرض غور و تفکر حضور پیش کرونگا۔ نہ صرف معقولی طور سے بلکہ ایمانی جوش کی تحریک سے یقین کرتا ہوں کہ آپ جو روحانی ترقی

an impossibility. I am married and have three children. For nearly two years I have been living a life of celibacy and shall continue to do so as long as I live. My income is not sufficient to justify me in giving up my business as it requires all that I can make to support my family, therefore, even if I had sufficient means to enable me to make the journey to India I would not be able to furnish support for my family during my absence. Therefore a visit to India being out of the question it occurred to me that I might through your aid assist in spreading the truth here. If, as you are the Muhammadan is the only true religion why could I not act as its Apostle or promulgator in America. My opportunities for doing so seem to me very good if I had some one to lead me aright at first. I have been led to believe that not only Muhammad but also Jesus, Gautam Budha, Zoroaster and many others taught the truth, that we should, however, worship God and not men. If I could know what Muhammad really taught that was superior to the teachings of others, I could then be in a position to defend and promulgate the Muhammadan religion above all others. But the little

ہیں میرے سے بڑہکر اور خدا کے قریب تر ہیں مجہہ کو ایسی
طرح سے جواب دیجئے جو کہ افضل و انسب ہو۔ اگر میرے لئے
ہندوستان میں پہنچنا ممکن ہوتا تو میں نہایت خوشی سے پہنچتا
لیکن میری ایسی حالت ہے کہ پہنچنا محال معلوم ہوتا ہے۔ میری
شادی ہو چکی ہے اور تین بچے ہیں۔ قریب دو سال کے ہوئے
ہیں کہ گوشہ نشینی اختیار کر رکہی ہے اور ایسا ہی بقیۃ العمر کرتا رہونگا
میری آمدنی اسقدر نہیں ہے کہ میں اپنے کام سے بلا قباحت علحدہ
ہو سکوں کیونکہ اس آمدنی سے میں بانتظام تمام اپنے عیال
و اطفال کی پرورش کر سکتا ہوں اسوجہ سے اگر میں ہندوستان
میں پہنچنے کیلئے کافی زاد راہ بہم پہنچا بہی سکوں تاہم یہ غیر ممکن ہے
معلوم ہوتا ہے کہ اپنے عیال کے لئے دوری کیحالت میں
کافی ذخیرہ مہیا کر سکوں اسلئے ہندوستان میں پہنچنا
دور از قیاس دیکہہ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ
میں اسی جگہ (آپ کی اعانت سے) سچائی پہیلانے میں
کچہہ خدمت کر سکتا ہوں۔ اگر جیسے کہ آپ فرماتے ہیں دین
اسلام ہی سچا دین ہے تو پہر کیا وجہ کہ میں امریکہ میں تبلیغ
و اشاعت کا کام نہ کر سکوں بشرطیکہ کوئی مجہہ کو رہبر ملجائے
میں خیال کرتا ہوں کہ مجہہ کو اس طرح کی اشاعت کیلئے معقول
موقعات حاصل ہیں مجہہ کو یقین ہوا ہے کہ نہ صرف محمد صلعم
صاحب نے بلکہ عیسی و گوتم بدہ و زردوسٹ اور بہت سے اور
لوگوں نے سچ کی تعلیم دی اور یہ بتلایا کہ ہم کو نہ انسان کی
بلکہ خدا کی عبادت اور پرستش کرنی لازم ہے اور اگر مجہہ کو

I do know of His teachings is not sufficient for me to do effective work with. The attention of the American people is being quite generally attracted to the oriental religions but Buddhism seems to be foremost in their investigations. The public mind, I think is now more than ever fitted to receive Muhammadanism as well as Buddhism and it may be that through you it is to be introduced in my country. I am convinced that you are very much in earnest. I have no reason to doubt that you are inspired by God to spread the light of truth - therefore I would be happy to know more of your teachings and to hear further from you. God who can read all hearts, knows that I am seeking for the truth—that I am ready and eager to embrace it wherever I can find it. If you can lead me into its blessed light you will find me not only a willing pupil but an anxious one. I have been seeking now for three years and have found a great deal. God has blessed me abundantly and I want to do His work earnestly and faithfully. How to do it is what has moved me—how to do it so that the most good may be accomplished. I pray to Him that the way may be

یہ سمجھہ آجاوے کہ جو محمد صاحب نے تعلیم دی ہے وہ اوروں کی تعلیم سے افضل ہے۔ تب میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ دین محمدی کی دیگر مذاہب سے بڑھکر حمایت اور اشاعت کروں لیکن انکی تعلیمات کا جو مجھہ کو قدرے سے علم ہوا ہے اسیقدر علم سے مین حمایت اور اشاعت کرنے کا اہل نہیں ہوں باشندگان امریکہ کی توجہ عام طور سے مشرقی مذاہب کی طرف کھنچی ہوئی ہے اور حقانیت مذہب بدہ مذہب دیگر تمام مذاہب کی نسبت زیادہ منظور ہے۔ میرے قیاس کی موافق آجکل عام لوگوں کے خیالات ہمیشہ کی نسبت قبولیت دین اسلام و مذہب بدہ کے لئے زیادہ تر لائق و قابل ہو رہے ہیں اور یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے طفیل سے میرا یہ مذہب میرے ملک میں اشاعت پا جاوے میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ شوق و ذوق کے ساتھ مصروف ہیں۔ میں کسی دلیل سے شبہ نہیں کر سکتا کہ آپ کو خدا نے بغرض اشاعت نور حقانیت مشرف بالہام کیا ہے پس یہ میری مسرت حقیقی کا باعث ہوگا کہ میں آپکی تعلیم کی زیادہ قدر دانی کروں اور آپ سے اور تعلیم بھی حاصل کروں خداوند تعالی جو تمام دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے جانتا ہے کہ میں سچ کی تلاش کر رہا ہوں اور جب کبھی ملجائے قبول کرنیکے لئے آمادہ و مشتاق ہوں اگر آپ حقانیت کی مبارک روشنی کیطرف میری رہنمائی کریں تو آپ دیکھیں گے کہ میں سرگرم معتقد ہی نہیں بلکہ ایک گرمجوش طالب ہوں۔ میں تین سال سے اس تلاش میں ہوں اور بہت کچھہ معلوم بھی کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھپر بافراط

اپنی برکتین نازل کین اور میری یہ تمنا ہے کہ آپکے کام کو
بشوق بصدق تمامتر انجام دون ہان یہ کشمکش پیدا ہوئی
ہے کہ کسطرح اس کام کو کرون - کیا کرون اور کسطرح کرون کہ
یہ کام اکمل طور سے پورا کرسکون - اسکی جناب میں یہ دعا ہے
کہ مجھہ کو راہ کی صاف صاف رہنمائی ہو اور گمراہی سے محفوظ رہون
اگر آپ میری مدد کرین تو مین امید کرتا ہون کہ آپ ایسا کرینگے
میں آپ کی چٹھی کو حفاظت سے رکھون گا اور اسکی نہایت تکریم
کرونگا - مین آپ کے اشتہار کو امریکہ کے کسی مشہور اخبار مین
چھپوادونگا اور ایک نسخہ اس اخبار کا آپکے پاس بھی بھیجونگا
جس سے اسکی شہرت بہت وسعت پا جائیگی اور وہ ایسے
لوگون کی نظرون مین گذریگا جو اس طرح کے معاملات مین
شوق اور توجہ ظاہر کرینگے - آیندہ کو کوئی اور حقیقت جو
آپ عام طور سے مشتہر کرنا چاہین گے اور میرے پاس
اسی غرض سے بھیجین گے تو یہ میری کمال خوشی اور سرور
کا باعث ہوگا - اور اگر آپ میری خدمتون کو امریکہ مین
امور حقانی کی اشاعت کے قابل سمجھین تو آپکو ہر وقت
مجھسے ایسی خدمت کرانیکا پورا پورا اختیار ہے بشرطیکہ
مجھکو آپکے خیالات پہنچتے رہیں اور مین انکی حقانیت کا
قایل ہوتا رہون - مجھکو یہ تو بخوبی یقین ہوچکا ہے کہ محمد
صاحب نے سچ پھیلایا اور راہ نجات کی ہدایت کی اور جو شخص
کہ انکی تعلیمات کے پیرو ہین انکو ہمیشہ کے لئے خوش اور
مبارک زندگی حاصل ہوگی -
مگر کیا عیسیٰ مسیح نے بھی سچا اور سیدھا راہ

pointed out clearly to me so that I may not go astray. If you can help me I hope that you will do so. I shall keep your letter and prize it highly. The circulars I will have printed in one of the leading American newspapers so that they will have a widespread circulation and I will send you a copy of the paper. They may reach the eyes of many who will become interested I shall be happy to receive from you at any time matter which you may have for general circulation and if you should see fit to use my services to further the aims of truth in the country they will be freely at your disposal provided, of course, that I am capable of receiving your ideas and that they convince me of their truth. I am already well satisfied that Muhammad taught the truth that he pointed out the way to salvation and that those who follows His teachings will attain to a condition of eternal bliss. But did not Jesus Christ also teach the way? Now suppose I should follow the way pointed out by Jesus, would not my salvation be as perfectly assured as if I followed Islam? I ask with a desire to know the truth and not to dispute or argue. I am seeking the truth—not to defend any theory.

I think I understand you to be a follower of the *esoteric* teachings of Muhammad and not what is known to the masses of the people as Muhammadanism, that you recognize the truths that underlie all religions and not their exoteric features which have been added by men. I too regret very much that I cannot understand your language nor you mine for I feel quite sured that you could tell me many things which I much desire to know. However I am impressed to believe that God will provide a way if I try to deserve His love. Blessed be His holy name and I hope that I may hear from you again and that we may some day meet in spirit even if we cannot meet in the body. May the Peace of God be with you and with those who listen to your words. I pray that all your hopes and plans may be realized. With reverence and esteem I am.

Yours Respectfully,

ALEX R. WEBB,
ST. LOUIS MISSOURI,

3021 Easton Avenue.

نہیں بتلایا؟ اور اگر میں ہدایت عیسیٰ کی متابعت کرون تو پھر کیا نجات کی ایسی یقینی طور سے امید نہیں کیجا سکتی جیسیکہ دین اسلام کی متابعت سے؟ میں سچ معلوم کرنے کی غرض سے سوال کر رہا ہون نہ مباحثہ و جدال کی غرض سے میں حق کی تلاش کر رہا ہون - میں کسی خاص دعوی کے اثبات کے لئے جدل کرنا نہین چاہتا مین خیال کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ آپ محمد صاحب کی فی الحقیقت ہدایات کے پیرو ہیں نہ اُن عقاید کے جو عامہ خلایق دین محمدی سے مراد لیتے ہین اور تمام مذاہب میں جو سچ سچ حقیقتین موجود ہین اُن کو مانتے ہین نہ اُن عقاید کو جو عام لوگ بعد مین اپنی طرف سے زیادہ کرتے رہے مجھے بہی سخت افسوس ہے کہ مین آپ کی زبان سمجھ نہین سکتا ہوں نہ آپ میری زبان سمجھ سکتے ہیں ورنہ مین یقیناً کہتا ہون کہ جو سبق مین آپ سے چاہتا تہا وہ ضرور آپ مجھے سکہاتے تاہم امید قوی رکہتا ہون کہ اگر مین خدا کی محبت کے لائق ہونیکے طلب مین رہونگا تو بیشک وہ کوئی نہ کوئی ایسا طریق نکال دیگا - مبارک ہو اسکا پاک نام اب امیدوار ہون کہ پہر آپ سے کچھ اور حال سُنون اور اگرچہ جسمانی ملاقات حاصل نہو سکے تاہم روحانی ملاقات نصیب ہو

آپ پر اور آپ کے کلمات سننے والون
پر خدا کا فضل ہو دُعا کرتا ہوں کہ تمام
اپکی امیدیں اور تدبیرین پوری ہون
زیادہ آداب و نیاز

اپکا نیازمند
الگزنڈر- آر - ویب
سینٹ لوئی مسوری
۳۰۲۱ - ایسٹن ایونیو
امریکیہ

Reply of the above said letter.

DEAR SIR,

I received your letter, dated 24th of February 1887, which proved itself to be a great delight to my heart and a satisfaction to my anxieties The contents of the letter not only increased my love towards you that led me to the hope of a partial realization of the object which I have in view—for which I have dedicated the whole of my life, *viz*, not to confine the spread of the light of truth to the oriental world but, as far as it lies in my power to further it in Europe, America, &c, where the attention of the people has not been sufficiently attracted towards a proper understanding of

یہ اس خط کی نقل ہے جو بجواب چٹھی مندرجہ بالا لکھا گیا
صاحب من
آپ کی چٹھی جو دل کو خوش اور مطمئن کرنیوالی تھی مجھہ کو
ملی جس کے پڑھنے سے نہ صرف زیادت محبت بلکہ میری
وہ مراد بھی جس کے لئے مین اپنی زندگی کو وقف سمجھتا ہوں
(یعنی یہ کہ مین حق کی تبلیغ انہین مشرقی ممالک مین محدود
نہ رکھون بلکہ جہانتک میری طاقت ہے امریکہ اور یورپ کے
ملکوں مین بھی جنہون نے اسلامی اصول کے سمجھنے کے
لئے ابتک پوری توجہ نہین کی اس پاک اور بے عیب
ہدایت کو پھیلاؤن) کسیقدر حاصل ہوتی نظر آتی ہے سو
مین شکرگذاری سے آپ کی درخواست کو قبول کرتا ہون
اور مجھے اپنے خداوند قادر مطلق پر جو میرے ساتھ ہے

قوی امید ہے کہ وہ آپ کی پوری پوری تسلی کرنے
کے لئے مجھے مدد دیگا۔ مین آپ سے وعدہ کرتا ہون
کہ پانچ ماہ کے عرصہ تک ایک ایسا رسالہ جو قرانی
تعلیموں اور اصولوں کا آئینہ ہو تالیف کر کے اور
پھر عمدہ ترجمہ انگریزی کرا کر اور نیز چھپوا کر آپ کی خدمت
مین بھیجدونگا جسپر قوی امید ہے کہ آپ جیسے
منصف اور زیرک اور پاک خیال کو اتفاق رائے
کے لئے مجبور کریگا اور انشراح صدر اور قوت یقین
اور ترقی معرفت کا موجب ہوگا۔ مگر شاید کم فرصتی
سے یہ موجب پیش آجاوے کہ مین ایک ہی دفعہ ایسا
رسالہ ارسال نہ کر سکوں تو پھر اس صورت مین دو یا تین
دفعہ کر کے بھیجا جائیگا اور پھر اسی رسالہ پر موقوف نہین
بلکہ آپ کی رغبت پانیسے جیسا کہ مین امید رکھتا ہون
اس خدمت کو تا بحیات اپنے ذمہ لے سکتا ہون۔
آپ کے محبانہ کلمات مجھے یہ بشارت دیتے ہین کہ مین
جلد تر خوشخبری سنون کہ آپ کی سعادت فطرتی سے
حقانی ہدایت لینے کیلئے نہ صرف آپ کو بلکہ امریکہ کے
بہت سے نیک دل لوگوں کو دعوت حق کیطرف
کھینچ لیا ہے۔ اب مین زیادہ آپ کو تصدیع دینا
نہین چاہتا اور اپنے اخلاص نامہ کو اس دعا پر ختم کرتا
ہون کہ الہ العالمین جانبین کو آفات
ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے کہ

the teachings of Islam. Therefore I consider it an honour to comply with your request; and have a strong confidence in the Almighty Creater, Who is with me, that he will assist me in giving you a perfect and permanent satisfaction. I give you my word that in the course of about five months I will compile a work containing a short sketch of the teachings of the Alkoran, have it translated into English and printed and then send a copy of it to you I strongly hope that it will bring full and final conviction to a justful, considerate and uncontaminated mind like yours, ennoble your soul, endow you with a firm belief in God and improve your knowledge of Him But perhaps it may be, that the various demands on my time may not allow me to spare a sufficient time for sending the whole work at once, in such a case I will send it to you in two or three batches I will not end the communication of instruction to you by this treatise but will continue satisfying your thirst after the investigation of truth for the rest of my life Your friendly words permit me to entertain the happy idea that I will in a short time have the intelligence that the instinctive moral greatness has direc-

ted not only to you but to many other virtuous men of America to the right way of salvation pointed out by Islam Here I end my letter of earnestness and sincerety. May God you and I be kept secure from all earthly and heavenly misfortunes and have all our hopes and plans realized.

Yours sincerely

MIRZA GULAM AHMAD,

Chief of Qadian,

Gurdaspur district, Punjab

in India.

ان ہماری مرادوں کو انجام تک پہنچاوے
کہ سب طاقت اور قوت اسی کو ہے آمین

آپ کا دلی محب اور خیرخواہ

غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور
ملک پنجاب

۴- اپریل ۱۸۸۷ء

مذہبی کتابیں

موجودہ مطبع ریاض ہند

امرتسر

مفصلہ ذیل کتب بذریعہ منی آرڈر یا وی پی آسکتی ہین مصنفہ حضرت اقدس **مرزا غلام احمد** مسیح الموعود دام اللہ
فیوضہم رئیس اعظم قادیان **آئینہ کمالات اسلام** معہ تبلیغ - اسلام کی زندہ خوبیون اور دائمی برکات کی بحث مین
بینظیر مبسوط کتاب ہی (عہ/)

شہادۃ القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان - اسمین قرآن کریم اور احادیث کی عجیب توفیق و تطبیق سے
اپنے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے (۶۰/) **سرمہ چشم آریہ** اسم بالمسمیٰ لاجواب الہامی کتاب ایک مشہور آریہ
سے مباحثہ جسمین قدم و حدوث مادہ عالم پر لطیف بحث کی ہی اور بالخصوص مسئلہ تناسخ کی بینظیر اور اعجازی تردید -
[illegible] قدرت کی ماہیت - اسلام کی زندہ خوبیون کی بشارت اور جواب لکھنے والیکو پانچسو روپیہ نقد انعام کا وعدہ دیا ہی
پانچسو روپیہ کا انعام کتاب کے مضامین و براہین کے عدیم المثل ہونیکا بینظیر ثبوت ہی (عہ/) **فتح اسلام** - خدا تعالیٰ
کی تجلی خاص کی بشارت اور اُسکے پیروؤں کے راہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت (۴۰/)

توضیح المرام - اپنے ادعا مسیح الموعود پر لطیف بحث - نزول ملائکہ کی حقیقی اور واقعی کیفیت بعض سورہ ہائی
قرآنی کی حیرت انگیز اعجازی تفسیر - (۴۰/) **برکات الدعا** - سر سید احمد خان کے رسالہ استجابت دعا کا
جواب جواب اور اصول تفسیر پر ریویو (۲۰/) **تحفہ بغداد** - نہایت دل کش [illegible] ایک عجیب مکتوب
[illegible] رادی عالم کے جواب مین (۲۰/) **جنگ مقدس** دنیا مین اپنی قسم کا پہلا مباحثہ جسمین اس روحانی جنگ کے
[illegible] برونے فوق العادت پیرایہ مین قرآنی دلایل قاطع سے الوہیت ابنیت مسیح کا استیصال کیا ہے عیسائیوں کے طریقہ نجات کا
[illegible] ال خرق عادت طور پر کرکے دکہلایا ہے تثلیث پرستی اور میت پرستی کی ہیکل کو ایسے آسمانی نشان کے ساتھ منہدم
کیا ہے کہ ہیبت الٰہی کے آثار صریح نظر آتے ہین قرآن کریم کے کلام اللہ اور جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی رسالت کا ثبوت ایسی نادر اور بدیع طور پر کیا ہے جس سے بہتر طور پر ممکن نہیں - اسلام کے اکمل الادیان اور زندہ مذہب
ہونیکا ثبوت اپنے ذاتی تجربہ اور اپنے موجودہ مشہورہ کرامت سے دیا ہے جہاد کی حقیقت اور تقدیر کی ماہیت پر لطیف
بحث کی ہے الزامی جوابوں کے ساتھ جو بڑی متانت اور شایستگی کے ساتھ دئیے ہین حقیقی جواب صرف قرآن کریم

[illegible] ایک خارق عادت پر ہیبت منذر و مبشر اور عجب پیشگوئی اسلام کی کامل فتح اور عیسائیت کی فاش شکست کے اظہار اور مفریق مخالف بعض

کی رو سے دیتے ہین قیمت (۸ر)

نور الحق ہر دو حصص پادری عماد الدین امرت سری کے توزین الاقوال کا جواب لاجواب اپنے دعوی کی صداقت مین سماوی شہادت۔ مکفرین پر اعجازی تحریر سے اتمام حجت بوعدۂ انعام پانچہزار روپیہ شایع ہوا ہے

اتمام الحجتہ مولوی رسل بابا امرت سری کے الہام الصحیح کی تنقیح اور وفات مسیح کی توضیح کتاب اللہ سے کیگئی ہے اور اُن کے موہوم دلایل والہام کی قلعی کھولی ہے قابل دید ہے قیمت (۲ر)

سر الخلافہ مکفرین کے الزام اور افحام کے لئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شایع ہوئی۔ اعجازی طرز پر خلافت راشدہ کو سر بکنون کو کھولا ہے عاپیات اہل شیعہ کے اوہام کا ازالہ کتاب اللہ سے لطیف اور بینظیر طور پر کیا ہے

کرامات الصادقین سورہ فاتحہ کے عجایبات ولطایف کو بیان کر کے اپنے تزکیہ قلب کا ثبوت دیا ہے مکفرین کا منہ بند کرنے کے لئے اور تحدی کے طور پر ایک ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دیا ہے قیمت (۱۲)

سچائی کا اظہار مضمون نام سے ظاہر ہے **حجتہ الاسلام**۔ عیسائیون کو بالمقابل نشان آسمانی دکھلانے کی دعوت اور انپر اتمام حجت [illegible] کی رو سے اتمام حجت

مصنفہ مولوی محمد احسن امروہی

تحذیر المومنین من الکفار للمسلمین شیخ بٹالوی کے فتوے تکفیر کی مفصل حقیقت اور اُسکے بیہودہ اور لچر اعتراضات کا مفصل جواب قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلعم سے دیا ہے اور آخر مین ملان بٹالوی کے دجل کو وضاحت سے ثابت کیا ہے۔ قیمت ۹ر

فک الشک حضرت مسیح الموعود کے عقاید کی تشریح اور مخالفون کی کوتاہ فہمی کی توضیح کتاب وسنت سے فرمائی ہے ۱۰

متفرق کتابین

تحقیق الاسلام رد نصاری مین	۴ر	عصمت انبیا وجواب نبی معصوم	۲ر
معجزات محمدیہ از قرآن شریف	۲ر	ضیاء الشمس	۱۲
صادق التحقیقات زیر طبع		نوٹ جنگ مقدس امرتسری مباحثہ کی زندہ تصویر	۳ر
مباحثہ حیات ممات مسیح بت پرستون کے خدا مسیح کی موت		صلوٰۃ محمدی نماز پیغمبری	۵ر
کا ثبوت قرآن کریم سے	۲ر	طلب روحانی در علم توجہ	۱۲

راقم شیخ نور احمد مالک و مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر